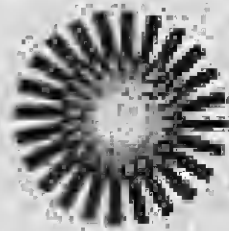


بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَمَا أَرْيدُ إِلَّا إِصْلَاحَ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ



نسخہ

کلمہ فضل رحمانی

بجواب

اوہام غلام قادیانی
(۱۳۱۲ھ)

جس کو عباد اللہ الصمد جناب قاضی فضل احمد صاحب کورٹ انسپکٹر
لودھیانہ مؤلف میزان الحق۔ گفتگو جمعہ۔ سلک الدین نے
مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے رسالہ انجام آتھم وضمیمہ وغیرہ کے
جواب میں تالیف کیا۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لِنَكُونَنَّ لَهُ شُكْرًا

OF AHLE SUNNAT WAL JAMAA

الصَّلَاةَ وَالسَّلَامَ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ
وَعَلَى آلِكَ وَاصْحَابِكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

نمبر	مضامین	صفحہ
۱	تحمید و تسلیم و تمہید	۲۳۱
۲	آیات قرآنی جن کی تفسیر مرزا صاحب نے نہیں کی اور تمام علماء کو گالیاں دیں	۲۳۲
۳	وہ احادیث جن کی مرزا صاحب نے پروانہ کر کے روگردانی کی	۲۳۵
۴	آثار صحابہ و تابعین و تابع تابعین رضی اللہ عنہم واقوال جمہور علماء کی مخالفت	۲۳۷
۵	مرزا صاحب کے اپنے الہامات و تحریرات جن پر خود انہوں نے عمل نہیں کیا	۲۳۸
۶	ایک لاہوری بنیا اور مسلمان کی لڑائی کی روایت سے مرزا صاحب کی مطابقت	۲۵۱
۷	روایت..... کسی کا حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو طمانچہ مارنا اور ان کا حلم اور غصہ	۲۵۲
۸	روایت..... حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے سر مبارک پر جلتی ہوئی آتش کا کاسہ غلام سے گر پڑنا اور آیت شریفہ ”والکافرین“ کے موافق غلام کو آزاد کرنا	۲۵۲

صفحہ	مضامین	نمبر
۲۵۵	اول... خلاصہ مختصر رسالہ انجام آیتھم	۹
۲۵۶	مرزا غلام احمد قادیانی کی پیش گوئی مسٹر عبداللہ آیتھم کی موت کی نسبت	۱۰
۲۵۷	مسٹر عبداللہ آیتھم کا خط مرزا صاحب کی پیش گوئی کے جواب میں	
۲۶۳	دوم... مختصر خلاصہ رسالہ خدا کا فیصلہ	۱۱
۲۶۴	مرزا صاحب کا تصویریں جاندار انسانوں کی بنانا	۱۲
۲۶۵	حضرت مسیح علیہ السلام کی توہین	۱۳
۲۶۷	سوم... مختصر خلاصہ رسالہ دعوت قوم	۱۴
۲۶۹	مرزا صاحب کا دعوت نبوت اور اس کا جواب	۱۵
۲۷۱	مرزا صاحب کا اعتقاد کہ قرآن شریف میں بد تہذیبی اور گندی گالیاں بھری ہیں	۱۶
۲۷۳	مرزا صاحب کا اعتقاد کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی رضی اللہ عنہ خونی ہیں	۱۷
۲۷۶	مرزا صاحب کا دو انسانی صورتوں سے ایک لاکھ فوج کی درخواست کرنا اور پانچ ہزار سپاہیوں کا منظور ہونا	۱۸
۲۷۸	مرزا صاحب گورنمنٹ کے..... خیر خواہ ہرگز نہیں	۱۹
۲۷۸	مرزا صاحب کا مہبلہ کو ناجائز قرار دیکر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی سوء ادبی	۲۰
۲۷۹	مرزا صاحب کا اسی مہبلہ کو جائز قرار دیکر درخواست مہبلہ کرنا اور	۲۱

نمبر	مضامین	صفحہ
	حضرت مولانا مولوی غلام دنگیر صاحب قصوری کا کامل ماہ شعبان مبارک کیلئے لاہور میں منع اپنے صاحبزادوں کے حاضر رہنا اور مرزا صاحب کا وجود تاکید کے حاضر نہ ہونا اور جھوٹ	۲۸۰
۲۲	چہارم..... مختصر خلاصہ مکتوب عربی بنام علماء ہند و مشائخ ہذا البلاد وغیرہ	۲۸۱
۲۳	مرزا صاحب کے الہامات و دعویٰ نبوت اور علماء کو نام بنام گالیاں	۲۸۱
۲۴	خلاصہ مکتوب عربی ختم ہوا۔ نظر ثانی شروع ہوئی۔	۲۸۳
۲۵	مرزا صاحب کی مشابہت اور مناسبت نامہ	۲۸۴
۲۶	حضرت مسیح علیہ السلام کے ساتھ اس کا جواب	۲۸۴
۲۷	مرزا صاحب کا عالم الغیب ہونا اور دعویٰ نبوت	۲۸۴
۲۸	مرزا صاحب کی رحمت کا حال جو بموجب آیت وَمَا أَرْسَلْنَاكَ (جوان پر دوبارہ نازل ہوئی) کی صداقت۔ معاملہ برعکس	۲۸۵
۲۹	مرزا صاحب کے استدراجات کی مطابقت مسلمہ کذاب کے استدراجات سے	۲۸۶
۳۰	مرزا صاحب کا مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ اور حضرت مسیح علیہ السلام کی وقات	۲۸۷
۳۱	مرزا صاحب کی براین احمدیہ خدا کی کلام ہے اور قرآن شریف مرزا صاحب کی کلام ہے	۲۸۸
۳۲	دعویٰ خدائی۔ نعوذ باللہ منها	۲۸۸

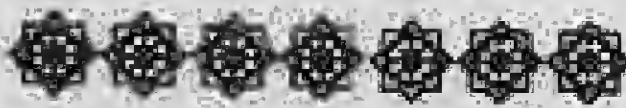
نمبر	مضامین	صفحہ
۳۳	مرزا صاحب کے پانچ دلائل وفات حضرت مسیح علیہ السلام پر	۲۸۹
۳۴	ازالہ نمبر اول ... دلائل وفات مسیح علیہ السلام میں	۱۱
۳۵	آیت اِذْ قَالَ اللَّهُ يٰعِيسٰى اِنِّیْ مُوَفِّکَ وَرَافِعُکَ (الآیہ) کے معنی جو مرزا صاحب اور ان کے حواری کلام مولوی نور الدین نے کئے ہیں	۱۱
۳۶	مرزا صاحب کے ہی دلائل تحریرات سے حیات مسیح علیہ السلام ثابت ہوئی	۲۸۹
۳۷	ازالہ دلیل نمبر دوم ... مرہم حواریین کا حال اور مرزا صاحب کی غلط فہمی	۲۹۲
۳۸	ازالہ دلیل نمبر سوم ... مرزا صاحب کا اعتقاد کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر چڑھائے گئے اور فوت ہو گئے اور قبر میں دفن کر دیئے گئے قبر ان کی اس وقت بلا دشام میں موجود ہے اس دلیل سے مرہم حواریین غلط ثابت ہوئی	۲۹۷
۳۹	یہود اور نصاریٰ کے پیغمبران علیہم السلام ایک ہی ہیں الگ الگ نہیں	۲۹۸
۴۰	ازالہ دلیل نمبر چہارم ... مولوی نور الدین صاحب کی شہادت کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی قبر کشمیر میں ہے۔ یوز آسف بنانا اور اس کا جواب	۲۹۹
۴۱	نقل حضرت عیسیٰ علیہ السلام و حضرت یحییٰ علیہ السلام کے خوش اور عمگین رہنے کی	۳۰۱

نمبر	مضامین	صفحہ
۳۲	نقل خطوط رؤساء کشمیر یوز آصف نبی کی قبر کی تحقیقات میں بحوالہ تاریخ کشمیر	۳۰۲
۳۳	ثابت ہوا کہ کشمیر میں حضرت یسوع مسیح کی کوئی قبر نہیں مرزا صاحب کا افتراء	۳۰۳
۳۴	مرزا صاحب کا حافظہ۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی قبر پہلے گلیل میں پھر بلاد شام میں اور پھر خاص کشمیر میں بیان کی	۳۰۴
۳۵	ازالہ دلیل نمبر پنجم..... مرزا صاحب کو اپنے الہامات عربی، عبرانی، انگریزی زبانوں کے معنی اور مطلب نہیں آتے	۳۰۵
۳۶	حکایت اکبر بادشاہ کی نزول قرآن مصنوعی کی مطابقت مرزا صاحب کے الہامات سے اور ملا دو پیازہ کی تقریر اور اکبر بادشاہ کا سکوت	۳۰۶
۳۷	مرزا صاحب کا الہام کہ ہمارا خدا عاجی (ہاتھی دانت کا یا گوبر کا) ہے	۳۰۸
	مرزا صاحب کے خدا عاجی کے معنی جو ان کو اب تک معلوم نہیں ہوئے تھے	
۳۸	مرزا صاحب خود عیسیٰ نو ماہہ عیسیٰ دہقاں (شراب انگوری) ہیں	۳۱۵
۳۹	علماء و فضلاء کی خدمت میں راقم الحراف کی درخواست کہ اگر مرزا صاحب کو کوئی عیسیٰ کہے تو نہ چڑیں جبکہ وہ اپنے آپ کو عیسیٰ نو ماہہ یا عیسیٰ دہقاں جانتے ہیں	۳۱۶
۵۰	مرزا صاحب کا حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معراج	۳۱۶

نمبر	مضامین	صفحہ
	جسمانی کا انکار اور حضرت کے جسم اطہر نور الانوار کو کثیف لکھنا اور اس کا جواب	۳۱۷
۵۱	مرزا صاحب اپنی تحریر سے فاجر ثابت ہوئے اور پردہ دری ہوئی	۳۱۸
۵۲	حضرت اور یس علیہ السلام اس جسم غصری کے ساتھ آسمان پر زندہ اٹھائے گئے اور پھر واپس آ کر دنیا پر شہر بعلبک میں مبعوث ہوئے	۳۱۹
	مرزا صاحب کی دعا جو کہ بجلی کی طرح کودتی ہے، مینڈک کی طرح بھی نہ کودی	۳۲۱
۵۳	لطیفہ مر سید احمد خاں صاحب کی بیرو کی مرزا صاحب سے گفتگو و فوات حضرت مسیح علیہ السلام میں	۳۲۲
۵۴	پنجم..... خلاصہ مختصر ضمیمہ انجام آتھم جس میں حضرت مسیح علیہ السلام کو فحش گالیاں دیں ہیں	۳۲۲
۵۵	خلاصہ ذمیرہ ضمیمہ ختم ہوا۔ جواب مختصر مولوی صاحبان پر گالیوں کی شک حضرت مسیح علیہ السلام پر جھوٹے بہتانات ان کی دایوں ٹانیوں پر سخت فحش عیب لگانے کے جوابات مرزا صاحب کے ہی الہامات سے	۳۲۳
۵۶	مرزا صاحب اپنی ہی تحریرات والہامات سے وہ کچھ ثابت ہوئے جو انہوں نے مولوی صاحبان کو بے جا غصہ میں کہا اور آخر اپنے ہی قول کے موافق ثابت ہوئے	۳۲۵
۵۷	مرزا صاحب اپنی ہی تحریرات والہامات جو انہوں نے مولویوں اور	۳۲۶

نمبر	مضامین	صفحہ
۵۸	بزرگوں کو گالیاں دیں ہیں ان کے مصداق ثابت ہوئے	۳۱۶
۵۹	مرزا صاحب جب حضرت مسیح علیہ السلام کو گالیاں دے دے کر تھک گئے تو بہانہ کر کے لکھتے ہیں کہ ہم نے یسوع کو گالیاں دیں ہیں جس کا قرآن میں نام یا تذکرہ نہیں ہے کہ وہ کون تھا اور اس کا جواب	۳۲۱
۶۰	مرزا صاحب اپنی ہی تحریرات سے شریہ جاہل بھی ثابت ہوئے	۳۲۱
۶۱	حضرت یسوع علیہ السلام کے نام کی تحقیقات - عبرانی - یونانی - عربی - انگریزی سے	۳۲۱
۶۲	مرزا صاحب کی خود انگریزی تحریر میں یسوع مسیح علیہ السلام کا نام درج تھا	۳۲۹
۶۳	خاص حضرت مسیح علیہ السلام کے نام پر ہی گالیاں	۳۳۸
۶۴	بیان ظہور حضرت مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۳۳۹
۶۵	مرزا صاحب کا کدعہ کو (مغرب قادیان) لکھنا غلط ہے دراصل کدعہ	۳۴۰
۶۶	معیار شناخت کدعہ و کدعہ	۳۴۸
۶۷	موضع یا قصبہ قادیان کی تحقیق	۳۵۱
۶۸	خدا کے مقبولوں کی علامات	۳۵۶
۶۹	مرزا غلام احمد کی محمد احمد سوڈانی کا ذب مہدی کی مطابقت	۳۵۸
۷۰	مرزا صاحب کے نام کے تیرہ سو عدد ہونے کی تردید	۳۵۹

نمبر	مضامین	صفحہ
۷۰	خلاصہ مطابقت مرزا صاحب اور مہدی سوڈانی	۳۶۶
۷۱	اول..... مرزا صاحب کی طرف سے دعوائے نبوت	۳۷۵
۷۲	دوم..... توہینات انبیاء علیہم السلام	۳۸۱
۷۳	سوم..... مرزا صاحب کے عقائد	۳۸۶
۷۴	چہارم..... مرزا صاحب کے اعمال	۴۰۰
۷۵	خاتمہ کتاب اور التماس بخدمت شریف علماء و فضلاء و مفتیان شرع اعلیٰ ابقا ہم اللہ تعالیٰ بطور استغناء اور رویا صادقہ	۴۲۱
۷۶	مرزا صاحب کے خطوط۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بہ نسبت الہام کاج	۴۲۲
۷۷	خطوط مرزا صاحب کے خطوط کی تصدیق میں	۴۲۷
۷۸	کلمہ فضل رحمانی بجواب اوہام غلام قادیانی پر مولوی صاحبان کی تقاریظ	۴۳۵
۷۹	التجاء مالک اخبار و فادار لاہور جناب باری میں	۴۵۲



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى

رَسُولِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ وَذُرِّيَّتِهِ وَاتَّبَاعِهِ أَجْمَعِينَ۔

اما بعد حقیر پر تقصیر اضعف من عباد اللہ الصمد قاضی فضل احمد بن حضرت قاضی الدین

صاحب متوطن ضلع گورداسپور حال کورٹ انسپکٹر لودھیانہ ناظرین متین کی خدمت میں

گزارش کرتا ہے۔ کہ آج کل (ماہ شعبان ۱۳۱۴ھ) ایک کتاب مسکئی بانجام آتھم مع

رسائل دیگر۔ خدا کا فیصلہ۔ دعوت قوم۔ مکتوب عربی بنام علماء و مشائخ بلاد ہند وغیرہ وغیرہ

تصنیف مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان تاریخ طبع

ندارد، دیکھنے میں آئی۔ جو اکثر علماء و مشائخ کی خدمت میں مرزا صاحب کی طرف سے

بذریعہ رجسٹری بھیجی گئی ہے جس میں مرزا صاحب نے تمام مخالفین کی بالعموم اور علماء و

مشائخ کی بالخصوص خوب خبر لی ہے۔ اور سب دشتم کے تیروں سے ان کے دلوں کو چھلنی کی

طرح خوب چھیدا ہے۔ اور اپنے غصہ کی آگ کو بزم خود خوب بھڑکایا ہے۔ گویا سب کے

جسم کو معدا استخوان جلایا ہے۔ قبل اس کے کہ میں ان کے موٹے موٹے مضامین کو بہت ہی

اختصار کیساتھ عبارت سلیس عام فہم پیش ناظرین کروں اور مرزا صاحب کی ہی الہامات

و تحریرات کے مقابلہ میں ہدیہ شائقین باتمکین کروں نہایت ہی افسوس کے ساتھ عرض کرتا

ہوں کہ مرزا صاحب نے جو روش تحریر اس کتاب میں اختیار کی ہے اہل اسلام کو تو کیا دیگر

مذہب کے لوگوں کو بھی نہایت ناپسند ہوئی اور تحقیر کی نظروں سے دیکھی گئی ہے کیونکہ مرزا

صاحب نے احکامات الہی و احادیث رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و اقوال و افعال جمہور کا نعوذ باللہ صرف اغماض ہی نہیں کیا بلکہ بصورت انکار ان کو یس پشت ڈال دیا ہے۔ بطور نمونہ آیات و احادیث و اقوال و افعال بزرگان پیش کرتا ہوں۔

آیات قرآنی جنکی مرزا صاحب نے تعمیل نہیں کی

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا۔ (پارہ ۴ سورۃ آل عمران آیت : ۱۰۳)

ترجمہ : یعنی خدا کے دین کو سب اکٹھے ہو کر مضبوط پکڑو اور متفرق نہ ہو جاؤ۔

(۲) وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا۔ (پارہ ۴ سورۃ آل عمران آیت : ۱۰۵) یعنی تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے فرق اور اختلاف کیا۔ ان ہر دو آیات کی تعمیل تو مرزا صاحب نے یہ کی کہ تمام اہل اسلام سے ایسی تفریق اور مخالف پیدا کر لی کہ کسی کو بھی اپنے ساتھ نہیں رکھا۔ حتیٰ کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لیکر آج تک کوئی بھی آپ کے عقائد کے ساتھ متفق نہیں ہوا۔

(۳) خُذُوا زِينَتَكُمْ مِمَّا فِي بَيْوتِكُمْ ۚ وَكُلُوا وَشَرِبُوا لَا تُفْسِدُوا ۚ وَكُلُوا وَشَرِبُوا لَا تُفْسِدُوا ۚ وَكُلُوا وَشَرِبُوا لَا تُفْسِدُوا ۚ (پ ۲۶ سورۃ الحجرات آیت : ۱۰)

ترجمہ : یعنی مسلمان سب بھائی ہیں بھائیوں میں اصلاح کرو۔

اس حکم کی تعمیل مرزا صاحب نے ایسی کی کہ بجائے اصلاح کرنے کے اور آتش فساد مشتعل کر دی اور اپنے خاص بھائیوں کو دشمن بنالیا۔

(۴) حُكِّمَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَىٰ كَافًى۔ وَلَا تَنَازَعُوا فَعَلَا تَفْشَلُوا وَتُنْهَبَ رِجَالُكُمْ۔ (پ ۱۰ سورۃ الانفال آیت : ۴۶)

ترجمہ: یعنی آپس میں مت جھگڑو ست ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا بگڑ جائے گی۔

اس کی تعمیل میں مرزا صاحب نے رفع تنازع کیلئے ایسی کوشش کی کہ کوئی وقت کوئی ساعت جھگڑے یا فساد سے خالی ہی نہیں رکھی۔ کبھی کوئی کتاب کبھی کوئی رسالہ کبھی کوئی اشتہار نکالتے ہی گئے جس سے جھگڑوں میں روز افزوں ترقی ہوتی گئی۔۔۔ یہاں تک پہنچے کہ ایک اشتہار جمعہ کے روز کی تعطیل کا نکالا۔ اس میں اپنے مسلمان بھائیوں کے برخلاف گورنمنٹ کو اس امر کی توجہ دلائی کہ مسلمان لوگ گورنمنٹ کے ساتھ باغیانہ خیال رکھتے ہیں۔ اس کی شناخت یہ ہے کہ جو لوگ نماز جمعہ نہیں پڑھیں گے وہ سرکاری باغی اور بدخواہ سمجھے جائیں گے مطلب اس سے یہ تھا کہ جو لوگ بیعت نہ پورا ہونے شرائط جمعہ کے شہروں یا دیہات میں نماز جمعہ نہیں پڑھتے وہ باغی سمجھے جائیں۔ مگر فرین ہے گورنمنٹ کی دانش پر کہ اس نے ایسی لغو بات اور اشتہار پر کچھ توجہ نہ فرمائی ورنہ مرزا صاحب نے اس آیت کی تعمیل میں ذرہ بھر بھی نیش زنی کرنے میں فرو گذاشت نہ تھی کہ جھٹ مسلمان لوگ باغی قرار دیئے جا کر احکام ضابطہ جاری ہوتے۔

(۵) وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ - (پ ۸ سورۃ الاعراف آیت ۵۶) یعنی فساد مت کرو بیچ زمین کے۔

مگر افسوس مرزا صاحب کو اس فساد اور جھگڑوں میں ہی مزہ اور رونق ہے۔ طبیعت کا لگاؤ اور رجحان ہی اس طرف ہے۔

(۶) حُكْمُ خُداوندی ہے۔ وَلَا تَلْمِزُوا أَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِاللِّقَابِ بِئْسَ الْأَسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ - (پ ۲۶ سورۃ الحجرات آیت ۱۱) یعنی اپنے دین والوں کا عیب نہ کرو اور نہ ایک دوسرے کو برے لقب سے پکارو۔ بدنامی ہے کسی کو ایمان کے بعد

۱۔ اشتہار مورخہ یکم جنوری ۱۸۹۶ء بابت تعطیل روز جمعہ۔ مرزا صاحب ۱۲ منہ غشی عنہ)

فسق سے یاد کرنا۔

مرزا صاحب نے اس حکم کی تفصیل یہ کی ہے کہ اس کتاب انجام آتھم میں مولوی صاحبان و سجادہ نشین صاحبان میں سے کسی کو دجال کسی کو بطل کسی کو شیخ نجدی کسی کو شیطان کسی کو فرعون کسی کو ہامان وغیرہ وغیرہ لقبوں سے یاد کیا ہے۔ مہذب اہل اسلام و دیگر ناظرین مرزا صاحب سے یہ سوال کرتے ہیں کہ یہ طریق جو آپ نے اپنی کتاب میں اختیار کیا ہے کوئی صفحہ یا سطر ایسی نہیں جس میں کوئی نہ کوئی گالی نہ ہو یہ کس آیت یا حدیث یا الہام کے ارشاد سے کیا گیا ہے۔

(۷) وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ (پ ۷ سورۃ الانعام آیت ۱۰۸)۔ یعنی

کافروں کے معبودوں کو بھی گالی نہ دو، تاکہ ایسا نہ ہو کہ تمہارے خدا کو گالیاں دیں۔

اس حکم کی تفصیل مرزا صاحب نے ایسی کی کہ مرزا صاحب کی کتابیں بالخصوص رسالہ انجام آتھم اور اس کا ضمیمہ شاہد ہیں اور ان کی تصدیق کیلئے آریہ اور عیسائیوں کی کتابیں موجود ہیں کہ جن میں مرزا صاحب کی بدولت خداوند کریم اور تمام پیغمبران علیہم السلام اور بالخصوص حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت ایسے ایسے الفاظ دیکھے گئے ہیں کہ جن سے ایک ادنیٰ مسلمان کا بھی جگر پارہ پارہ ہوتا ہے۔ کیا یہ حکم خداوند تعالیٰ کی تفصیل ہے کیا یہ کل تحریروں کا ثواب مرزا صاحب کے اعمال نامہ میں روز بروز درج نہیں ہوتا ضرور بلکہ روز بروز بڑھتا جاتا ہے۔

(۸) اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ قُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا۔ (پ سورۃ البقرہ آیت ۸۳)

یعنی لوگوں سے نیک اور بھلائی کی بات کہو۔ اس حکم میں کسی مسلمان کی بھی تخصیص نہیں عوام تو کہاں بیچارے خاص بھائی اور عزیز مسلمان بھی نیکی اور اچھے کلمے سے یاد نہیں کئے گئے۔

جب مرزا صاحب بقول خود تمام انبیاء اور مرسلوں کی صفات سے موصوف ہیں تو ایک ہی جسم سے ملہم۔ مجدد۔ مثیل مسیح۔ مسیح موعود۔ مہدی مسعود ہیں۔ تو کیونکر ہو سکتا ہے کہ ان کے سینہ بے گنجینہ زبان بے عنان سے ایسی فحش گالیاں مسلمان بھائیوں بالخصوص مولوی صاحبان و عبادہ نشین صاحبان کو کتابوں میں دی جاتی ہیں۔ جیسے بد ذات۔ بے ایمان۔ و جال۔ لعین۔ شیطان۔ فرعون۔ ہامان۔ ظالم۔ یہودی۔ بطل۔ خبیث۔ گدھے۔ کتے۔ سور وغیرہ وغیرہ اگر مسیح موعود کی تہذیب اور خواص ایسے ہی ہونے چاہئے تو مرزا صاحب کو مبارک ہو۔



احادیث جن سے مرزا صاحب نے روگردانی کی

- (۱) امام احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہم نے ایک حدیث طویل میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے توحید اور نماز اور زکوٰۃ اور روزہ اور حج اور صدقہ اور تہجد اور جہاد کا ذکر فرما کر ارشاد فرمایا کہ کہو تو بتاؤں تمہیں ان سب کی جڑ اور اصل کو۔ معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ ہاں اے نبی اللہ کے۔ آپ نے اپنی زبان مبارک کو پکڑ کر فرمایا کہ اسکو روکے رہو۔ (مرزا صاحب نے زبان کو خوب روکا)
- (۲) حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ مَنْ صُمْتُ نَجَا۔ جو چپ رہا نجات پا گیا (مرزا صاحب اتنے بڑے پیغمبر ایسی چھوٹی حدیث پر کیسے عمل کرتے) (نعوذ باللہ۔)

(۳) صحیحین میں ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کو لعنت کہنا مانند قتل کرنے اس کے ہے۔ (قتل کرنا گناہ کبیرہ ہے)

(۴) ترمذی نے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان لعنت کرنے والا نہیں ہوتا۔ یعنی لعنت کرنا ایمان کے مخالف ہے۔ (مرزا صاحب کی کل کتاب لعنتوں سے بڑ ہے)

(۵) صحیحین میں ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا گالی دینا مسلمان کو بڑے گناہ کی بات ہے۔ (تمام کتاب ہی گالیوں سے بھری پڑی ہے حتیٰ کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو بھی)

(۶) امام احمد اور ابن ابی الدنیا نے مسند صحیح روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ گالی بکنے والا اور بے حیائی کی بات کرنے والا اسلام میں سے اس کے پاس کچھ نہیں ہے۔ (گالیاں بھی نعوذ باللہ وہ کہ مسیح علیہ السلام کی وادیوں تانیوں تک نوبت پہنچادی)

(۷) ترمذی اور بیہقی نے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ نہیں ہے مسلمان طعنہ کرنے والا اور نہ لعنت کرنے والا اور فحش بکنے والا اور نہ یہودہ گو۔

(۸) مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرے نہ اس کی مدد چھوڑے نہ اس کو ذلیل سمجھے پر ہیز گاری یہاں ہے۔

(۹) ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فلاں عورت کا ذکر ہوتا ہے کہ نماز بہت پڑھتی ہے، روزے بہت رکھتی ہے اور خیرات بہت کرتی ہے لیکن وہ اپنے ہمسایوں کو اپنی زبان سے ایذا دیتی ہے۔ آپ نے فرمایا وہ روزخ میں ہے۔

(۱۰) حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم کو نہ بتاؤں وہ عمل جو روزہ صدقہ نماز سے افضل ہے۔ راوی کہتا ہے کہ ہم نے کہا کہ ہاں! فرمائیے۔ آپ نے فرمایا صلح کرانا آپس میں، اور فساد و الزنا یہ خصلت دین کی جڑ اکھاڑنے والی ہے۔

(۱۱) ایک شخص نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھ کو کچھ نصیحت فرمائیے۔ آپ نے فرمایا کہ غصہ مت کیا کر اس نے کئی دفعہ یہ سوال کیا آپ نے یہی جواب فرمایا کہ غصہ مت کیا کر۔

(۱۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جناب باری میں عرض کیا تیرے نزدیک تیرے بندوں میں کونسا عمل بہت عزیز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب کسی کو کسی کی طرف سے ایذا پہنچے تو اس کو بخش دے۔

☆ THE NATURAL PHILOSOPHY
OF AHLE SUNNAT WAL JAMAAT ☆

آثار صحابہ و تابعین و تبع تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم و اقوال وافعال علماء کرام و مشائخ عظام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

اگر ضبط تحریر میں لائے جائیں تو ایک عرصہ دراز چاہئے ان کے لکھنے کی اس واسطے بھی ضرورت نہیں درآن حالیکہ آیت شریف و حدیث شریف سے ہی اعراض ہے تو باقی پر کیا اعتبار و لحاظ ہے۔ لیکن مرزا صاحب کے ہی الہامات و تحریرات پیش کرنا ضروری ہے تاکہ ناظرین اس پر توجہ فرمائیں۔

مرزا صاحب کے الہامات و تحریرات جن پر انہوں نے خود بذاتہ مطلق عمل نہیں کیا اور حافظہ سے اتر گئے

میں نہایت افسوس سے کہتا ہوں اگرچہ مرزا صاحب نے قرآن شریف و احادیث شریفہ و آثار صحابہ رضی اللہ عنہم پر (جو تیرہ سو سال سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا ہے) نعوذ باللہ پرانا ہونے یا کسی اور وجہ سے عمل نہیں کیا جیسے کہ عرض ہوا ہے مگر ان کو اپنے الہامات قطعی اور یقینی اور تحریرات الہامی پر تو (جو تازہ ہیں) ضرور ہی عمل کرنا چاہئے تھا۔ مگر ان پر بھی کوئی توجہ نہیں کی گئی۔

(۱) رسالہ انجامِ استقامت میں لکھتے ہیں کہ مجھ کو خدا نے الہام کیا ہے۔ کہ تَلَطَّفْ بِالنَّاسِ وَتَرْحَمْهُمْ عَلَيْهِمْ۔ یعنی لوگوں کے ساتھ لطف اور مہربانی اور رحم کر۔ (ص ۵۵)

(۲) اسی کتاب میں ہے کہ مجھے الہام ہوا ہے۔ یا داؤد عاملِ بِالنَّاسِ رِفْقًا وَاحْسَانًا۔ یعنی اے داؤد (جینمیر) لوگوں کے ساتھ رفاقت اور احسان کر۔ (ص ۶۰)

فرمائیے مرزا صاحب! تَلَطَّفْ، رَحْمٌ، رِفْقٌ، احسان۔ ان چاروں الہامی احکام کی آپ نے کیا تعمیل کی؟ اور داؤد علیہ السلام کی صفت لوہے کو موم کرنے والی نے آپ میں کیا اثر کیا۔ بلکہ الٹا موم دلوں کو لوہا اور پتھر کر دیا۔ تمام جانداروں کو اپنی زبور کی خوش الحانی سے بجائے جمع کرنے اور دوست بنا لینے کے دشمن بنا لیا۔ اور متنفر کر لیا کاروائی ہی معکوس کر لی گویا تَلَطَّف کی جگہ سب و شتم۔ رَحْم کی جگہ درشتی قلم۔ رِفْق کی جگہ نفاق اتم۔ احسان کی جگہ رجم خصم کو پورا کیا۔

(۳) ہر ایک صاحب کی خدمت میں جو اعتقاد اور مذہب میں ہم سے مخالف ہیں۔ بصد ادب اور بجز عرض کی جاتی ہے کہ اس کتاب کی تصنیف سے ہمارا ہرگز یہ مطلب اور مدعا نہیں ہے جو کسی کے دل کو رنجیدہ کیا جائے یا کسی نوع کا بے اصل جھگڑا اٹھایا جائے۔ انتہی (بلفظہ ص ۸۳۔ براہین احمد)

(۴) چہارم بخد مت جملہ صاحبان یہ بھی عرض ہے کہ یہ کتاب کمال تہذیب اور رعایت آداب سے تصنیف کی گئی ہے اور اس میں کوئی ایسا لفظ نہیں جس میں کسی بزرگ یا پیشوا کسی فرقہ کے کسر شان آئے۔ اور خود ہم ایسے الفاظ کو صراحتاً یا کنایتاً اختیار کرنا خست عظیم سمجھتے ہیں اور مرتکب ایسے امر کو پر لے درجہ کا شریر النفس خیال کرتے ہیں۔ انتہی۔ بلفظہ (براہین احمد ص ۸۳)۔

(۵) عام اطلاع۔ ناظرین پر واضح رہے کہ ہمارا ہرگز یہ طریق نہیں کہ مناظرات و مجادلات میں یا اپنی تالیفات میں کسی نوع کے سخت الفاظ کو اپنے مخاطب کیلئے پسند رکھیں یا کوئی دل دکھانے والا لفظ اس کے حق میں یا کسی بزرگ کے حق میں بولیں کیونکہ یہ طریق علاوہ خلاف تہذیب ہونے کے ان لوگوں کے لئے مضر بھی ہے جو مخالف رائے کی حالت میں فریق ثانی کی کتاب کو دیکھنا چاہتے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ جب کسی کتاب کو دیکھتے ہی دل کو رنج پہنچ جائے۔ تو پھر برہمی طبعیت کی وجہ سے کس کا جی چاہتا ہے کہ ایسی دل آزار کتاب پر نظر بھی ڈالے۔ بلفظہ (رسالہ شحنة حق ص اول مطبوعہ ۱۳۰۲ھ)

(۶) بخدا ہم دشمنوں کے دلوں کو بھی تنگ کرنا نہیں چاہتے۔ اور ہمارا خدا ہر جگہ ہمارے ساتھ ہے۔ حضرت مسیح کا قول ہے کہ نبی بے عزت نہیں ہوتا مگر اپنے وطن میں۔ انتہی۔

بلفظہ (صفحہ ج، رسالہ شحنة حق مطبوعہ ۱۳۰۲ھ)

(۷) چہارم یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمان کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہ دیگا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے اٹھی۔ بلفظہ (صفحہ اول، رسالہ تکمیل تبلیغ ۱۸۸۹ء مرزا صاحب)

(۸) ہفتم یہ کہ تکبر اور نخوت کو ہلکی چھوڑ دیگا۔ فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کریگا۔

(۹) نہم یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض اللہ مشغول رہے گا۔ جہاں تک بس چل سکتا ہے۔ اپنی خدا داد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔ اٹھی۔ بلفظہ (رسالہ تکمیل تبلیغ ص ۲)

ناظرین! مرزا صاحب کو تمام آیات و احادیث و الہام خاص و تحریرات الہامی سب کی سب یکدم فراموش ہو گئیں۔ اور اپنی اقراری و ستاوینات اور الہامی عبارات سب کو یک لخت ملیامیٹ کر دیا۔ یا یاد ہوں مگر پھر انہوں نے خدا کے حکم (اَوْفُوا بِالْعُقُودِ) (پ ۶ سورۃ المائدہ آیت ۱) اپنے وعدوں اور اقراروں کو پورا کرو۔ کی تعمیل نہیں کی۔ پھر خیال فرمائیے کہ نہ تو احکام الہی کی تعمیل کی اور نہ احکام رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کچھ توجہ کی اور نہ اپنے الہامات کی پروا کی۔ جب یہ حالت ہے تو مرزا صاحب کے پاس کیا خاص وجہ ہے کہ باوجود ایسے صریح اور بدیہی احکام کی تعمیل پر بھی لوگوں سے اپنے مسیح موعودی اور تاویلات خانہ زاد کو منوانا چاہتے ہیں۔

ع ”اس خیال است و محال است و جنوں“

البتہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مولوی صاحبان و سجادہ نشین صاحبان نے کیوں مرزا صاحب پر تکفیر کا فتویٰ دیا؟ اور ممکن ہے کہ مرزا صاحب خود اس کا جواب یہ دیں کہ جب

انہوں نے مجھ کو کافر کہا اور کفر کے فتوے میری نسبت دیے۔ میں نے بھی یہ گالیاں ترکی بہ ترکی دیں جیسے ایک نقل مشہور ہے کہ کسی لاہوری مسلمان نے ایک لاہوری بنیا کو کسی بات کے تکرار پر بہت مارا۔ بنیا بیچارہ کمزور تھا۔ مقابلہ نہ کر سکا لیکن جیسے وہ مارتا رہا۔ بنیا بہت سی گالیاں دیتا رہا۔ جب وہ زبردست مسلمان چلا گیا تو ہمسایہ دوکاندار نے پوچھا کہ کہو بھی کیا ہوا۔ بنیا نے اپنی پنجابی بولی میں کہا۔ ”میںوں مسلے نے“ (مصلح) بہت مارا پار میں بھی اسٹوں گالیاں دے نال پیو ہی کر چھڈیا، یعنی اگرچہ اس مسلمان نے مجھ کو بہت مارا لیکن میں نے بھی اس کو گالیوں سے ادھ موا کر دیا۔ سو اس میں شک نہیں کہ مولویوں اور سجادہ نشین صاحبوں نے مرزا صاحب کو کافر کہا دجال لکھا، جس کا انتقام مرزا صاحب نے اس کتاب (انجام آفتقار) میں گالیوں سے لیا۔ انتقام بھی ایسا کہ وہ یاد ہی کریں گے۔ اور قیامت تک یہ کتاب مملو بہ درر سبب و شتم ان کی یاد فرمائی اور مرزا صاحب کے ثواب اخروی اور راہنمائی کی یاد رہے گی۔ جَزَاكَ اللّٰهُ۔

یہ مانا کہ مرزا صاحب کو جب انہوں نے کافر کہا اور دجال لکھا، تب مرزا صاحب نے غصہ میں آکر گالیوں سے بدلہ لیا۔ مگر افسوس مرزا صاحب نے یہاں بھی تو حکم خداوندی کی (الف) (لَا صَفْحَ لَصَفْحِ الْجَمِيلِ)۔ (پ ۱۲ سورۃ الحجرات ۸۵) یعنی پس در گذر کر در گذر کرنا۔

(ب) وَالْكَاطِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ۔ (پ ۲ سورۃ آل عمران آیت ۱۳۳) یعنی غصہ کے ہضم کرنے والے باوجود قدرت کے اور معاف کرنے والے لوگوں سے اللہ دوست رکھتا ہے احسان کرنے والوں کو) تعمیل پر کچھ توجہ نہیں کی۔ مؤخر الذکر آیت کے تحت میں اکثر مفسروں نے روایتیں لکھی ہیں جن

میں سے صرف دو روایتیں جو خاص مرزا صاحب کی توجہ کے قابل ہیں، لکھی جاتی ہیں۔
 روایت ۱؎ کسی نے حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو طمانچہ مارا۔ امام صاحب نے
 فرمایا میں بھی تجھے طمانچہ مار سکتا ہوں۔ مگر نہیں ماروں گا اور اس بات پر قادر ہوں کہ
 خلیفہ وقت سے تیرے پر نالش کروں مگر نہ کروں گا۔ درگاہ الہی میں نالہ و فریاد کر سکتا
 ہوں مگر نہ کروں گا۔ کہ قیامت کے دن تجھ سے جھگڑوں اور بدلہ لوں مگر نہ لوں گا۔ اگر
 فردا قیامت کو مجھے چھٹکارا ملے اور حق تعالیٰ میری سفارش قبول کرے تو تیرے بغیر
 جنت میں قدم نہ رکھوں گا۔

مردی گمان ہر کہ بزور است و پند دلی باخشم گر برائی دانم کہ کاہلی
 روایت دوم ۱؎ تیسرے میں لکھا ہے کہ ایک دن جناب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 مہمانوں کے ساتھ کھانا تناول فرمانے بیٹھے تھے کہ آپ کا خادم جلتی ہوئی آتش کا کاسہ
 مجلس میں لایا۔ دہشت سے اس کا پاؤں فرش کے کنارے لڑکھڑایا کاسہ جناب امام
 صاحب کے سر مبارک پر گر کر ٹوٹ گیا اور جلتی ہوئی آتش سراپھر پر گری حضرت نے
 ادب سکھانے کی راہ سے خادم کی طرف دیکھا خادم کی زبان پر جاری ہوا ”وَالْكَاطِمِينَ
 الْغَيْظَ“ آپ نے فرمایا غصہ میں نے فرو کیا خادم بولا۔ ”وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ“ حضرت
 نے فرمایا میں نے معاف کیا۔ خادم نے باقی آیت ”وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ“ (پ ۴)
 سورۃ آل عمران آیت ۱۳۳ پڑھی۔ حضرت امام صاحب نے فرمایا! جا میں نے اپنے مال
 سے تجھے آزاد کر دیا۔

بدی را مکافات کردن بدی بر اہل صورت بود بخردی

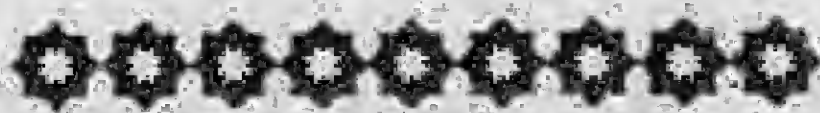
بمعتے کسانے کہ پے بردہ اند بدی دیدہ و نیکوئی کردہ اند
من وعن از تفسیر حسینی۔ کامل آدمیوں کی اس سے شناخت ہوتی ہے۔ جس پر مرزا
صاحب نے بھی اپنی تصانیف میں ادعا کیا ہے۔

یہ ہر دور وایتیں بطور ضروری مرزا صاحب کی خاص توجہ کیواسطے اس لحاظ سے لکھی
گئی ہیں کہ اول آپ نے ازالہ اوہام کے صفحہ ۳۱ میں حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی
بہت تعریف لکھی ہے۔ اور انکا اجتہاد اور استنباط قبول کر کے داد دی ہے اور پھر کتاب
انجام آتھم کے صفحہ ۵۳ میں ”لَوْ كَانَ الْإِيمَانُ مَعْلَقًا بِالشَّرِّ يَلْنَالَهُ“ جو حدیث
حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی پیشین گوئی میں ہے، اپنی طرف لگا کر فارسی النسل
تسلیم کیا ہے اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ بھی بذات خاص آپ ہی ہیں۔ جیسے کہ
آپ نے ازالہ اوہام کے صفحہ ۶۶ سے ۷۰ تک اس کی تشریح کی ہے۔ قادیان کو دمشق
قرار دیا ہے اور وہاں کے لوگوں کو یزیدی بنا کر خود حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
بن گئے۔ حاصل کلام جب حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ و حضرت امام حسین رضی اللہ
تعالیٰ عنہ بھی آپ ہی ہیں تو پھر اس آیت کی تعمیل کرنے کے وقت کیا ہوا اور کیا بن
گئے۔ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور۔ اب ناظرین کو معلوم ہو گیا ہوگا
کہ مرزا صاحب نے غضب و غیظ میں آکر ایسی کارروائی کی ہے کہ تمام کوشش مسیح موعود
کے ہونے کو یکدم ملیا میٹ کر دیا۔ تمام احکامات الہی و احادیث رسول اکرم صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم اور الہامات وحی خود اور دستاویزات کے خلاف قطعی کے برخلاف ایسی
چال چلے جس سے عوام کو بدظنی پیدا ہوگئی۔ مسیح ادعائی کو لازم تھا کہ اگر کوئی ایک رخسارہ
پر طمانچہ مارتا تو دوسرا رخسارہ بھی اس آگے کر دیا جاتا۔ کہ لیجئے دوسرا بھی حاضر ہے۔

اب اس کا کیا کیا جائے کہ مسیح موعود تو بنتے اور بنتا چاہتے ہیں۔ مگر افسوس جسم میں خواص نہیں حلیہ تاویلی تو بتادیں مگر لباس نہیں ارہاس نہیں۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ فی الواقعہ آپ بقول خود (انجام آتھم ص ۶۸) خونی مسیح اور خونی مہدی ہیں۔ لیکن اس میں بھی کوئی شک و شبہ نہیں کہ آپ ہی مسیح اور ہی مہدی ہیں۔ نعوذ باللہ منہا۔ کیونکہ اس میں آپ کو کمال حاصل ہے بیچارے علماء و مشائخ وقت آپ کے کس شمار و قطار میں ہیں جبکہ آپ سے پیغمبران علیہم السلام بھی نہیں چھوٹے۔ مرزا صاحب گستاخی معاف۔ بجائے اس کے کہ آپ مسلمانوں کے بزرگ جماعت علماء و مشائخ کو گالیاں دیکر اپنا دشمن بنا لیتے مناسب یہ تھا کہ اپنے اعجاز مسیح اور ہدایت مہدویت سے ان کو گرویدہ کر کے اپنا حامی بنا لیتے۔ اور کرامات و خوارق عادات کا اثر ان کے دلوں پر ڈال کر اور اپنی دعا سے جو بجلی کی طرح کودتی ہے (انجام ص ۲۷۵) اپنی طرف جذب کر لیتے مگر افسوس اس طرف آپ نے بالکل رخ ہی نہیں کیا۔ کیا تو یہ کیا کہ گالیوں اور لعنتوں کے بوجھ سے ان کی کمر توڑ ڈالی اور کچھ بھی پاس مسلمانی نہ کیا۔ یہی باتیں ہیں کہ اس وقت آپ پر سب مسلمانوں کی طرف سے سخت درجہ کی بدگمانی ہے۔ دعاوی آپ کے سماوی ہیں اور عمل آپ کے ثرای ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ وَمَا اَرِیدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ۔

اب میں نہایت اختصار کے ساتھ مرزا صاحب کی کتاب انجام آتھم و ضمیمہ متذکرہ بالا کا خلاصہ پیش ناظرین کرتا ہوں اور اس کے مقابلہ میں کچھ اپنی طرف سے بہت ہی کم لکھوں گا۔ ورنہ کلھم مرزا صاحب کی ہی تصانیف سے ہدیہ ناظرین کروں گا۔ جس سے مرزا صاحب کی حالت (جو گرگٹ کی طرح بدلتی رہی ہے اور بدلتی ہے اور بدلتی

جائے گی) بخوبی ظاہر ہو جائے گی۔



اول مختصر خلاصہ رسالہ انجام آتھم

مسٹر عبداللہ آتھم ۲۷ جولائی ۱۸۹۶ء کو بمقام فیروز پور مر گیا۔ پہلے تاریخ مقررہ پر جو نہیں مرا تھا اس کا باعث یہ تھا کہ عبداللہ آتھم نے رجوع الی الحق کر لیا تھا۔ اس واسطے تاریخ مقررہ پر فوت نہیں ہوا۔ جب ہم نے ۳۰ دسمبر ۱۸۹۵ء کو کو اشتہار دیا تھا کہ اگر اس نے رجوع الی الحق نہیں کیا تو قسم کھائے اس نے قسم نہیں کھائی۔ اس لئے وہ ۲۷ جولائی ۱۸۹۶ء کو مر گیا اور ہماری الہامی پیشینگوئی کے مطابق مر۔ ملخصاً من ابتداء صفحہ الغایت ۳۳۔ اور صفحہ ۲۱ میں جلی قلم سے لکھتے ہیں۔ ”اے بذات فرقہ مولویان! تم کب تک حق کو چھپاؤ گے، کب وہ وقت آئے گا کہ تم یہودیانہ خصلت کو چھوڑ دو گے۔ اے ظالم مولویوں۔ تم پرافسوس کہ تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیادہ ہی عوام کا لانعام کو بھی پلایا۔“ (صفحہ ۲۱، بلفظہ) ناظرین کرام! اول میں بابت پیشینگوئی مسٹر عبداللہ آتھم صاحب کے لکھتا ہوں جو مرزا صاحب نے اس کی نسبت لکھا تھا اور جو ۵ جون ۱۸۹۳ء کی پیشینگوئی ہے۔ وہ اس طرح پر ہے ”وہو خدا“ میں اس وقت اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیشینگوئی جھوٹی نکلی یعنی وہ فریق جو خدا کے نزدیک جھوٹ پر ہے پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے سزائے موت ہادیہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا اٹھانے کیلئے تیار ہوں۔ مجھے ذلیل کیا جائے میرے گلے میں رسا ڈال دیا جائے مجھ کو پھانسی دیا جائے۔ ہر ایک بات کیلئے تیار ہوں۔ میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ضرور وہ ایسا کریگا۔ ضرور کرے گا۔ زمین و آسمان

نکل جائیں گے پر اس کی باتیں نہ ٹلیں گی۔ اگر میں جھوٹا ہوں تو میرے لئے سولی تیار رکھو
تمام شیطانوں اور بدکاروں اور لعنتیوں سے زیادہ مجھے لعنتی قرار دو۔“ (بلفظہ یہ الہامی
پیشنگوئی تھی)

اس پیشنگوئی کی معیاد ۵-۶ ستمبر ۱۸۹۳ء کی رات کو پندرہ ماہ پورے ہوتے تھے، اس
تاریخ کی کیفیت میں اخبار وفادار مطبوعہ ۸ ستمبر ۱۸۹۳ء کے پرچہ سے نقل کر کے ہدیہ
ناظرین کرتا ہوں۔ وہو ہذا۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی پیشنگوئی مسٹر عبداللہ آتھم کی موت کی نسبت

لاہور میں ۵ ستمبر ۱۸۹۳ء کی رات تک بڑا چرچا رہا کہ مرزا صاحب کی پیشنگوئی
کے اختتام کا وقت آج رات کو ختم ہے۔ جا بجا بڑے مجمعے اور طرفدار پارٹیوں کے لوگ
مختلف قسم کے خیالات ظاہر کرتے رہے۔ ایسے ہی امید کی جاتی ہے کہ پنجاب کے تمام
مقامات میں بھی یہی کیفیت ہوگی۔ ۶ ستمبر ۱۸۹۳ء کی صبح کو مسٹر عبداللہ آتھم کی پارٹی
بشاش اور مرزا صاحب کی پارٹی مغموں اور پریشان حالت میں تھی۔ (بلفظہ)
پھر اخبار وفادار مورخہ ۱۵ ستمبر ۱۸۹۳ء میں حسب ذیل درج ہے۔

۱۔ مرزا صاحب اور عبداللہ آتھم کی بحث بمقام امرتسر ابتدا ۲۳ مئی ۱۸۹۳ء سے شروع ہو کر
۵۔ جون ۱۸۹۳ء کو ختم ہوئی یعنی پندرہ یوم تک بڑے زور و شور سے ہوتی رہی جب مرزا صاحب
سے کچھ نہ ہوا حتیٰ کہ ایک چوہڑہ بھی مسلمان نہ ہوا اور مسیحائی نے ذرہ بھرا اثر نہ کیا تو آپ نے
غصہ میں آکر یہ اقرار نامہ لکھ دیا اور اس کے پورے نہ ہونے پر سخت منفعیل ہوئے بہت ہاتھ پاؤں
رجوع الی الحق کے مارے مگر کچھ نہ بن سکا۔ ساری بد دعائیں بیت الفکر میں ہی محدود رہیں۔

مرزا قادیانی کی پیش گوئی اور مسٹر عبداللہ آکھتم کی مذہبی صداقت:

سچ کہنے میں بدترین خطرات جھوٹ کہنے میں ضمیر پر بدنامی دھبہ۔ گویم مشکل و گرنہ
گویم مشکل کا سا معاملہ ہے۔ پس جھوٹ سے گریز اور توبہ ہزار توبہ۔

ع..... راستی موجب رضائے خداست

مرزا قادیانی کی مسٹر عبداللہ آکھتم صاحب کی نسبت پہلی پیشگوئی غلط۔ غلط جھوٹ اور
سراسر جھوٹ ثابت ہونے پر بعض عام اور بازاری لوگ تاواقفیت سے اسلام پر بڑے
نامعقول فقرات اور اعتراض جماتے ہیں اور خاص لوگ مگر غیر مذہب والے متانت
سے اپنے دلی مذہبی تعصب کے خیالات کے ظاہر کرنے میں اپنا زور قلم دکھا رہے ہیں
جو بیشک زبردستی اور غلطی کر رہے ہیں۔ پہلے خیال کے لوگ مذہبی امور سے ناواقف
ہیں مگر دوسرے واقف ہو کر اسلام کی تحقیر پر وضعداری سے کمر بستہ ہیں۔ ہم ان
دونوں خیالات والوں کی علت نمائی مرزا قادیانی کی جھوٹی پیش گوئی سمجھتے ہیں۔
نہ کچھ اور۔ جس کی وجہ سے ہم بلا تامل اصول مذہب اور مذہبی اشتغال کی وجہ سے ایسا
کہنے میں دریغ نہیں کرتے کہ اسلام ایسے صادق مذہب اور اسلام کے بانی صادق
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصول مذہب کو بدنام اور انکی تحقیر کرنے والا مرزا
قادیانی ہے۔ نہ کوئی اور۔ جسکے بعد ہم ایسا کہنے میں بے اختیار ہیں کہ او مرزا! او
قادیانی! او جھوٹے مسیح موعود! او غلام! او عبدالدرہم! والدنا نیر مرزا! خداوند خدا تجھے
تیری بدینتی اور تیری جھوٹی پیش گوئی کے صلہ میں اور تو خیر مگر کم سے کم تیری جھوٹی

پیشگوئی کے نتیجہ کے تمام فقرات کا تجھ پر ہی خاتمہ کر کے تمام دنیا میں تجھے عبرت مجسم بنا کر اسلام کی صداقت کی زیادہ تر صریح نظیر قائم کرے اور عام طور پر جتلائے کہ تیری ایسی بد نیتی سے شہرت پسندی کے خیال سے ایسی جھوٹی پیشگوئی کرنے والے دنیا میں ایسے ذلیل ہوا کرتے ہیں۔

ناظرین! مرزا قادیانی نے پہلے یہ پیش گوئی کی تھی جو شرمناک طور پر ۵ ستمبر ۱۸۹۳ء کو غلط ثابت ہوئی کہ آج سے پندرہ ماہ تک مسٹر عبداللہ آتھم بسزائے موت ہاویہ میں گرایا جائے گا۔ اور میری پیش گوئی کبھی نہ ٹلے گی خواہ زمین و آسمان ٹل جائیں ۵ ستمبر ۱۸۹۳ء کو آفتاب نہیں غروب ہوگا جب تک عبداللہ آتھم نہیں مرے گا۔ اگر میری پیش گوئی جھوٹ ہو تو مجھے ذلیل کیا جائے میرے گلے میں رسا ڈال دیا جائے مجھے روسیا کیا جائے اور مجھے لعنتی سمجھا جائے وغیرہ وغیرہ۔ اور اب ۶ ستمبر ۱۸۹۳ء کو اسی مرزا نے جو پیشگوئی شائع کی ہے اس کے پورے اندراج سے گریز کر کے صرف اس کا خلاصہ درج کیا جاتا ہے کہ مسٹر عبداللہ آتھم نے اپنے دل میں عظمت اسلام اور اسلام قبول کر لیا ہے جس کی وجہ سے وہ ہاویہ میں نہیں گرایا گیا۔ ہاں اب بھی اگر وہ عام مجمع میں اسلام کے خلاف کہہ دے تو وہ ایک سال تک مر جائے گا۔ اگر نہ مرے تو میں ایک ہزار روپیہ اسے ایک سال کے بعد دوں گا۔

ناظرین! آپ نے مرزا کی پہلی پیش گوئی کے فقرات بغور ملاحظہ فرمائے ہوں گے۔ اب دورانہدیشی سے توجہ کے ساتھ خیال فرمائیں کہ جس صورت میں مرزا کی پیش گوئی ایسی فاش غلط اور جھوٹی ثابت ہو چکی ہے تو کیوں نہ آپ دعا کریں گے کہ خداوند

تعالیٰ ایسے شخص کیساتھ ایسا ہی سلوک کرے جس کا مرزا قادیانی مستوجب ہے پس کیوں نہ آپ آمین کہیں اور کیوں نہ خدا کی طرف سے ایسے شخص پر اس کا قہر نازل ہو جس نے کہ اس کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے برخلاف اپنے جھوٹے الہام کے نام سے عام شورش پھیلا دی اے خدا تو ایسے مذہبی رخنہ انداز شخص کو دنیا سے ناپید کر اور ضرور کر اور ہماری دعا ہے کہ تو حق پسند ہے چونکہ مرزا نے محض بدنیتی اور جھوٹے الہام کے ذریعے سے غریب عبد اللہ آتھم اور اسکے متعلقین کو پندرہ ماہ تک مشوش اور پر خطر رکھا اس لئے تو اپنے انصاف سے کم سے کم پندرہ ماہ تک اسے نہایت سختی کے ساتھ دنیا سے اٹھالے تاکہ تیری قدرت اور تیرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے طریق کے سیدھے راستے میں پھر ایسے یا ایسے ٹاپ کے کسی دوسرے مسیح موعود کو رخنہ اندازی کا موقع نہ ملے۔

ناظرین! یہ جو کچھ لکھا گیا ہے مرزا کی پہلی پیشگوئی کے جھوٹ ثابت ہونے کی وجہ سے۔ اب ذرا دوسری پیشگوئی کی تکذیب بھی ملاحظہ فرمائیے۔

اے ہے! یہ شخص مسلمان ہے اور اے! توبہ مسلمانی اسی کا نام ہے؟ خدا ایسے مسلمانوں اور ایسی مسلمانی سے بچائے۔ مرزا کی جدید پیشگوئی کے بعد مسر عبد اللہ آتھم صاحب کا ایک خط ہمارے پاس پہنچا ہے۔ جس کا خلاصہ ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔ وہوا ہذا ”میں خدا کے فضل سے تندرست ہوں اور آپ کی توجہ صفحہ ۸۱-۸۲۔ مرزا صاحب کی بنائی ہوئی کتاب نزول مسیح موعود کی طرف دلاتا ہوں۔ جو میری نسبت اور دیگر صاحبان کی نسبت موت کی پیشگوئی ہے۔ اسے شروع کر کے آج تک جو کچھ گزرا ہے ان کو معلوم ہے۔ اب مرزا صاحب کہتے ہیں کہ آتھم نے اپنے دل میں اسلام قبول کر لیا ہے۔ اس لئے نہیں مرا۔ خیر ان کو اختیار ہے جو چاہیں سو کہیں۔ جب انہوں نے

میرے مرنے کی بابت جو چاہا سو کھا اور اس کو خدا نے جھوٹا کیا اب بھی ان کو اختیار ہے جو چاہیں سوتا دیں کریں کون کسی کو روک سکتا ہے۔ میں دل سے اور ظاہر پہلے ہی عیسائی تھا اب بھی عیسائی ہوں اور خدا کا شکر کرتا ہوں جب میں امرتسر میں جلسہ عیسائی بھائیوں میں شامل ہونے کو آیا تھا تو وہاں بعض اشخاص نے پہلے تو ظاہر کر دیا تھا کہ آتھم مر گیا ہے نہیں آئے گا۔ جب مجھے ریلوے پلیٹ فارم پر دیکھا گیا تو کہنے لگے کہ یہ آتھم کی شکل کا ریلوے کا آدمی بنا ہوا ہے۔ انگریز حکمت والے ہیں۔ ریلوے کے آدمی میں کل لگادی ہے ایسی ایسی باتوں کا جواب صرف خاموشی ہے میں راضی و خوشی تندرست ہوں اور ویسے ایک دن مرنا تو ضرور ہی ہے۔ زندگی موت صرف رب العالمین کے ہاتھ میں ہے۔ میری عمر ۶۸ سال سے زیادہ ہے اور جو کوئی چاہے پیشگوئی کر سکتا ہے کہ ایک سو سال کے اندر اس وقت کے جو باشندے اس دنیا میں ہیں سب مرجائیں گے۔

کیوں مرزا جی! یہی آتھم صاحب کے اسلام قبول کرنے کا ثبوت ہے اور اسی پر آپ ایک ہزار روپیہ انہیں انعام میں دیتے ہیں۔ مرزا جی! آپ کے بال سفید ہو گئے ہیں۔ اب تو ایسی جھوٹی پیشگوئیوں سے توبہ کرو یہ جھوٹا خضاب بجائے بال سیاہ کرنے کے چہرہ مبارک سیاہ کر رہا ہے۔ کیا اچھا ہوتا کہ آپ سچائی کی مہندی لگا کر دنیا کے تمام لوگوں میں اور علماء دین کے سامنے سرخرو ہو جاتے مگر یہ کب؟ جب آپ جھوٹے مسیح موعود بننے کا دعویٰ نہ کرتے۔ اب تو جو حال جھوٹ بولنے والوں کا چاہئے وہی آپ کا مناسب بلکہ انسب ہے۔ مرزا قادیانی کی بابت ہم عام لوگوں کو عموماً اور عیسائی صاحبان کی خدمت میں خصوصاً عرض کرتے ہیں کہ مرزا قادیانی کی پیشگوئی اگر

درست نہیں ہوئی تو اس کا الزام مرزا کی ذات خاص پر آسکتا ہے نہ خدا نخواستہ اسلام کے پاک اور سچے اصول پر۔ مرزا کی نسبت پہلے ہی انڈیا کے علماء و فضلاء شاید تکفیر کا فتویٰ کر چکے ہیں۔ ایسے شخص کی دروغ گوئی کا اثر ہرگز ہرگز اسلام کی سچائی پر کسی طرح نہیں ہو سکتا۔ سچے مسلمان مرزا کی پیشگوئی کو ہمیشہ نفرت اور حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ بلفظہ من وعن۔ ختم ہوئی عبارت اخبار و فاداری۔

دوم۔ مرزا صاحب کا مرید خاص لودھیا نوی (اگرچہ اسی تحریر کے باعث سے اصحاب بدر میں نام نہیں لکھا گیا) میاں اللہ دین جلد ساز اخبار ”نور علی نور“ میں بہت شد و مد کے ساتھ دروغ گو ہونا لکھتا ہے۔ تھوڑا سا خلاصہ اس کا بھی پیش ناظرین کرتا ہوں۔

”اب چونکہ اس پیشگوئی کی میعاد گذر کر بارہ روز ہو گئے اور عبد اللہ آتھم عیسائی اب تک زندہ اور بالکل تندرست ہے اور مرزا صاحب نے اپنے اشتہار فتح الاسلام میں جو تاویل کی ہے۔ وہ بالکل قابل اطمینان نہیں ہے۔ پس ہم اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے۔ المرئسو خذ باقرادہ آدمی اپنے اقرار کے سبب آپ گرفتار ہوتا اور پکڑا جاتا ہے۔ اور ہم مرزا صاحب کے عقائد جدیدہ یعنی اپنے آپ کو مسیح موعود قرار دیتا نہیں مانتے۔“ ہمارے وہی عقائد ہیں جو غمخیز علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے صحابہ کرام اور سلف صالحین فرقہ اہل السنۃ والجماعت سے برابر اب تک منقول اور متواتر ہیں۔ والسلام۔ العبد کم ترین اللہ دین جلد ساز لودھیا نوی۔ بلفظہ۔ اخبار نور علی نور مورخہ ۱۔ ستمبر ۱۸۹۳ء

اب میں عرض کرتا ہوں کہ مرزا صاحب کی اشتہاری پیش گوئی میں کوئی اگر مگر کالفظ

یہ اللہ دین اب بہت خالص مریدوں میں سے ہیں اور اپنی بات سب سے اوپر رکھتے ہیں۔ غشی عنہ

نہیں تھا اور نہ اس میں شرط رجوع الی الحق کی تھی جیسے کہ اوپر نقل کیا گیا ہے لیکن مرزا صاحب کی تاویلات کا پھانک کھلا ہے۔ تاویل درست ہو نہ ہو۔ اپنی تحریر کے مطابق ہو نہ ہو۔ مگر غلط ثابت ہونے پر کوئی نہ کوئی تاویل ضرور ہی کر دیں گے اور یہ بھی یاد رہے کہ عبداللہ آتھم کی عمر ۶۸ سال سے زیادہ تھی۔ جس وقت مرزا صاحب کی پیش گوئی سے بچ رہا تھا۔ اس سے بھی واضح ہے مسٹر آتھم اپنے پاؤں قبر میں لٹکائے بیٹھا تھا۔ آج نہ مرنا کل مرنا۔ مگر افسوس کہ اس وقت نہ مرا۔ تاکہ مرزا صاحب کی پیش گوئی سچی ہو جاتی۔ نیز ناظرین کو یہ بھی یاد رہے کہ مرزا صاحب کی شرط اس بات پر تھی کہ میں مسیح موعود ہوں اور اس بات میں سچا ہوں۔ اسلام کی حقانیت پر شرط نہیں تھی۔ اگر صرف اسلام کے ہی مقابلہ میں ایسی شرط کی جاتی تو یہ ضرور تھا کہ مرزا صاحب کامیاب ہو ہی جاتے مگر ان کا دعویٰ ایسا تھا۔ جو خود اہل اسلام کے ہی مخالف اور غلط اور دروغ تھا۔ اسی لئے مرزا صاحب سخت مایوسی کی حالت میں ناکام رہے کیونکہ اہل اسلام کی طرف سے تو پہلے ہی بری نظروں سے دیکھے جاتے اور تکفیر کی تشہیر میں نزدیک و دور مشہور تھے۔ یہی وجہ تھی کہ مولویوں اور سجادہ نشینوں کی گالیوں سے خبر لی خدا رحم کرے۔

۱۔ شرط رجوع الی الحق الخ یعنی مرزا صاحب نے اگرچہ اپنے جنگ مقدس ماہ جون ۱۸۹۳ء کے صفحہ ۷۱ میں لفظ بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے۔ ہاویہ میں گرایا جائے گا بلفظ لکھا ہے۔ لیکن اس کے مخالف شرط رجوع الی الحق کو توڑ کر صفحہ ۱۸ میں اس کے بعد اپنے اقرار و ائق میں بڑے زور سے وہی لکھتے ہیں۔ جو میں نے صفحہ ۱۶ میں درج کیا ہے اس میں کوئی شرط رجوع الی الحق کی نہیں ہے۔ بلکہ پیش گوئی کی شرط کو مرزا صاحب کے الہامی اقرار نے جو اس پیش گوئی کے بعد کیا ہے بالکل توڑ کر معدوم کر دیا۔ ۱۲ منہ عنہ

دوم مختصر خلاصہ رسالہ خدا کا فیصلہ

یہ رسالہ صفحہ ۳۲ سے ۴۱ تک ہے۔ اس میں مرزا صاحب لکھتے ہیں۔

(الف) جیسا کہ ہم نے کتاب ست پجن میں سکھ صاحبان کو بھی مخفی چولہ کی تمام گرو کے چیلوں کو زیارت کرا دی ہے۔ اسی طرح ہم یسوع کے شاگردوں کو بھی ان کے تین مجسم خداؤں کے درشن کرا دیتے ہیں۔ اور ان کے سہ گوشہ تسکیشی خدا کو دکھلا دیتے ہیں۔ چاہیے کہ ان کے آگے جھکیں اور سیس نوائیں اور وہ یہ ہے۔ جس کو ہم نے عیسائیوں کے شائع کردہ تصویروں سے لیا ہے۔ بلفظہ ص ۲۵۔ بیٹا یسوع کی شکل پر روح القدس کبوتر کی شکل پر۔ باپ آدم کی شکل پر۔

ناظرین! مرزا صاحب نے اسی صفحہ ۳۵ پر تین تصویریں بالابنائی ہیں۔ جس کے واسطے سخت ممانعت خداوند تعالیٰ و رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے۔ کہ ہرگز تصویر نہ بنائی جائے۔ قیامت کو تصویر بنانے والے کو سخت عذاب دیا جائے گا۔ جیسا کہ صحیح حدیثوں میں وارد ہے۔ پھر تعجب ہے کہ مرزا صاحب اپنے لئے قبیح سنت نبوی بڑے زور سے لکھتے ہیں۔ اور عمل ان کا بالکل خلاف کتاب و سنت ہے۔

شائد مرزا صاحب اس کا جواب دیں کہ ہم نے تو عیسائیوں کی ہی کتابوں سے تصویریں دیکھ کر اپنی کتاب میں بھی بنادی ہیں۔ کوئی جدید تصویریں نہیں بنائیں۔ ممکن ہے کہ ناظرین خیال کر بھی لیں مگر جبکہ ان کتابوں میں تصویریں بنی ہوئی ہیں۔ اور وہ روز درشن کرتے ہیں۔ تو مرزا صاحب کو کون سی ایسی ضرورت سخت پڑی تھی کہ آپ بھی تصویریں بنا کر حکم خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منکر ہوتے۔ جبکہ مرزا

صاحب حکم خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت میں قدم بڑھائے چلے جاتے ہیں اور ان کو ایک ذرہ بھر بھی پرواہ نہیں پھر کون شخص یا کون عالم اور مفتی ہے جو مرزا صاحب کو مرد مسلمان بھی قبول کر سکے۔ چہ جائیکہ مرد صالح۔ الہامی۔ مجدد، محدث۔ نبی، رسول، مسیح موعود، مہدی مسعود منظور کر لے گا۔ میں اس بات کو مانتا ہوں کہ علماء و مشائخ و مفتیاں عرب و عجم فوراً سنتے ہی ضرور کفر کا فتویٰ عداوتی (جو حارث کی زمین اراضی ملکیت پر ہے) لگا دیں گے۔ اس واسطے میں ان کے فتوے کا منتظر نہیں۔ البتہ مرزا صاحب کی ہی دستاویزات کو پیش ناظرین کرنا ضروری ہوا۔ سنئے۔

(۱) اور ہمارا اس بات پر ایمان ہے کہ ادنیٰ درجہ صراط مستقیم کا بھی بغیر اتباع ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہرگز انسان کو حاصل نہیں ہو سکتا۔ چہ جائیکہ راہ راست کے اعلیٰ مدارج بجز اقتداء اس امام الرسل کے حاصل ہو سکیں۔ بلفظہ ازالہ اوہام ص ۱۳۸ اور کتاب اعلام الناس حصہ چہارم مؤلفہ مولوی محمد احسن امروہی حواری خاص (صفحہ ۳۷)

(۲) ششم قال اللہ و قال الرسول کو اپنے ہر ایک راہ میں دستور العمل قرار دیگا۔ رسالہ تکمیل تبلیغ صفحہ ۲ مصنفہ ۱۸۸۹ء

(۳) ہمیں قرآن اور حدیث صحیحہ کی پیروی کرنا ضروری ہے۔ (نور القرآن ۱۸۹۶ء ص ۲۰۔ بلفظہ)

مرزا صاحب نے تمام اپنی تالیفات میں اس بات کا اعادہ کیا ہے کہ ہم کامل تسبیح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں۔ اس واسطے ہم یہ ہیں اور وہ ہیں۔ اب ان کی دو عبارتیں بھی نقل کر دی ہیں۔ مگر میں پہلے بطور نمونہ کتنی آیات اور احادیث لکھ کر دکھا چکا

ہوں کہ مرزا صاحب نے ان کی طرف رخ بھی نہیں کیا۔ پس جو کوئی ایسا کرے اس کے لئے مفتیان شرع متین فتویٰ دیں اور مرزا صاحب خود اپنی تحریر کو سامنے رکھ کر قبول کر لیں۔ مگر امید نہیں کہ مرزا صاحب کوئی نہ کوئی تاویل نہ کریں۔ مگر افسوس صریح روگردانی کی بھی کوئی تاویل قابل قبول ہے۔ نتیجہ ان تصاویر کے بنانے اور احکامات نصی اور احادیث صحیحہ کے انکار کا یہی نکلتا ہے کہ مرزا صاحب کو آزادی مد نظر ہے۔ جب عیسائیوں کے کفارہ کی طرح آپ کے اگلے پچھلے گناہ معاف ہو گئے ہیں تو یہ تصویریں بنالینے میں کونسا گناہ ان کے لئے مضر ہو سکتا ہے۔

(ب) مسیح نے پہلے نبیوں سے بڑھ کر کیا دکھایا۔ خدائی کی مد میں کونسے کام کئے کیا یہ کام خدائی کے تھے کہ ساری رات آنکھوں میں سے رو رو کر نکالی پھر بھی دعا منظور نہ ہوئی۔ ایلی ایلی کہتے جان دی باپ کو کچھ بھی رحم نہ آیا اکثر پیشگوئیاں پوری نہ ہوئیں۔ معجزات پر تالاب نے دھبہ لگایا فقیہوں نے پکڑا اور خوب پکڑا کچھ بھی پیش نہ گئی۔ ایلیا کی تاویل میں کچھ عمدہ جواب بن نہ پڑا۔ اور نہ پیش گوئی کو اپنے ظاہر الفاظ پر پورا کرنے کیلئے ایلیا کو زندہ کر کے دکھاسکا۔ اور لما سبق قتی کہہ کر بھد حسرت اس عالم کو چھوڑا ایسے خدا سے تو ہندوؤں کا خدا رام چندر ہی اچھا رہا۔ جس نے جیتے جی راون سے اپنا بدلہ لے لیا۔ (بلفظہ نور القرآن۔ حاشیہ صفحہ ۱۸)

(ج) مریم کا بیٹا کھلیا کے بیٹے سے کچھ زیادت نہیں رکھتا۔ بلفظہ (انجام آتھم ص ۴۱)

ناظرین! مرزا صاحب کے کلمات اور الہامات تو ہین واستہزاء واستخفاف

۱۔ دیکھو صفحہ ۵۶۔ براہین احمدیہ۔ ۱۲ منہ ۲۔ کھلیا راجہ رام چندر جی کی ماں کا نام ہے جس کو

ہندو لوگ بعض پر میشر اور بعض ادنار اور راجہ جانتے ہیں۔ ۱۲ منہ

حضرت مسیح علیہ السلام کی طرف غور فرمائیں کہ حضرت مریم علیہا السلام کے بیٹے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ یا نہیں، اگر ہیں تو یہ بھی سوچ لیں کہ یہ ان کی کیسی توہین و تحقیر ہے۔ نعوذ باللہ منها۔ کسی مسلمان کی طرف سے تو ایسا ہونا ممکن نہیں۔ مسلمانوں کے عقائد میں ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام کا بیٹا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سوا (جو اولوالعزم پیغمبر ہیں) کوئی نہیں ہے اور مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ پیغمبران علیہم السلام میں سے کسی پیغمبر یا نبی علیہ السلام کی توہین کفر ہے۔ کیا یہی قرآن شریف کی تعلیم اور احادیث کی تہذیب اور اپنے الہاموں کی تعمیل ہے؟ کہ آیت شریف وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ (پ ۷ سورۃ الانعام آیت ۱۰۸) کو کیسا نسیا منسیا کر دیا۔ کسی طرف بھی کوئی خیال نہیں کیا۔ عداوت اور غصہ پاوریوں کے ساتھ ہے اور توہین و گالیاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو توبہ! توبہ! توبہ!! (نقل کفر کفر نباشد)

مرزا صاحب شائد یہ تاویل کریں کہ مریم ایک تیلن قادیان میں ان کے محلہ میں رہتی ہے۔ تیل وغیرہ کے جھگڑے میں اسکی بابت لکھا ہے۔ یہ ہو نہیں سکتا۔ کیونکہ مخاطب اس کے عیسائی ہیں۔ تیلی نہیں۔

افسوس! ادھر تو مریم کا بیٹا کشلیا کا بیٹا ہے اور ادھر خود مرزا صاحب ابن مریم ہیں۔ اس جگہ اتنا ہی لکھا گیا ہے۔ باقی جو فحش اور گندی گالیاں مرزا صاحب نے اپنے ضخیمہ میں حضرت مسیح علیہ السلام کو منہ پھاڑ کر دیں ہیں۔ ان کو اپنی جگہ ملاحظہ فرمائیں۔



سوم مختصر خلاصہ رسالہ دعوت قوم

یہ رسالہ صفحہ ۲۵ سے ۷۲ تک ہے اسی میں اشتہار مباہلہ بھی درج ہے۔

(الف) دجال اکبر پادری لوگ ہیں۔ اور یہی قرآن اور احادیث سے ثابت ہے اور مسیح موعود کا کام ان کو قتل کرنا ہے۔ (ملخصاً صفحہ ۴۷)

صفحہ ۵۱ سے الہامات جو اکثر آیات قرآنی ہیں مرزا صاحب پر بذریعہ وحی القاء ہوئے ہیں۔ جن کا ترجمہ اردو بہت اختصار و انتخاب کے ساتھ بطور نمونہ درج کیا جاتا ہے۔ جس سے مرزا صاحب کو نبی۔ پیغمبر۔ مرسل کے خطابات اور مراتب عطا ہوئے ہیں۔ گویا دوبارہ نزول قرآن شریف آپ پر شروع ہو گیا ہے۔

(ب) [۱] اے وہ عیسیٰ جس کا وقت ضائع نہیں کیا جائیگا۔ (صفحہ ۵۱)

[۲] ان کو کہہ کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو میرے پیچھے ہو لو تا کہ خدا بھی تم سے محبت کرے۔ (صفحہ ۵۲، ۵۶)

[۳] اے احمد تیرا نام پورا ہو جائے گا قبل اس کے جو میرا نام پورا ہو۔ (صفحہ ۵۲)

[۴] میں تجھے اپنی طرف اٹھانے والا ہوں۔ (صفحہ ۵۲)

[۵] تیری شان عجیب ہے۔ (صفحہ ۵۲)

[۶] تو میری جناب میں وجہہ ہے میں نے تجھے اپنے لئے جن لیا ہے۔ (صفحہ ۵۲)

[۷] پاک ہے وہ جس نے اپنے بندہ کو رات میں سیر کرایا۔ (معراج) (صفحہ ۵۳)

[۸] تجھے خوشخبری ہو اے میرے احمد تو میری مراد ہے اور میرے ساتھ ہے۔

(صفحہ ۵۵)

- [۹] میں تجھے لوگوں کا امام بناؤں گا۔ (صفحہ ۵۵)
- [۱۰] لوگوں سے لطف کے ساتھ پیش آ اور ان پر رحم کر۔ (صفحہ ۵۵)
- [۱۱] تو ان میں بمنزلہ موسیٰ کے ہے۔ (صفحہ ۵۵)
- [۱۲] تو ہمارے پانی میں سے ہے۔ (صفحہ ۵۵)
- [۱۳] خدا عرش پر سے تیری تعریف کرتا ہے۔ (صفحہ ۵۵)
- [۱۴] سب تعریف خدا کو ہے جس نے تجھے سحاح ابن مریم بنایا۔ (صفحہ ۵۶)
- [۱۵] کہہ میں ایک آدمی تم جیسا ہوں مجھے خدا سے الہام (وحی) ہوتا ہے۔ (صفحہ ۵۷)

- [۱۶] تیرا بدگو بے خیر ہے (میاں سعد اللہ مدرس لودھیانہ) (صفحہ ۵۸)
- [۱۷] نبیوں کا چاند آئے گا۔ (صفحہ ۵۷-۶۰)
- [۱۸] تو میرے ساتھ ہے اور میں تیرے ساتھ ہوں۔ تیرا بھید میرا بھید ہے۔ (صفحہ ۵۹)
- [۱۹] وہ خدا جس نے تجھے سحاح ابن مریم بنایا۔ (صفحہ ۵۹)
- [۲۰] اے عیسیٰ میں تجھے وفات دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا۔ (صفحہ ۵۹)
- [۲۱] ان کو کہہ دے آؤ ہم اور تم اپنے بیٹوں اور عورتوں عزیزوں سمیت ایک جگہ اکٹھے ہوں پھر مبالغہ کریں اور جھوٹوں پر لعنت بھیجیں۔ (صفحہ ۶۰)
- [۲۲] ابراہیم یعنی اس عاجز (مرزا صاحب) پر سلام۔ (صفحہ ۶۰)
- [۲۳] اے داؤد لوگوں کے ساتھ نرمی اور احسان کے ساتھ معاملہ کر (صفحہ ۶۰)
- [۲۴] اے نوح اپنے خواب کو پوشیدہ رکھ۔ (صفحہ ۶۱)
- [۲۵] ہم تجھے ایک سلیم لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں جو حق اور بلندی کا مظہر ہوگا۔ گویا

خدا آسمان سے اُترا۔ (نعوذ باللہ اُتار ہندوان) اس کا نام عمانوئیل ہے۔ (صفحہ ۶۲)
یہ کسی قدر نمونہ ان الہامات کا ہے جو وقتاً فوقتاً مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوئے
ہیں۔ اور ان کے سوا اور بھی بہت سے الہامات ہیں۔ مگر خیال کرتا ہوں کہ جس قدر
میں نے لکھا ہے۔ وہ کافی ہے اب ظاہر ہے کہ ان الہامات میں میری نسبت بار بار
بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ۔ خدا کا مامور۔ خدا کا امین۔ خدا کی طرف سے آیا
ہے۔ جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ۔ اس کا دشمن جہنمی ہے۔ (بلفظہ ص ۶۲)

ناظرین!! غور فرمائیں۔ ان الہامات و تحریرات مندرجہ بالا مرزا صاحب بہادر میں
کوئی پہلو ایسا نکال سکتے ہیں کہ مرزا صاحب پیغمبری کا دعویٰ کھلم کھلا نہیں کرتے کیا
پیغمبران علیہم السلام کے القابات سے ملقب نہیں ہوئے؟ کیا خدا کا فرستادہ رسول
نہیں؟ کیا خدا کا مامور پیغمبر نہیں؟ کیا خدا کا امین نبی نہیں؟ کیا پیغمبر وقت پر ایمان لانا
نہیں چاہئے۔ پیغمبر علیہ السلام کا دشمن جہنمی نہیں؟ ان دعوؤں میں کوئی شبہ ہے۔ کہ جس
سے آپ مرزا صاحب کو پیغمبر یا نبی یا رسول نہیں کہہ سکتے؟ کیا جس قدر لوگ (گویا کھلم)
مسلمان جو مرزا صاحب پر ایمان نہیں لائے۔ نعوذ باللہ منہا کا فر نہیں ہیں۔ پھر تعجب یہ
ہے۔ کہ جب کوئی مرزا صاحب کو کہتا ہے کہ تم پیغمبری اور نبوت کا دعویٰ کرتے ہو تو فوراً
کہتے ہیں۔ کہ ”ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں“ لیکن میں مرزا صاحب کی ہی
تحریرات و الہامات سے ان کی نبوت ادعائی کے اثبات کو پیش ناظرین کرتا ہوں۔
لکھتے ہیں۔

(الف) اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ عاجز خدا کی طرف سے اس امت کیلئے محدث
ہو کر آیا ہے اور محدث بھی ایک معنی سے نبی ہی ہوتا ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ سے ہمکلام

ہونے کا ایک شرف رکھتا ہے اور اسماء غیبیہ اس پر ظاہر کئے جاتے ہیں اور رسولوں اور نبیوں کی وحی کی طرح اس کی وحی کو بھی دخل شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے۔ اور مغز شریعت اس پر کھولا جاتا ہے۔ اور بعینہ انبیاء کی طرح مامور ہو کر آتا ہے۔ کہ اپنے تئیں باواز بلند ظاہر کرے اور اس سے انکار کر نیوالا ایک حد تک مستوجب سزا ٹھہرتا ہے۔

اور نبوت کے معنی بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ امور متذکرہ بالا اس میں پائے جائیں اگر یہ عذر ہو کہ باب نبوت مسدود ہے اور وحی جو انبیاء پر نازل ہوئی ہے۔ اس پر مہر لگ چکی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ نہ من کل الوجوہ باب نبوت مسدود ہے اور نہ ہر ایک طور سے وحی پر مہر لگائی گئی ہے۔ بلکہ جزوی طور پر وحی اور نبوت کا اس امت مرحومہ کیلئے ہمیشہ دروازہ کھلا ہے۔ (بلفظہ توضیح مرام صفحہ ۱۸)

(ب) رسالہ شحنتہ حق کے صفحہ ابتدائی ج پر جبکہ مرزا صاحب کو قادیان والوں نے سخت تنگ اور بے عزت کیا تو اظہار نبوت اس طرح لکھتے ہیں۔ بخدا حضرت مسیح کا قول ہے کہ نبی بے عزت نہیں مگر اپنے وطن میں۔ (بلفظہ)

(ج) جو شخص مجھے بے عزتی سے دیکھتا ہے۔ وہ اس خدا کو بے عزتی سے دیکھتا ہے۔ جس نے مجھے مامور کیا۔ اور جو مجھے قبول کرتا ہے وہ اس خدا کو قبول کرتا ہے۔ جس نے مجھے بھیجا ہے۔ بلفظہ صفحہ ۳۶ ضمیرہ انجام۔

(د) اس عاجز کا نام خدا نے امتی بھی رکھا۔ اور نبی بھی۔ (صفحہ ۵۳۳، ازالہ اوہام)

(ه) مرزا صاحب اپنی کتاب آریہ دھرم کے اخیر نوٹس میں صفحہ ۱۶۵ اپنا نام اس

لقب سے لکھتے ہیں۔ حضرت اقدس امام اتام مہدی مسیح موعود مرزا غلام احمد علیہ

السلام۔ بلفظہ۔

ناظرین! اب انصاف فرمایگا۔ کہ پیغمبری۔ رسالت۔ نبوت میں کچھ کسریاں آتی ہے؟ پھر ایسی ایسی وضعی لعنتیں کس پر ہوئیں۔ مگر مرزا صاحب کو ان لعنتوں، پھٹکاروں اور گالیوں کی پرواہ نہیں۔ بلکہ وہ اس کو عین تہذیب سمجھتے ہیں۔ جبکہ مرزا صاحب کو ابتداء سے ہی ایسی عادت ہے تو اس کے جواز کے واسطے قرآن شریف پر ہی الزام لگا کر اس طرح لکھتے ہیں۔ نقل کفر کفر نباشد۔ دھونڈا۔

(الف) قرآن شریف جس آواز بلند سے سخت زبانی کے طریق کو استعمال کر رہا ہے ایک غایت درجہ کا غبی اور سخت درجہ کا نادان بھی اس سے بے خبر نہیں رہ سکتا۔ مثلاً زمانہ حال کے مہذبین کے نزدیک کسی پر لعنت بھیجنا۔ ایک سخت گالی ہے لیکن قرآن شریف کفار کو سنا سنا کر ان پر لعنت بھیجتا ہے۔ (بلفظ صفحہ ۲۵-۲۶، ازالہ اوہام)

(ب) ایسے ہی ولید بن مغیرہ کی نسبت نہایت درجہ کے سخت الفاظ جو بصورت ظاہر گندی گالیاں معلوم ہوتی ہیں۔ استعمال کئے ہیں۔ (بلفظ صفحہ ۲۷-۲۸ ازالہ)

تو بہ نعوذ باللہ منها۔ یہ عقیدہ مرزا صاحب کو ہی نصیب ہو کہ قرآن شریف میں بدتہذیبی اور گندی گالیاں بھری پڑی ہیں۔ کسی مسلمان سے خداوند کریم ایسی اہانت کلام الہی کی نہ کرائے۔ جس سے مسلمانی سے خارج ہو جائے۔ مفتیان شرح اس گستاخی اور اہانت قرآن شریف کلام پاک پر مرزا صاحب کی نسبت خود فتوے دیں گے۔ خدا تعالیٰ مرزا صاحب کو بھی ہدایت بخشے اگر اس کی مشیت ہو۔ پھر مرزا صاحب لکھتے ہیں۔ ”اب اے مخاطب مولویو! اور سجادہ نشینوں یہ نزاع ہم میں اور تم میں حد سے زیادہ بڑھ گئی ہے اور اگرچہ یہ جماعت بہ نسبت تمہاری جماعتوں کے تھوڑی سی ہے اور فقہ قلیلہ اور شاید اس وقت تک چار ہزار پانچ ہزار سے زیادہ نہیں ہوگی۔“ (بلفظ

صفحہ ۶۲۔ انجام آتھم)

ناظرین! ذرا مرزا صاحب کے حافظہ کو ملاحظہ فرمایا گا۔ کہ چار پانچ ہزار کی تعداد اسی کتاب میں درج کی ہے اور پھر اسی کتاب کے ضمیمہ میں صفحہ ۲۶ ہفتہ عشرہ کے بعد آٹھ ہزار سے زیادہ لکھ دی ہے۔ جیسے لکھتے ہیں کہ اب آٹھ ہزار سے کچھ زیادہ وہ لوگ ہیں۔ جو اس راہ میں جان فشان ہیں۔ (بلفظہ صفحہ ۲۶۔ ضمیمہ) پھر لکھا ہے کہ اب خدا کے فضل سے آٹھ ہزار کے قریب ہیں۔ صفحہ ۵۶۔ ضمیمہ لیکن صفحہ ۴۱ سے ۴۲ تک ضمیمہ میں کل فہرست اپنی جماعت کی تین سو تیرہ (۳۱۳) لکھی ہے۔ ممکن ہے کہ مرزا صاحب ان اختلافات کی کوئی تاویل گھڑیں گے۔ اس کی بابت ضمیمہ کے خلاصہ میں لکھا جائے گا۔ فانتظرہ۔

(ج) میں کسی خونی مسیح کے آنے کا قائل نہیں اور خونی مہدی کا منتظر صفحہ ۶۹۔ انجام حضرات ناظرین! مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ بروقت ظہور مہدی رضی اللہ عنہ و نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کفار و دجال سے جہاد ہوگا۔ جس میں اکثر افواج کام آئیں گی۔ اس بات کو مرزا صاحب نے تمام اہل اسلام کے عقائد کی مخالفت میں توہینا استہزاء و استحقاقاً حضرت مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خونی کے لفظ اور لقب سے ملقب کیا ہے۔ اسی اعتقاد سے جہاد و غزا دوسریہ وغیرہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم و خلفاء راشدین و صحابہ مہدیین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو بھی کشت و خون سمجھ کر ان کو بھی نعوذ باللہ منہا۔ خونی پیغمبر اور خونی خلفاء سمجھا جاتا ہے۔ مفتیان شرع ذرا اس طرف بھی توجہ فرمائیے گا۔ توبہ۔ توبہ۔ توبہ۔

وجہ اس کی یہ ہے کہ مرزا صاحب اپنے آپ میں اب تک کوئی جرأت یا حوصلہ نہیں رکھتے اور نہ کچھ امید رکھتے ہیں کہ جنگی کارروائی کریں اگرچہ اپنی جماعت کو کبھی فیصلہ قلیلہ بیان کر کے لوگوں سے ایک لاکھ فوج کی درخواست کرتے ہیں۔ اور پانچ ہزار سپاہی منظور ہوتے ہیں۔ جیسے مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ ”کشفی حالت میں اس عاجز نے دیکھا کہ انسان کی صورت میں دو شخص ایک مکان میں بیٹھے ہیں۔ ایک زمین پر اور ایک چھت کے قریب بیٹھا ہے۔ تب میں نے اس شخص کو جو زمین پر بیٹھا تھا۔ مخاطب کر کے کہا مجھے ایک لاکھ فوج کی ضرورت ہے۔ مگر وہ چپ رہا۔ تب میں نے اس دوسرے کی طرف رخ کیا جو چھت کے قریب اور آسمان کی طرف تھا۔ اسے میں نے مخاطب کر کے کہا کہ مجھے ایک لاکھ فوج کی ضرورت ہے۔ وہ بولا ایک لاکھ فوج نہیں ملے گی مگر پانچ ہزار سپاہی دیا جائے گا۔ تب میں نے دل میں کہا کہ پانچ ہزار تھوڑے آدمی ہیں۔ اگر خدا چاہے تو تھوڑے بہتوں پر فتح پاسکتے ہیں۔ اس وقت میں نے یہ آیت پڑھی۔ کَم مِّن فِتْنَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِتْنَةٌ كَثِيرَةٌ بِإِذْنِ اللَّهِ۔ (پ ۲ سورۃ البقرہ آیت ۲۳۹) (ازالہ اوہام حاشیہ صفحہ ۹۷-۹۸)

ناظرین! ذرا مرزا صاحب سے دریافت تو فرمائیے گا۔ کہ ایک لاکھ فوج کی ضرورت کس کے واسطے ہوئی مگر افسوس درخواست ایک لاکھ فوج کی دو انسانی صورتوں سے کی جاتی ہے اور صرف پانچ ہزار ہی سپاہی منظور ہوتے ہیں۔ یہ درخواست ۱۳۰۸ھ میں جس کو عرصہ سات سال کے قریب گزر گیا ہے کی تھی۔ اس وقت صرف ۷۵ ہی سپاہی لنگڑے کالے تھے۔ اور اس وقت ہی دعویٰ صلیب کے توڑنے کا بھی کیا تھا اور دجال پادریوں کے قتل کا۔ مگر استعارات آپ سے اور اسی وقت یہ درخواست بھی ایک لاکھ

فوج کی، کی گئی تھی۔ مگر افسوس منظور نہ ہوئی ورنہ ضرور تھا غدر کر کے پادریوں کو قتل کرتے اور صلیب کو توڑتے اور اپنے دعوے کی تصدیق میں مسلمانوں پر بھی زور ڈالتے۔ اسی خیال سے اس رسالہ انجام میں اپنی جماعت کی تعداد چار پانچ ہزار بھی لکھی ہے اور اس کے ضمیمہ میں آٹھ ہزار تک لکھ کر اپنا رعب دکھلایا ہے۔ کہ جس سے گورنمنٹ کو بھی خیال ہو جائے۔ مگر افسوس یہ تعداد محض خیالی اور دماغی ہی ہے۔ کیونکہ جب ضمیمہ میں فہرست لکھنے بیٹھے تو صرف تین سو تیرہ (۳۱۳) کے ہی نام درج کئے۔ ان میں بھی بہت سے مردوں کے نام لکھ کر تعداد پوری کی۔ جس سے یہ ثابت ہوا کہ اس قدر فوج مرزا صاحب کی معہ مردوں کے ہے جو درج فہرست کر دی ہے۔ یوں تو مرزا صاحب کہتے ہیں کہ ہم گورنمنٹ کے بڑے خیر خواہ ہیں۔ ہمارے باپ نے گھوڑے دیئے آدمی دیئے، مگر جب پادری لوگ جو گورنمنٹ حال کے ہم مذہب پیر و مرشد اور بزرگ عیسائی ہیں۔ ان کو دجال مقرر کیا گیا ہے۔ اور ان کو قتل کیلئے آپ مسیح

۱۔ ہمارے باپ نے گھوڑے دیئے الخ۔۔۔ مرزا صاحب نے اپنے اشتہار اسلامی انجمنوں کی خدمت میں التماس ضروری کے صفحہ اول الف مشمولہ براہین احمدیہ حصہ دوم میں یوں لکھا ہے کہ غدر ۱۸۵۷ء میں ہمارے والد مرحوم نے پچاس گھوڑے اور پچاس مضبوط لائق سپاہی بطور مدد کے سرکار کو نذر کئے۔ (ملخصاً) یہ ایسا لکھنا مرزا صاحب کا محض جھوٹ ہے جیسے کہ مرزا کے والد کے دوست مولوی عبدالحکیم بن امان اللہ ساکن دھرم کوٹ رندھاوا تحصیل بٹالہ ضلع گورداس پور اپنے رسالہ تحفہ مرزائیہ میں ج ۲ ص ۱۳۰ میں تالیف کیا تھا۔ اس طرح لکھتے ہیں وہو ہذا۔ مرزا غلام مرتضیٰ صاحب والد مرزا غلام احمد صاحب ممدوح کے عہد میں واسطے تلاش معاش راہی کشمیر ہو کر بسواری ایک چھوٹے سے ٹوبو زرنگ کے راقم آٹم کے پاس بمکان دھرم کوٹ رندھاوا وارد و فردکش ہوئے۔ ما حضر پیش کیا گیا۔ یہاں سے منزل بمنزل خط کشمیر میں پہنچ گئے۔ (باقی صفحہ آئندہ)

موجود بنتے ہیں تو پھر گورنمنٹ کی خیر خواہی کیسی؟ کیا گورنمنٹ کے پیرو مرشد کا دشمن گورنمنٹ کا دوست ہوگا۔ ہرگز نہیں کیا گورنمنٹ کے بزرگ فرقہ کا دشمن اور قاتل گورنمنٹ کا دشمن اور قاتل نہیں؟ ضرور ہے۔ ضرور ہے۔ مگر افسوس تو اتنا ہے کہ مرزا صاحب کے پاس ایک لاکھ فوج نہیں۔ ورنہ مرزا صاحب کے ہاتھ دیکھتے اور یہ بھی یاد رہے کہ

(باقی صفحہ سابقہ) چنداں کہ نوکری کی تلاش کی مگر میسر نہ ہوئی آخر الامر جمہدار محمد بخش کے زنی دہر کوٹی کے پاس وہاں واسطے تعلیم اس کے فرزند ان مسیان پیر بخش کے بمشاہرہ پانچ روپیہ اور نان نقد کے چند مدت گذاری۔ اتفاقاً سردار مسیان سنگھ صوبہ کشمیر فوت ہو گیا تو وہ جمہدار اور مرزا صاحب واپس تشریف لائے۔ اور پھر شہزادہ شیر سنگھ کے زمانہ میں پھر کشمیر کو گئے اور واپس آ گئے۔ شیر سنگھ بہادر مرزا صاحب سے سخت ناراض ہو گئے تو مرزا صاحب اور قادر بیجان تھانہ دار طالب پورہ کو علیحدہ کر دیا۔ مرزا صاحب اپنے گھر موضع قاضیان میں آکر پیشہ طبابت میں مشغول ہوئے۔ پھر ڈپٹی گوبال سہائے سے مرزا صاحب کی دوستی ہو گئی۔ سرکار انگریزی کے وقت میں ملکیت آراضی قاضیان مغل کی ان کے نام کر دی۔ وقت مفسدہ دہلی تو مرزا حکیم غلام مرتضیٰ صاحب والد مرزا غلام احمد صاحب نے اپنے پاس سے ایک سوار بھی نوکر رکھ کر مدرسہ کار نہیں دی۔ اور اس وقت ان کے پاس فقط ایک گھوڑی چھوٹی سی سرخ رنگ کی اپنے زیر سواری تھی۔ اور مفسدہ سے پانچ یا چھ ماہ اولاً مرزا غلام قادر خلف الرشید تھانہ داری دینا نگر سے معزول ہو کر بے نوکر پیچھے پیچھے عملہ ضلع کے پھرتے تھے۔ اور راقم الحروف ان دنوں دینا نگر میں مدرسہ تھا۔ اگر مرزا صاحب کو تو فتنہ مدد دی سرکار کی تھی تو ان کا خلف الرشید کیوں مارا مارا پھرتا تھا۔ فرضاً اگر سرکار کو اپنے رسالہ سے مدد دی تھی تو دفتر شاہی فوجی میں پتہ ہوگا۔ اس کے صلہ میں کوئی انعام یا جاگیر ملی ہوگی۔ اس وقت سرکار عام نوکر رکھتی تھی۔ اگر قادیان کے دس پندرہ آدمی نوکر ہوئے ہوں۔ تو کیا عجب ہے۔ بلکہ مستظفہ۔ کہاں مرزا صاحب کے والد کا پانچ روپیہ ماہوار پر لڑکے پڑھانے پر نوکر ہونا پھر اس سے بھی برطرف ہونا اور کیا پچاس سوار بھرتی کر کے سرکار کو مدد دینا۔ محض جھوٹ ہے۔ اگر تسلیم کر بھی لیا جائے تو پھر یہ سوال ہے کہ مرزا صاحب کے خیالات اپنے والد کے مطابق ہیں؟ جواب یہی (باقی صفحہ آئندہ)

جس وقت مرزا صاحب کے پاس پانچ ہزار سپاہی بھی ہو گئے۔ اسی روز انہوں نے اپنے الہام کم سن فیہ النج... کے مطابق ضرور جنگ کرنا ہے۔ اور فتح کی خوشی کے ارادہ پر اپنے الہام کے پورے اور سچا ہونے پر زور دینا ہے خواہ کسی موت سے مرین۔ مگر مجھے یہ امید موہوم ہی معلوم ہوتی ہے۔ اب تو میرے خیال میں چیونٹی کو پر لگ گئے ہیں۔ اور وقت قریب آ گیا ہے۔ فقط۔

(د) مرزا صاحب نے اپنے مخالف مولویوں اور سجادہ نشینوں کے نام صفحہ ۶۹ سے ۷۲ تک اور ۲۸۲ پر درج کئے ہیں۔ مولوی صاحبان مقلدین و غیر مقلدین تعداد میں بچاکی ہیں۔ اور سجادہ نشین صاحبان انچاس کل ایک سو چونتیس ہیں جو ہندوستان اور پنجاب میں مشہور اور معروف ہیں سب کو ایک ہی رستے سے ہانکا ہے۔ اور بہت سی لعنتیں دے دیکر مباہلہ کیلئے طلب کیا ہے اور لکھتے ہیں: ”میں پھر ان سب کو اللہ جل شانہ کی قسم دیتا ہوں کہ مباہلہ کیلئے تاریخ اور مقام مقرر کر کے جلد میدان مباہلہ میں آئیں اگر نہ آئے اور نہ تکفیر اور تکذیب سے باز آئے تو خدا کی لعنت کے نیچے مریں گے۔“ (بلغت صفحہ ۶۹)

(باقی صفحہ سابقہ) ہوگا کہ ہرگز نہیں۔ جب باپ نے ایسی حالت میں گورنمنٹ کی مدد کی تو اب مرزا صاحب نے باوجود جائیداد ہونے کے کوئی مدد کی۔ ہاں رعایا انگلشیہ میں فساد ڈلوانے اور ایک دوسرے کو جانی دشمن جاننے میں کوئی دقیقہ اٹھانہ رکھا۔ یوں یہی رعایا کا دشمن بادشاہ کا دشمن ہوتا ہے۔ ۱۲ منہ غشی عنہ

۲۔ پادری لوگ انج...۔ گورنمنٹ عالیہ بھی عیسائی مذہب رکھتی ہے اور پادری صاحبان بھی عیسائی مذہب کے وارث ہیں اور گورنمنٹ کے پیر و مرشد۔ پس دوست کا دوست دوست ہوتا ہے۔ اور دوست کا دشمن دشمن مسلمہ ہے۔ ۱۲ منہ غشی عنہ۔

(۵) خدا کی لعنت اس شخص پر کہ اس رسالہ کے پہنچنے کے بعد نہ مباہلہ میں حاضر ہو نہ تکفیر اور توہین کو چھوڑے۔ (بلفظہ ص ۶۷)

(۶) لیکن میں نے یہ اشتہار دے دیا ہے کہ جو شخص اس کے بعد اس سیدھے طریق سے میرے ساتھ مباہلہ نہ کرے اور نہ تکذیب سے باز آئے وہ خدا کی لعنت، فرشتوں کی لعنت اور تمام صلحا کی لعنت کے نیچے ہے۔ وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ۔ (بلفظہ صفحہ ۱۹ ضمیر)

ناظرین ! مرزا صاحب نے مباہلہ کی درخواست پر کس قدر مخالفین کو لعنتیں دیں ہیں۔ لیکن اس سے پہلے جو کچھ مرزا صاحب اپنے غالی عقائد بیان کر چکے ہیں۔ ان کو برائے ملاحظہ و تامل کی حافظہ مرزا صاحب پیش کرنا ہوں۔ وھوھذا۔

(۱) یہ نادان کہتے ہیں۔ کہ ابن مسعود نے جو مباہلہ کی درخواست کی تھی اس سے نکلا ہے کہ مسلمانوں کا باہم مباہلہ جائز ہے مگر یہ ثابت نہیں کر سکتے۔ کہ ابن مسعود نے اپنے اس قول سے رجوع نہیں کیا۔ حق بات یہ ہے کہ ابن مسعود ایک معمولی انسان تھا نبی اور رسول تو نہیں تھا اس نے جوش میں اگر غلطی کھائی تو کیا اس کی بات کو (إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُسْوَحِي [پ ۲۷ سورۃ النجم آیت ۲]) میں داخل کہا جائے۔ (بلفظہ ازالہ اوہام صفحہ ۵۹۶۔ ۵۹۷)

یہاں مرزا صاحب نے کمال تعلی کی ہے اور اس بات کو ثابت کیا ہے کہ مسلمانوں میں مباہلہ نہیں ہونا چاہئے۔ اور ناجائز ہے۔ اور ساتھ ہی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ صحابی کی کیسی بے ادبی کی ہے کہ ان کے نام پر کوئی کلمہ تعظیم نہیں لکھا۔ اور نہ کوئی کلام میں ادب ملحوظ رکھا۔ بلکہ لکھتے ہیں کہ ابن مسعود ایک معمولی انسان تھا۔ اور اس نے جوش

میں آکر غلطی کھائی جو ماننے کے قابل نہیں۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ صحابی کو اپنے مقابلہ میں معمولی انسان سمجھتے ہیں اور کیسے گستاخانہ الفاظ سے تحریر کرتے ہیں اور خود غرور سے اس سے اول صفحہ پر لکھتے ہیں۔ کہ اس عاجز کو آدم اور خلیفۃ اللہ کہا۔ انسی جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً۔ (پہرۃ البقرہ آیت ۳۰) (ازالہ اوہام صفحہ ۶۹۵۔ بلفظہ) اس کے بعد ۱۸۹۲ء کو مرزا صاحب کتاب آئینہ کمالات میں اس طرح اپنا الہام لکھتے ہیں۔ ”اور مباہلہ کے بارے میں جو کلام الہی میرے اوپر نازل ہوا وہ یہ ہے۔

نَظَرَ اللَّهُ إِلَيْكَ مَعْطَرِ اَوْقِ لَوْ اَتَجَعَلَ فِيهَا مِنْ يَفْسَدَ فِيهَا. قَالَ اِنِّیْ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ. قَالُوا كِتَابٌ مُّطْلَعٌ مِنَ الْكُفْرِ وَالْكَذِبِ. قُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَنْبِیَاءَنَا وَاِبْنَاءَکُمْ وَنِسَاءَکُمْ وَانْفُسَنَا وَانْفُسَکُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلُ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلٰی الْكَافِرِیْنَ۔ یعنی خدا تعالیٰ نے ایک معطر نظر سے تجھ کو دیکھا اور بعض لوگوں نے اپنے دلوں میں کہا اے خدا کیا تو زمین پر ایک ایسے شخص کو قائم کر دے گا۔ کہ دنیا میں فساد پھیلانے تو خدا نے ان کو جواب دیا کہ جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔ اور ان لوگوں نے کہا کہ اس شخص کی کتاب ایک ایسی کتاب ہے جو کذب اور کفر سے بھری ہوئی ہے سو ان کو کہہ دے کہ آؤ ہم اور تم مع اپنی عورتوں اور بیٹوں اور عزیزوں کے مباہلہ کریں پھر ان پر لعنت کریں جو کاذب ہیں۔“ (بلفظہ آئینہ کمالات اسلام مرزا صاحب صفحہ ۲۶۳ سے ۲۶۵ تک) یہ وہ اجازت مباہلہ ہے جو اس عاجز کو دی گئی۔ (بلفظہ آئینہ کمالات صفحہ ۲۶۶)

اب مندرجہ بالا اجازت اور حکم کے پانچ سال بعد یہ مباہلہ کا اشتہار نہایت سختی کے ساتھ شائع کیا اور عبارات تحریف قرآن شریف اور حضرت آدم علیہ السلام اور

فرشتوں کی بات چیت جو قرآن شریف میں ہے اور ادھر ادھر الفاظ قرآنی اکٹھے کر کے اور ازالہ اوہام میں اپنے تئیں آدم علیہ السلام اور خلیفۃ اللہ قرار دے کراتے عرصہ بعد یہ الہام ہوا اور آیت مباہلہ جو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی تھی۔ آپ پر بھی کئی بار نازل ہوئی مگر افسوس پہلے مباہلہ کو ناجائز اور خلاف شرع لکھ کر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی سخت بے ادبی کی اور عرصہ پانچ سال کا ہوا کہ آیت مباہلہ اور حکم نازل ہوا۔ مگر اس کی تعمیل نہیں کی گئی۔ اب پھر وہی الہام ہوا اور آیت نازل ہوئی۔ جس کو مرزا صاحب نے اپنے انجام کے صفحہ ۶۰ میں لکھا ہے اور تاکید کی لعنتیں دی گئیں کہ اگر کوئی مولوی یا شیخ اس رسالہ کے پہنچنے کے بعد مباہلہ کیلئے حاضر نہ ہوگا اس پر لعنت ہے اور وہ لعنتوں کے نیچے مرے گا۔ لیکن اس رسالہ کے پہنچنے کے بعد بہت سے علماء نے آپ کو مباہلہ کے واسطے بلایا۔ مگر آپ نے اس کی طرف رخ بھی نہ کیا۔ حضرت مولانا مولوی محمد ابو عبد الرحمن غلام دہلوی صاحب ہاشمی دوم شعبان ۱۳۱۳ھ سے بعد لکھنے منظوری مباہلہ کے مع اپنے دو صاحبزادوں کے لاہور تشریف لے آئے۔ پہلے ۱۵ شعبان مقرر کی، مگر مرزا صاحب لاہور میں حاضر نہ ہوئے۔ پھر انہوں نے ۲۵ شعبان مقرر کر کے لکھ بھیجا پھر بھی مرزا صاحب لاہور میں بمیدان مباہلہ حاضر نہ ہوئے۔ بعد اس انتظار کے مولانا صاحب چار پانچ روز تک امرتسر میں مباہلہ کیلئے حاضر رہے مگر افسوس مرزا صاحب نے باوجود ایسی لعنتی تاکیدوں خود کے بھی اس طرف رخ نہ کیا۔ جب یقین ہو گیا کہ مرزا صاحب محض اشتہاری ہیں۔ اور حاضری مباہلہ سے انکاری اور فراری ہیں تب مولانا نے اشتہار شائع کر دیا۔



مرزا صاحب لاہور میں مباہلہ کیلئے حاضر نہ ہوئے

اس کے جواب میں مرزا صاحب نے ادھر ادھر کی باتیں میعاد مباہلہ ایک سال نزول عذاب کے واسطے لگا کر اخیر پر ایک جھوٹ کا الزام اس طرح پر لگا دیا کہ ”مولوی صاحب (یعنی مولوی غلام دستگیر صاحب) کے نزدیک ضرورت کے وقت کذب کا استعمال جائز ہے۔ بھلا ہم حضرت موصوف سے دریافت کرتے ہیں کہ کب اور کس وقت میرے دوست مولوی حکیم فضل الدین صاحب آپ سے ڈر کر قادیان میں بھاگ آئے تھے۔ (بلفظہ اشتہار مطبوعہ ۲۰ شعبان ۱۳۱۲ھ صفحہ ۲ سطر ۲۱، مرزا صاحب) اشتہار حضرت مولانا مطبوعہ ۱۶ شعبان مذکورہ جو اس وقت سامنے رکھا ہے دیکھا گیا اس میں ہرگز یہ الفاظ حکیم فضل دین مجھ سے ڈر کر قادیان میں بھاگ گئے تھے۔ درج نہیں۔ پس ثابت ہوا کہ مرزا صاحب نے خود عمداً کذب کا استعمال کیا اور ناحق بہتان لگایا۔ مولانا صاحب کے اشتہار کے الفاظ اس کے متعلق صرف یہ ہیں۔ حکیم مذکور (فضل دین) بغیر تصفیہ ترک میعاد کے قادیان کو چلا گیا۔“ فرمائیے وہ الفاظ ڈر کر قادیان کو بھاگ آئے۔ کہاں درج ہیں۔ افسوس! مرزا صاحب ذرہ ذرہ بات پر جھوٹ اور کذب کے استعمال سے اجتناب نہیں کرتے تو باقی اہم اعلیٰ معاملات پر تو خدا حافظ!!

ناظرین!! ذرا انصاف فرمائیے گا کہ مرزا صاحب نے ایسی سخت تاکیدیں اور مباہلہ نہ کرنے والوں کو خدا تعالیٰ اور فرشتوں اور تمام صلحاء کی لعنتیں لکھی ہیں جب علماء دین مباہلہ کے واسطے اپنا گھربار چھوڑ کر ایک دارالسلطنت میں دوبارہ سہ بارہ اشتہار

دے کر بلواتے ہیں تو مباہلہ شرعی سے گریز کر کے اس طرف بھی رخ نہیں کرتے پھر فرمائیے یہ کُل لعنتیں کس کی طرف عود کرتی ہیں؟

چہارم مختصر خلاصہ مکتوب عربی بنام علماء ہند و مشائخ ہذا البلاد وغیرہ

یہ مکتوب عربی مع ترجمہ فارسی مرزا صاحب نے صفحہ ۷۳ سے شروع کر کے نہایت طوالت کے ساتھ ایک ہی بات کا چند بار اعادہ کر کے صفحہ ۲۸۲ تک پہنچایا ہے۔ علماء و مشائخ کی سخت درجہ کی توہین کر کے اور بری گندی گالیاں دیں ہیں۔ جن کے دھرانے کی ضرورت نہیں۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ مرزا صاحب نے بہت زبردستی کی ہے اور دور تک نوبت پہنچائی ہے۔ اور نواشخص علماء کی طرف اشارہ کر کے دس علماء ہند کے نام درج کئے ہیں اور سب علماء کے علاوہ ان کو اپنی پاک زبان سے بڑھ کر گالیوں کی خلعت عنایت کی ہے ان میں وہ بھی ہیں۔ جنہوں نے بلا دریافت اصلیت کے مرزا صاحب کی کتاب براہین احمدیہ اور طاہری طرز اور ادعائی اتقاء کی تعریف کی تھی اور مرد صالح لکھ دیا تھا۔ اور جب مرزا صاحب کی اصلیت معلوم ہو گئی تو دجال اور کافر لکھا تھا۔ خلاصہ مکتوب عربی کا نہایت اختصار کے ساتھ ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔ اس میں بھی مرزا صاحب نے الہامات درج کئے ہیں۔ وہو ہذا

(۱) خدا نے میرا نام سچ ابن مریم اپنے فضل اور رحمت سے رکھا ہم دونوں ایک مادہ کے دو جوہر ہیں۔ (صفحہ ۷۵)

(۲) مجھ کو علم غیب ازلی سے آگاہ کیا۔ (صفحہ ۷۶) پیشینگوئیوں کی صحت اسی پر ہے۔

(۳) جس نے تیری بیعت کی اس کے ہاتھ پر خدا کا ہاتھ ہے۔ (صفحہ ۷۸)

(۴) وما ارسلناک الا رحمة للعالمین۔ (پ ۷ سورۃ الانبیاء آیت ۱۰۷) تجھ کو

- (۱) مولوی رسل بابا۔ امرتسری
(۲) مولوی اصغر علی
(۳) مولوی محمد حسین بٹالوی
(۴) مولوی نذیر حسین دہلوی
(۵) مولوی عبدالحق دہلوی
(۶) مولوی عبداللہ ٹونگی
(۷) مولوی احمد علی سہارنپوری
(۸) مولوی سلطان الدین بے پوری
(۹) مولوی محمد حسن امرہی
(۱۰) مولوی رشید احمد گنگوہی۔ (ابتداءً صفحہ ۲۳۶ لغایت ۲۵۲)

اخیر پر مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کی نسبت الفاظ مندرجہ ذیل لکھے ہیں۔

اخر هم شیطان الاعمی والغول الا غوی یقال له رشید احمد بن
الجن جوہی و هو شقی کالامروہمی ومن الملعونین۔ (صفحہ ۲۵۲۔ بلفظہ)
(۱۶) مولوی حکیم نور الدین فاضل بزرگ ہے۔ (صفحہ ۲۶۳)
(۱۷) میرے پاس ایسی دعا ہے جو بجلی کی طرح کودتی ہے۔ (صفحہ ۲۷۵)

خلاصہ ختم ہوا نظر ثانی شروع ہوئی

حضرات ناظرین! یہ سترہ نمبر تک مکتوب عربی کا خلاصہ مختصر طور پر پیش کر کے جوابات
عرض کرتا ہوں۔ بغور ملاحظہ فرمائیے۔

(۱) مرزا صاحب کا نام خدا نے مسیح ابن مریم رکھا۔ اور وہ اور حضرت مسیح ابن مریم
ایک مادہ کے دو جوہر ہیں۔ مگر مرزا صاحب نے کوئی ترکیب نہیں بتلائی کہ کیونکر؟
حضرت مسیح علیہ السلام حضرت مریم علیہا السلام کے فرزند تھے۔ کیا آپ کی والدہ کا نام
بھی مریم ہے۔ (اگرچہ مجھے نام معلوم ہے۔ لیکن تہذیب بتلانے یا لکھنے سے روکتی

ہے) پھر آپ تو خود ہی مریم بھی ہیں۔ اس صورت میں آپ عیسیٰ علیہ السلام نہیں ہو سکتے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو انیس سو سال کا عرصہ ہوا پیدا ہوئے تھے۔ اور آپ اب (۱۲۵۹ھ) میں یہ تفاوت کیسے اور کیوں؟ آپ کے والد کا نام مرزا غلام مرتضیٰ ہے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بے باپ پیدا ہوئے۔ اگرچہ آپ نے بھی سرسید احمد خاں صاحب بہادر کی کاسہ لیسے سے ضرور لکھا ہے کہ یوسف نجار کے بیٹے تھے۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۲۰۳) وہ نجار اور آپ مغل حارث۔ وہ بے زن اور آپ کے کئی زوجہ۔ وہ بے اولاد۔ اور آپ کے کئی لڑکے ان کو بقول آپ کے یہودیوں نے سولی پر چڑھایا۔ آپ کا ابھی تک یہ موقعہ نہیں آیا۔ جو آپ کے الہام کے مطابق پورا ہوگا۔ جیسا کہ آپ نے اپنی براہین کے صفحہ ۵۵۶ میں ایلی ایلی لہا سبتانی کا ترجمہ اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھ کو کیوں چھوڑ دیا۔ لکھا ہے۔ خدا آپ کو جلدی نصیب کرے اور آپ کا الہام پورا ہو کر مریدوں کے دل کو تقویت ہو۔ آمین۔

(۲) مرزا صاحب علم غیب ازلی سے آگاہ کئے گئے ہیں۔ اس سے مرزا صاحب کا اپنے آپ کو نبی یا رسول ثابت کرنا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ۔ (پ ۲۹ سورۃ جن آیت ۲۶، ۲۷) خدا اپنے غیب پر کسی کو غالب نہیں کرتا۔ مگر جس کو پسند کرے رسول سے۔ اور دوسری جگہ خداوند کریم فرماتا ہے۔ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِيٰ مِنْ رُّسُلِهِ مَنْ يَشَاءُ۔ (پ ۴ سورۃ آل عمران آیت ۱۷۹) یعنی خدا غیب پر مطلع نہیں کرتا لیکن خدا جن لیتا ہے اپنے پیغمبروں سے جس کو چاہتا ہے۔ پس رسالت اور نبوت کے اثبات میں ہی مرزا صاحب اپنا الہام کرتے ہیں کہ ”مجھ کو علم غیب ازلی

سے آگاہ کر دیا ہے۔“ (انجامِ آقلم ص ۷۶) مگر افسوس علم غیب سے تو مطلع ہیں۔ لیکن پیشینگوئیوں کے غلط ہونے پر نہیں۔

(۵-۳-۳) میں مرزا صاحب نے اپنی نبوت اور رسالت کو کامل طور پر ثابت کیا ہے۔ جس سے کسی شخص کو شبہ کرنے کی بھی گنجائش نہ رہے۔ جیسے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے حکمی نزول آیات کا تھا۔ بعینہ مرزا صاحب کے واسطے حکم خداوندی ہوا ہے اور نبوت نامہ کا ثبوت مرزا صاحب نے پہنچا دیا۔ مگر اس ثبوت کے دلائل میں مرزا صاحب کے پاس سوائے اپنے الہام کے اور کچھ نہیں۔ اور آیت شریف ”وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ“ (پ ۷۷ سورۃ الانبیاء آیت ۱۰۷) کا نزول بھی بڑی دلیری سے اپنے دعویٰ نبوت پر ثبت کیا ہے۔

ناظرین! رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود باجود بموجب حکم خدا تعالیٰ مسلمہ و متفقہ تمام جہانوں کیلئے رحمت ہے۔ ابتداء و ولادت سے حشر تک رحمۃ للعالمین ہیں۔

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت اور رحمت سے ایسی خیر و برکت و رحمت ہوئی کہ قحط سخت و شدید دور ہوئے۔ خوب بارشیں ہوئیں۔ فصلیں میوہ جات بکثرت ہوئے۔

امراض دور ہوئے۔ مرزا صاحب کے ظہور و نزول آیت کے وقت سے تصدیق الہام یہ ہوئی کہ بارش کا نام و نشان نہیں۔ قحط ایسا عالمگیر ہو گیا کہ سینکڑوں آدمی قاتلوں سے مر گئے۔ لوگوں نے اپنے مویشی ذبح کر کے کھائے۔ بال بچے چھوڑ دیئے۔ خویش و

اقارب سے دور ہو گئے۔ اپنے عزیزوں کی محبت اڑ گئی۔ و بلاء طاعون نے ملک کو برباد کر دیا۔ گھروں کے گھر بے چراغ ہو گئے۔ زلزلوں نے شہروں کے شہر منہدم کر دیئے۔

اور مکانات اپنے مکینوں سمیت زمین سے مل گئے، مزید براں ایک اور رحمت مرزا

صاحب کی ہوئی۔ کہ مسلمانوں کے حج بند کروادیئے۔ فرائض اہل اسلام میں بھی دست اندازی کروائی۔ مرزا صاحب کی رحمت اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے اور استدراج رحمت کی ”ر“ پر نکتہ ہی پڑتا گیا۔ اور آپ کا استدراج ثابت ہوا۔ جیسا کہ مسلمان کذاب کا جس نے جھوٹا دعویٰ نبوت کا کیا تھا۔ جیسے لکھا ہے کہ مسلمان کے پاس کسی شخص نے اس کے سوال کے جواب میں کہا تھا۔ کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بے شمار معجزات ہیں۔ ادنیٰ ان میں سے یہ ہے کہ اگر وہ اندھے کی آنکھوں پر اپنا دست مبارک رکھ کر دعا فرمائیں تو وہ بینا ہو جاتا ہے۔ اگر کسی کڑوے کنویں میں اپنا لب مبارک ڈال دیں تو فوراً پانی اس کا میٹھا ہو جاتا ہے۔ مسلمان کذاب نے کہا کہ یہ تو کچھ بھی بڑی بات نہیں۔ لاؤ ایسا تو میں بھی کر سکتا ہوں۔ اسی وقت ایک آدمی پیش کیا گیا جس کی ایک آنکھ نہ تھی۔ آپ نے اس کی آنکھ پر ہاتھ رکھا ہی تھا۔ کہ فوراً دوسری آنکھ بھی پھوٹ گئی۔ اسی طرح ایک کڑوے کنویں میں اپنا تھوک ڈالا تو اور بھی سخت کڑوا ہو گیا۔ اسی کا نام استدراج ہے۔ ایسے ہی مرزا صاحب کے اور بھی استدراج ہیں۔ جیسے (الف) مرزا صاحب نے دعا کی اور الہام ہوا کہ میرے گھر میں لڑکا پیدا ہو گا۔ بجائے اس کے لڑکی پیدا ہوئی۔

(ب) پھر کہا کہ لڑکا ضرور ہو گا جس سے تو میں برکت پاؤں گی۔ زمین کے کناروں تک مشہور ہو گا۔ تب لڑکا تو ہوا لیکن سولہ ماہ کا ہو کر گننام اور بے برکت مر گیا۔ اور اپنے باپ ملہم کو کاذب بنا کر الناداغ جگر پر دھر گیا۔

(ج) مرزا احمد بیگ کی دختر کلاں ہمارے نکاح میں آئے گی باکرہ یا بیوہ ہو کر بھی۔ مگر افسوس ہے کہ وہ بیچاری لڑکی اپنے خاوند کے گھر میں بخوشی و خورمی آباد اور صاحب اولاد

ہے۔ مراد پوری نہ ہوئی۔

(د) عبداللہ آتھم پندرہ ماہ کے اندر مر جائے گا۔ مگر وہ زندہ رہا۔

(ہ) مرزا صاحب کا الہام۔ میں تجھے زمین کے کناروں تک عزت کے ساتھ شہرت

دونگا تیری محبت دلوں میں ڈال دوں گا۔ (صفحہ ۱۳۴۔ ازالہ) برعکس اس کے سخت بے

عزتی اور نفرت کے ساتھ دور تک شہرت ہو گئی اور لوگوں کے دلوں میں نہایت شدت

کے ساتھ بدرجہ غایت دشمنی اور عداوت پڑ گئی۔ علیٰ ہذا القیاس۔ مرزا صاحب کے اور

بھی استدراجات ہیں۔ جس سے آپ کا دعویٰ نبوت اور رسالت باطل اور کذب

ثابت ہو رہا ہے۔

(۶۔ ۷) میں مرزا صاحب نے اس بات پر زور دیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت

ہو چکے ہیں۔ اور دنیا پر آنے سے روک دیئے گئے۔ مسیح موعود میں ہوں۔ مگر افسوس

ہے کہ مرزا صاحب پہلے اس سے اپنی کتاب ازالہ اوہام کے صفحہ ۱۹۹ میں اس طرح

دراشتانی فرما چکے ہیں کہ ”میں نے مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ میرا یہ بھی دعویٰ

نہیں کہ صرف مثیل مسیح ہونا میرے پر ہی ختم ہو گیا ہے بلکہ میرے نزدیک ممکن ہے کہ

آئندہ زمانوں میں میرے جیسے دس ہزار بھی مثیل مسیح آجائیں۔ (بلفظ صفحہ ۱۹۹۔ ازالہ

اوہام“)

اب فرمائیے مرزا صاحب کا کونسا الہام صحیح اور کونسا غلط۔ یا حافظہ نہیں۔

مرزا صاحب کا جواب ہو سکتا ہے کہ ۱۳۰۸ھ میں ہم کو مثیل مسیح کا عہدہ ملا تھا۔ اب

۱۳۱۲ھ میں چھ سال کے بعد مسیح موعودی کا عہدہ مل گیا۔ جبکہ حضرت مسیح علیہ السلام

من کل الوجوہ فوت ہو گئے۔ اور مستقل عہدہ خالی ہو گیا۔ آپ کا عہدہ بھی روز بروز

بڑھتا ہی گیا۔ اور غایت درجہ کو پہنچ گیا۔ پہلے تو آپ صرف حارث کا شکار تھے۔ پھر مجدد ہوئے۔ پھر مثل مسیح۔ پھر مسیح موعود و مہدی مسعود دونوں خود ہو گئے۔ پھر پانچویں بران علیہم السلام بھی آپ بن گئے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ پھر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ پھر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ بن گئے۔ پھر ایسی چھلانگ ماری اور ایسے کودے کہ نعوذ باللہ منها خدا بھی بن گئے۔

ناظرین! اور مرزائی اس بات پر ضرور چونکیں گے کہ ہیں! خدا کہاں بن گئے؟ البتہ باقی عہدے تو ضرور مرزا صاحب نے الہاموں کے ذریعہ سے حاصل کئے ہیں۔ اور اپنی کتابوں میں لکھے ہیں۔ مگر خدا بننا تو کہیں نہیں۔ لیجئے حضرات!! میں مرزا صاحب کا خدا بننا بھی ان کی تالیفات و تحریرات سے نکال کر پیش کرتا ہوں۔ و عوہذا۔ (الف) غرض محدثیت دونوں رنگوں سے رنگین ہوتی ہے۔ اسی سے خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں بھی اس عاجز کا نام اسی بھی رکھا اور نبی بھی۔ (بلفظ صفحہ ۵۳۳۔ ازالہ ادہام)

(ب) اس نشان کا مدعا یہ ہے کہ قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔ بلفظ اشتہار (لیکھ رام کی موت کی نسبت اور آریہ صاحبوں کے خیالات) [مورخہ ۱۵ مارچ ۱۸۹۷ء صفحہ ۳ کالم دوم سطر ۳۳-۳۴]

ان دونوں تحریرات مرزا صاحب سے یہ ثابت ہے کہ براہین احمدیہ خدا کا کلام ہے جو مرزا صاحب کی تصنیف ہے۔ اور کلام اللہ قرآن شریف مرزا صاحب کی منہ کی باتیں ہیں۔ گویا قرآن شریف مرزا صاحب کی کلام ہے۔ جو کلام الہی ہے۔ پس اب فرمائیے مرزا صاحب کے نعوذ باللہ خدا ہونے میں کوئی شبہ باقی ہے۔ جو کوئی شخص

تصنیف کو خدا کی کلام کہے اور کلام الہی قرآن شریف کو اپنی کلام بتائے۔ پھر کسی ادنیٰ سمجھدار کو بھی اس کے خدا ہونے میں کوئی تردد ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

مرزا صاحب کچھ ایسے بے خوف ہیں کہ اندھا دھند جو چاہتے ہیں اور جو جی میں آتا ہے لکھے چلے جاتے ہیں۔ جو کچھ قلم سے نکل جائے بس وہی الہام ہے اور جو کچھ زبان سے نکال دیں وہی قرآنی کلام ہے خدا بھی اس لئے بن گئے ہیں کہ عیسائیوں کے خدا کو مردہ ثابت کر لیا ہے۔ مرزا صاحب کی کاروائی کرتے ہیں۔ جب تک کسی عہدے دار کو جان سے مار نہیں ڈالتے تب تک اس عہدہ پر قائم نہیں ہوتے اور نہ اس بات کو منظور کرتے ہیں کہ کسی پنشن خوار یا مستعفی یا رخصتی کا عہدہ اختیار کریں۔ یہ خیال رہتا ہے کہ کہیں واپس آ جائے اور نیچے اترنا پڑے یا برخاست ہونا پڑے۔ جب تک اس کو قبر میں ہی داخل نہ کر لیں تب تک دم نہیں لیتے۔ یہ بھی کسی کا ہی کام ہے۔

ع..... ایں کاراز تو آید و مردان چشیں کنند

مرزا صاحب کے دلائل وفات مسیح علیہ السلام میں

مرزا صاحب نے اس کتاب و دیگر تالیفات میں حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات میں حسب ذیل دلائل اور ثبوت بطور دھوکا تحریر کئے ہیں۔ پہلے ان کے دلائل لکھے جاتے ہیں۔ پھر ان کے جوابات ہوں گے۔

اول : مجھ کو خدا نے خبر دی ہے۔ (يَا عِيسَىٰ اِنِّي مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ)

[پ ۳ سورۃ آل عمران آیت ۵۵] حضرت عیسیٰ مرچے اب وہ واپس نہیں آئیں گے۔

(انجام آتھم)

تاریخوں پر ہزار ہا عیسائی سال بسال جمع ہوتے ہیں سو اس حدیث سے ثابت ہوا کہ درحقیقت وہ قبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہی قبر ہے۔ ملخصاً (حاشیہ صفحہ ۱۶۲ کتاب ست پنجن)

چہارم : اخویم حضرت مولوی حکیم نور الدین صاحب فرماتے ہیں کہ میں قریباً چودہ برس تک جموں اور کشمیر کی ریاست میں نوکر رہا ہوں کشمیر میں ایک مشہور و معروف قبر ہے۔ جس کو یوز آسف نبی کی قبر کہتے ہیں۔ اس نام پر سرسری نظر کر کے ہر ایک شخص کا ذہن ضرور اس طرف منتقل ہوگا۔ کہ یہ قبر کسی اسرائیلی نبی کی ہے۔ کیونکہ یہ لفظ عبرانی کے مشابہ ہے دراصل یسوع آسف ہے یعنی یسوع غمگین۔ مگر بعض کا بیان ہے کہ دراصل یہ لفظ یسوع صاحب ہے پھر انجیلی زبان میں مستعمل ہو کر یوز آسف بن گیا۔ لیکن میرے نزدیک یسوع آسف اسم باسما ہے۔ حضرت مسیح اپنے ملک سے نکل گئے کشمیر میں جا کر وفات پائی اور اب تک ان کی قبر کشمیر میں موجود ہے۔ ہاں۔ ہم نے کسی کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت مسیح کی بلا دشام میں قبر ہے۔ مگر اب صحیح تحقیق ہمیں اس بات کے لکھنے کیلئے مجبور کرتی ہے۔ کہ واقعی قبر وہی ہے۔ جو کشمیر میں ہے۔ حضرت مولوی نور الدین صاحب فرماتے ہیں کہ یسوع صاحب کی قبر جو یوز آسف کی قبر مشہور ہے وہ جامع مسجد سے آتے ہوئے بائیں طرف واقع ہے۔ عین کوچہ میں ہے اس کوچہ کا نام خان یار ہے۔ ملخصاً بلفظہ حاشیہ صفحہ ۱۶۲۔ کتاب ست پنجن۔

پنجم : مجھے خدا نے خبر دی ہے کہ عیسیٰ مر چکے اور اس دنیا سے اٹھائے گئے پھر دنیا پر نہیں آئیں گے۔ خدا نے حکم موت کا اس پر جاری کیا۔ اور پھر کر آنے سے روک دیا اور وہ مسیح میں ہی ہوں۔ (بلفظہ صفحہ ۸۰۔ انجام آتھم)

ازالہ دلائل مندرجہ بالا

(۱) میں مرزا صاحب نے آیت شریف اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلٰی (پ ۳ سورۃ آل عمران آیت ۵۵) میں یقیناً فوت ہو جانا حضرت مسیح علیہ السلام کا ثابت کیا ہے۔ اس آیت شریف کا ترجمہ اور معنی جو مرزا صاحب نے یا ان کے بزرگ فاضل حکیم نور الدین صاحب نے کئے ہیں انہیں کو پیش کرتا ہوں۔ جس سے ناظرین کو واضح ہو جائے گا کہ مرزا صاحب کی دلیل کیسی باطل اور ناقابل یقین اور غیر معتبر ہے۔

الف : مرزا صاحب کے فاضل بزرگ مولوی حکیم نور الدین صاحب کتاب تصدیق براہین احمدیہ میں لکھتے ہیں۔ اِذْقَالَ اللّٰہِ یَا عِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلٰی (پ ۳ سورۃ آل عمران آیت ۵۵) جب اللہ نے فرمایا اے عیسیٰ میں لینے والا ہوں تجھ کو اور بلند کرنے والا ہوں اپنی طرف۔ بلفظہ صفحہ ۸ کتاب تصدیق براہین احمدیہ مولفہ حکیم صاحب۔

ب : خود مرزا صاحب لکھتے ہیں۔ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلٰی۔ میں تجھ کو پوری نعمت دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا۔ بلفظہ صفحہ ۵۱۹۔ براہین احمدیہ۔

ج : پھر خود مرزا صاحب لکھتے ہیں۔ یَا عِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلٰی۔ اے عیسیٰ میں تجھے کامل اجر بخشوں گا۔ یا وفات دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا۔ بلفظہ صفحہ ۵۵۷ براہین احمدیہ۔

ناظرین ! مرزا صاحب کے بزرگ فاضل متوفی کے معنی ”لینے والا ہوں“۔

کرتے ہیں اور خود بدولت پوری نعمت دوں گا اور کامل اجر بخشوں گا یا وفات دوں گا۔
 لکھتے ہیں فرمائیے۔ کس کے اور کیا معنی صحیح سمجھے جائیں۔ اب مشکل یہ ہے کہ وہ تو
 مرزا صاحب کے فاضل بزرگ ہیں اور مرزا صاحب خود ملہم اور نبی اور مرسل ہیں۔
 بہر حال مرزا صاحب کے ہی معنی کئے ہوئے صحیح سمجھے جائیں گے۔ لیکن ایک اور
 مشکل پڑ گئی کہ جب براہین احمدیہ میں دو دفعہ ترجمہ لکھا وہ بھی الہام سے اور اب جو لکھا
 وہ بھی الہام سے۔ تو کونسا الہام سچا سمجھا جائے اور کونسا جھوٹا؟ یا تو یہ مشتبہ الہام پوری
 نعمت دوں گا یا کامل اجر بخشوں گا یا وفات دوں گا۔ ان تینوں باتوں میں سے ایک
 کروں گا یا تینوں یا اب کا الہام کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسی آیت کی سند سے فوت ہو
 چکے ہیں کس بات کا اعتبار کیا جائے؟

(د) میرے بعد ایک دوسرا آنے والا ہے وہ سب باتیں کھول دیگا اور علم دین کو
 برتبہ کمال پہنچائے گا۔ سو حضرت مسیح تو انجیل کو ناقص کی ناقص ہی چھوڑ کر آسمانوں میں
 جا بیٹھے۔۔۔ بلفظہ براہین احمدیہ ص ۳۶۱۔

اس جگہ مرزا صاحب مانتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام آسمانوں پر زندہ موجود ہیں
 (ہ) ایسے ایسے دکھا اٹھا کر باقراریسیائیوں کے مطابق مرنا حضرت مسیح علیہ السلام کا لکھا
 ہے۔ مسلمانوں کا اس میں اقرار یا اعتقاد نہیں۔

(و) مرزا صاحب کا سب سے عمدہ اور شرح و صریح الہام یہ ہے۔ هُوَ الَّذِي ارْسَلَ
 رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَ عَلٰى الدِّيْنِ كَلِمَهٗ (پ ۲۸ سورۃ الصف
 آیت ۹/ پ ۱۰ سورۃ التوبہ آیت ۳۳) (لفظ کلمہ غلط ہے صحیح کلمہ ہے) یہ آیت جسمانی اور

سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے۔ اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا۔ اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور افطار میں پھیل جائے گا۔ بلفظہ براہین احمدیہ۔ صفحہ ۴۹۸-۴۹۹

لیجئے حضرات ! مرزا صاحب کے الہامات اس الہام کے نیچے آ کر دب گئے۔ اور نہایت بُری طرح سے کالعدم ہو گئے اور ساری کارروائی مسیح موعود ہونے کی ملیا میٹ ہو گئی۔ ان کی ہی تحریر اور الہام سے حیات حضرت مسیح علیہ السلام کی واضح طور پر صاف صاف ظاہر ہو گئی اور حضرت مسیح علیہ السلام کا دوبارہ اس دنیا پر تشریف لانا اظہر من الشمس بیان کر دیا۔ جب مرزا صاحب خود اس امر کو تسلیم کر چکے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام آسمان پر ہیں اور دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے۔ اور دین اسلام دنیا میں پھیلا دیں گے۔ تو اب کون سے مرزا صاحب کے خدا کا دوسرا الہام اس کے خلاف میں ہوا ہے جو قابل پذیرائی ہے۔ اب ان الہاموں کے تناقض میں امید نہیں کہ کوئی تاویل چل سکے۔ ہاتھ پاؤں تو ضرور ماریں گے۔ خواہ کنارے پر پہنچیں یا بیچ میں ہی رہیں۔ ایسے ہی الہامات ہیں جن پر مرزا صاحب عدم تعمیل کی وجہ سے لوگوں کو مستوجب سزا قرار دیتے ہیں۔

ازالہ نمبر دوم : میں مرزا صاحب نے اپنے زعم میں یہ ثابت کیا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر ضرور چڑھائے گئے اور پھر اتار لئے اس حالت میں کہ ابھی زندہ تھے۔ اور زخموں کے واسطے ان کے حواریوں نے مرہم تیار کی جس سے وہ راضی ہو گئے

اور کشمیر میں آ کر فوت ہوئے۔ مگر اس کے خلاف میں مندرجہ ثبوت نمبر سوم ایسا متناقض ہے کہ وہ اس بات کو بالکل باطل قرار دے رہا ہے جس کا بیان مفصل آتا ہے۔

فانتظرہ

ناظرین! ذرا مرزا صاحب سے یہ تو دریافت کیجئے گا کہ اس آپ کی مرہم میں بات لکھی ہوئی ہے۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو یہود نے سولی پر چڑھا دیا تھا۔ اور پھر جلدی سے اتار لیا تھا اور زخم جو ان کو لگے تھے۔ ان کے واسطے یہ مرہم تیار کی گئی تھی؟ اگر یہ الفاظ یا بات اس مرہم میں لکھی ہوئی نہیں ہے (جو ہرگز نہیں ہے) تو پھر آپ یہ حکم کیسے لگا سکتے ہیں کہ ان کو صلیب پر چڑھا دیا تھا۔ اور اسی لئے یہ مرہم تیار ہوئی تھی۔

اس مرہم میں لکھا ہے کہ یہ مرہم بارہ اقسام کے امراض کی دافع ہے۔ کیا حضرت مسیح علیہ السلام کو ان بارہ اقسام کی امراض میں سے کوئی مرض تھی یا بازہ ہی بیماریاں تھیں۔ اگر بالفرض محال تسلیم بھی کر لیا جائے کہ وہ مرہم حضرت مسیح علیہ السلام کے واسطے ہی تیار کی گئی تھی۔ تو بھی اس سے یہ بات کہاں ثابت ہے کہ فی الواقع وہ مرہم صلیب ہی کے زخموں کے واسطے بنائی گئی تھی۔ جب یہ نہیں تو کچھ نہیں۔ پڑتال کتب طب ہی فضول ہوئی۔ اب میں ان امراض کے نام بھی ذیل میں درج کئے دیتا ہوں تاکہ ناظرین کو بھی مرزا صاحب ک صداقت کلام میں امتیاز ہو۔ وھوھذا۔

★ اورام حاسبہ (جمع درم گرم یا سخت) ★ خنازیر (کنٹھ مالا) ★ طواعین (جمع طاعون) ★ سرطانات (درم سوداوی) ★ عمقیہ جراحات (زخموں کا عمقیہ) ★ ادساخ (چرک) ★ جہت ردیانیدن گوشت تازہ ★ رفع شقاق واثار (شکاف پا) ★ حکہ (خارش جدید) ★ جرب (خارش کہنہ) ★ سحفہ (مرض سرگنج) ★ بواسیر (مشہور)

بلفظہ قرابادین قادری - صفحہ ۲۸۷ مطبوعہ مطبع مجمع البحرین لودھیانہ - جہاں سے یہ مرہم شروع ہوتی ہے - وہ الفاظ یہ ہیں - مرہم حوارین کہ سکی است بمرہم سلیمان و مرہم رسل نیز و انرا مرہم عیسیٰ نامند پس لفظ رسل سے جو رسول کی جمع ہے - ظاہر ہو رہا ہے کہ بہت سے پیغمبروں کا یہ نسخہ ہے - اور اس نسخہ کا نام حوارین - سلیمان - رسل - عیسیٰ چار ہیں پھر اس پر مرزا صاحب کا فتویٰ کیونکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صلیبی زخموں پر ہی قائم ہو سکتا ہے - ممکن ہے کہ ان بارہ بیماریوں میں سے کوئی بیماری حضرت مسیح علیہ السلام کو بھی ہوئی ہو - اور اکثر سفر کرنے سے جیسے کہ ان کی عادت مبارک تھی ان کے پاؤں میں شقاق ہو گیا ہو - یا کسی قسم کی حکہ (خارش جدید) یا اوساخ (چرک) یا جرب (خارش کہنہ) کی بیماری ہو گئی ہو - جس کے لئے یہ مرہم تیار کی گئی ہو - ہاں اگر مرزا صاحب مرہم میں سے یہ الفاظ حضرت مسیح علیہ السلام کو یہود نے صلیب پر چڑھا دیا تھا اور پھر جلدی سے اتار لیا تھا - اس وقت ان کو زخم ہو گئے تھے - ان زخموں کے واسطے یہ مرہم تیار کی گئی تھی - بلکہ لکھی ہوئی نکال کر دکھلاتے تو شاید کسی کو کچھ کسی قدر تامل کی گنجائش بھی ہوتی - مگر افسوس کہ مرزا صاحب ایسے ویسے خیالی اور کمزور استعاروں سے ایسے بڑے اہم امر کو ثابت کرنا چاہتے ہیں - جو محض خیال ہی خیال ہے اور پھر یہ کتنی بڑی زبردستی ہے کہ اپنی طرف سے یعنی کر کے لکھتے ہیں - ”یعنی جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہود علیہم اللعنت کے پنجہ میں گرفتار ہوئے اور صلیب پر چڑھانے کے وقت خفیف زخم بدن پر لگ گئے تھے - اس مرہم کے استعمال کرنے سے بالکل دور ہو گئے اور نشان بھی مٹ گئے تھے -“ ان کا اپنا خانگی الہام ہے لیکن کسی طب کی کتاب یا اس مرہم میں ایسا کوئی لفظ نہیں جس سے آپ کا مدعا ثابت ہو سکے نرے

استعارات ہی استعارات ہیں۔ اور بے سود۔

ازالہ دلیل سوم: اس میں مرزا صاحب اپنے زعم میں ثابت کرتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر چڑھائے گئے اور فوت ہو گئے اور بلا دشام میں دفن بھی کر دیئے گئے اور اس قبر کی پرستش قوم نصاریٰ اب تک سال بسال ایک تاریخ پر جمع ہو کر کرتے ہیں۔ اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدیث بھی نقل کی ہے لعن اللہ کی بجائے لعنت اللہ لکھا ہے کہ یہود اور نصاریٰ پر لعنت ہے کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مساجد بنا لیا۔ پس اس استعارہ سے ثابت ہو گیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر چڑھائے جانے سے فوت ہو گئے اور قبر میں دفن کر دیئے گئے۔ اسی قبر کی بلا دشام میں پرستش ہوتی ہے۔

تاظرین! غور فرمائیے گا یہاں پر وہ مرہم حواریین بالکل بیکار ہو گئی۔ اگر حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر چڑھائے جانے سے فوت ہو گئے تو ان کی دلیل نہبردوم کی مرہم کس لئے تیار ہوئی تھی اور اس کی کیا ضرورت پڑی۔ آپ کے ہر دو دلائل میں اجتماع الضدین وارد ہو گیا۔ جس کی کوئی تاویل گھڑنی پڑے گی۔ اس دلیل کے اثبات میں ایک حدیث بھی نقل کی ہے۔ مگر فرمائیے تو سہی اس حدیث میں یہ بات کہاں لکھی ہے جس سے یہ بات ثابت ہو کہ حضرت مسیح علیہ السلام فوت ہو گئے۔ اگر یہ کہا جائے کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو کر قبر میں دفن نہیں ہوئے تو نصاریٰ کس قبر کی پرستش کرتے ہیں۔ کیا خوب! مرزا صاحب خود اپنی کل تصانیف میں لکھ چکے ہیں کہ عیسائی یعنی نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیغمبر نہیں بلکہ خدا تصور کر کے پرستش کرتے ہیں۔

لیکن حدیث شریف کی تصدیق کیلئے میں مانتا ہوں کہ یہ یہود اور نصاریٰ اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجدیں جانتے اور پرستش کرتے ہیں۔ لیکن یہ یاد رہے کہ جس قدر انبیاء گزرے ہیں۔ شاذ و نادر کم ہی ہو گئے۔ جن کو یہود و نصاریٰ بالاتفاق نبی نہ مانتے ہوں۔ بلکہ انجیل موجودہ میں جا بجا لکھا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں تو رایت کو پورا کرنے کے واسطے آیا ہوں۔ انہیں دس احکامات کو جو تورات میں ہیں سب کو عیسائی مانتے ہیں اور کل انبیاء جن کا ذکر تورات میں موجود ہے۔ سب کو اپنا انبیاء جانتے ہیں۔ پس اس سے ثابت ہو گیا کہ جو انبیاء علیہم السلام یہود کے ہیں وہی انبیاء علیہم السلام نصاریٰ کے ہیں۔ صرف اتنا فرق ہے کہ یہود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیغمبر یا نبی نہیں مانتے لیکن اس میں کوئی شک و شبہ نہیں رہا کہ جو انبیاء علیہم السلام یہود کے ہیں۔ وہی نصاریٰ کے اسی سے حدیث شریف کی تصدیق ہو گئی۔

مرزا صاحب اس بات پر بھی بہت زور دیتے ہیں کہ ”در حقیقت وہ قبر (بلا د شام میں) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہی قبر ہے۔“ نصاریٰ کا اعتقاد ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر چڑھائے گئے اور فوت ہو گئے۔ اور قبر میں دفن کر دیئے گئے۔ اور تیسرے روز کے بعد زندہ ہو گئے اور قبر سے نکل کر آسمان پر چلے گئے۔ جس قبر میں حضرت مسیح علیہ السلام کو بقول و اعتقاد مرزا صاحب و نصاریٰ کے دفن کر دیا گیا تھا۔ کیا مرزا صاحب کو اس قبر کے قبر ہونے میں کچھ شبہ ہے۔ اگرچہ مرزا صاحب و نصاریٰ کا اس اعتقاد میں فرق صرف اتنا ہی ہے نصاریٰ کہتے ہیں کہ تیسرے روز کے بعد زندہ ہو کر آسمان پر معہ جسد چلے گئے۔ اور مرزا صاحب کا اعتقاد ہے کہ وہ قبر ہی میں رہے۔ صرف روح آسمان پر گئی۔ مگر یاد رہے کہ یہ اعتقاد کسی اہل اسلام کا نہیں ہے۔ پس اگر

نصاری اس قبر اعتقاد یہ چند روزہ کی پرستش کرتے ہوں تو کیا عجب ہے۔ یہ دوسری وجہ صداقت حدیث رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہوئی۔ مرزا صاحب نے حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات ثابت کرنے کیلئے خلاف اہل اسلام کے کیا کیا ہاتھ پاؤں مارے ہیں۔ اور کیا کیا اعتقاد پلٹے ہیں۔ پھر بھی کچھ نہ بن سکا۔ بلکہ الٹی حافظہ کی خرابی اور دماغ کے تخیلات اور وہمات پائے گئے جیسے آگے آئے گا۔

ازالہ نمبر چہارم : اس میں مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ ”اخویم حضرت مولوی حکیم نور الدین صاحب فرماتے ہیں کہ ہم چودہ سال ریاست جموں اور کشمیر میں ملازم رہے یسوع کی قبر کشمیر محلہ خان یار میں معلوم ہوئی اور تحقیق سے معلوم ہو گیا کہ یسوع کی قبر کشمیر ہی میں ہے۔“

حضرات!! اخویم کی نحوی ترکیب پر خیال نہ فرما کر اب ذرا بدل توجہ فرمائیے گا۔ کہ حکیم صاحب کی شہادت مذہب کے مقابلہ میں وہ حدیث شریف صحیح الاسناد بھی نعوذ باللہ قابل اعتبار نہیں رہی۔ اے توبہ۔ مرزا صاحب کی چغتائی بہادری نے مرزا صاحب کے دل میں ایسی بے خونی پیدا کی کہ میان نور الدین صاحب کی شہادت بے معنی کے مقابلہ میں اپنے استعارات و اہیہ سے حدیث شریف حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیسے ساقط الاعتبار قرار دیا۔ العیاذ باللہ۔ اور کیسے کیسے وہی ڈکھوسلوں سے لفظ اور نام یوز آصف کو یسوع آصف یا یسوع صاحب بنایا گیا ہے کیا ایسی ایسی خیالی باتوں سے آپ یہ ثابت کر لیں گے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہی فی الواقع کشمیر میں قبر ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ایسے ایسے دھوکے یا ڈکھوسلے اور بھی بنا سکتے

ہیں بلکہ اس سے بڑھ کر اور بھی قرین قیاس بھی سنئے۔

(ا) کیا وہ لفظ یوز آصف۔ زوج آصف نہیں بن سکتا؟ ممکن ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے وزیر کی عورت کی قبر ہو جن کا نام آصف۔ یہ قرین قیاس بھی ہے کیونکہ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کشمیر میں تشریف لے گئے اور ان کے وزیر آصف برخیا نامی ساتھ تھے اور یہ بھی کتابوں میں ہے کہ تخت سلیمان علیہ السلام اس وقت تک موجود ہے۔ اغلب ہے کہ وزیر صاحب کی عورت فوت ہو گئی ہو اور زوج آصف سے بگڑ کر یوز آصف یا آسف بن گیا ہو۔

(ب) یا یوز آصف ہو یعنی وزیر آصف نے کوئی یوز یعنی چیتا یا شیر مارا ہو اور اس کی لاش کو وہاں دفن کر دیا ہو۔

(ج) یا جوس اشعب (لاپٹی آدمی کا جستجو کرنا) کا نام ہو یعنی کوئی اشعب شخص کسی شے تلاش میں آیا اور یہاں آکر مر گیا ہو اور دفن کر دیا گیا ہو۔

(د) یا یوس عاسف (جو ناقہ نا امید ہو کر دم ہلاتی ہوئی مرجائے) ہو جو نا امید کی حالت میں یہاں پر دم ہلاتی ہوئی مر گئی اور دفن کر دی گئی ہو۔

غرض میں کہتا ہوں کہ ایسے ایسے ڈھکوسلے جس کا جی چاہے اور جتنے چاہے بنالے لیکن کیا ان سے کوئی اصلی یا صحیح واقع ثابت ہو سکتا ہے ہرگز نہیں، مگر یہ کیا بے تکی بات ہے کہ یسوع تو عبرانی لفظ ہو اور آسف اس کے ساتھ عربی کا لفظ لگا دیا جائے۔ اگر مرزا صاحب فرمائیں کہ جب وہ عبرانی ملک سے نکل کر عسکین حالت میں کشمیر میں چلے آئے تو یہاں کشمیریوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کو آسف (عسکین) کا خطاب دیدیا۔ مگر میں کہتا ہوں کہ لفظ عربی کیوں لگایا۔ مناسب تو یہ تھا کہ کشمیری زبان کا لفظ

اس کے ساتھ لگایا جاتا۔ مرزا صاحب کا یہ کہنا اور وضعی ڈھکوسلہ بیان کرنا کہ حضرت مسیح علیہ السلام غمگین حالت میں تھے محض غلط ہے کیونکہ حضرت مسیح علیہ السلام کبھی غمگین نہیں ہوئے اور نہ ہوتے تھے۔ جیسے کہ اکثر کتب سے یہ بات ان کے خوش و خرم رہنے کی ثابت ہے۔

نقل ہے: کہ ایک دن حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں گفتگو ہوئی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہتے تھے کہ ہنستا مومن بہتر ہے اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کہتے تھے۔ کہ روتی آنکھ بہتر ہے۔ آخر دونوں صاحبوں نے فیصلہ اس کا حکم الہی پر رکھا جبریل علیہ السلام آئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں ہنستے منہ کو دوست رکھتا ہوں۔ کہ میرے فضل و کرم کا امیدوار ہے اور رونے والی آنکھ اپنے غفلوں پر نگاہ رکھتی ہے۔ پس چاہئے کہ خلق خدا کے ساتھ ہنسی خوشی سے پیش آئے اور درگاہ الہی میں تضرع و زاری رہے۔ ایک دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حضرت یحییٰ علیہ السلام سے کہا کہ تم بہت رویا کرتے ہو۔ امنت من رحمة الله۔ یعنی آیاتم رحمت الہی سے ناامید ہو گئے؟ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ تم ہمیشہ خوش اور شگفتہ رہتے ہو۔

ء امنت من مکر الله۔ آیاتم خوف خدا سے ایمن ہو گئے۔ سبحان الله! کیا خوب سوال و جواب ہیں۔ (بلفظہ صفحہ ۱۸) کتاب مقاصد الصالحین مطبوعہ مطبع نظامی۔

یہاں پر مرزا صاحب نے ایک اور غضب کیا ہے کہ اخویم نور الدین صاحب کی شہادت کے مقابلہ میں حدیث شریف رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی ناقابل اعتبار کر کے پس پشت ڈال دیا۔ اور انکار کر دیا جیسے لکھتے ہیں کہ ”ہاں ہم نے کسی کتاب

میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت مسیح کی بلا دشام میں قبر ہے مگر اب صحیح تحقیق ہمیں اس بات کے لکھنے کیلئے مجبور کرتی ہے کہ واقعی قبر وہی ہے جو کشمیر میں ہے حضرت مولوی نور الدین صاحب فرماتے ہیں کہ یسوع صاحب کی قبر یوز آصف کر کے مشہور ہے۔ وہ جامع مسجد سے آتے ہوئے بائیں طرف واقع ہے عین کوچہ میں ہے۔ اس کوچہ کا نام خان یار ہے۔ مرزا صاحب کا الہامی حافظہ بھی کیا خوب ہے۔ کہتے ہیں کہ ہم نے کسی کتاب میں لکھا ہے کہ بلا دشام میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر ہے۔ حالانکہ اسی کتاب ست بچن کے حاشیہ پر لکھا ہوا موجود ہے۔ "اب میں ان معتبر خطوط کی نقل کر دینا ناظرین کیلئے بہ تکذیب دلائل مرزا صاحب بہتر سمجھتا ہوں تاکہ ان کی دلیل کا ازالہ کافی طور پر ہو جائے۔"

نقل خطوط رؤساء کشمیر متعلق تحقیقات قبر یوز آصف

جواب۔ السلام علیکم! مکاتبہ مسرت طراز بخصوص دریافت کردن کیفیت صلیت مقبرہ یوز آصف مطابق تواریخ کشمیر در کوچہ خان یار حسب تحریر تالیفات جناب مرزا صاحب قادیانی و اطلاع آن زمان سعید رسید باعث خوش وقتی شد۔ من مطابق چٹھی مرسلہ آن مشفق چہ از مردم عوام چہ از حالات مندرجہ کشمیر در پے آن رفتہ آنکہ واضح شد اطلاع آن میکنم مقبرہ روضہ بل یعنی کوچہ خان یار بلا شک بوقت آمدن از راہ مسجد جامع بطرف چپ واقع است مگر آن مقبرہ بملاحظہ تاریخ کشمیر نسخہ اصل خواجہ اعظم صاحب دیدہ مرد

۱۔ جو خط میں نے یہاں سے کشمیر کو بھیجا تھا اس کو بوجہ طوالت کے نقل نہیں کیا گیا (منہ غشی عنہ)۔ جوابات معرفت خواجہ غلام محی الدین صاحب ملک التجار میوہل کشنور رئیس اعظم اودھیانہ کشمیر سے آئے۔ ۱۲ منہ غشی عنہ

کہ ہم صاحب کشف و کرامات محقق بودند“ مقبرہ سید نصیر الدین قدس سرہ یہاں
 بملاحظہ تاریخ کشمیر معلوم نہیں ہوتا کہ آن تبصرہ بمقبرہ یوز آسف مشہور است چنانچہ
 مرزا غلام احمد صاحب قادیانی تحریر فرماتے ہیں۔ ”بلکہ یہ عقیدہ معلوم نہیں ہوتا کہ در مقبرہ
 حضرت سنگ قبری واقع است آنرا قبر یوز آسف نوشتہ است بلکہ تحریر فرمودہ اند کہ
 در محلہ انزمرہ مقبرہ یوز آسف واقع است مگر آن نام بلفظ سین نیست بلکہ بلفظ صاد است
 و ایں محلہ بوقت آمدن از راہ مسجد جامع طرف راست است طرف چپ نیست در میان
 انزمرہ و روضہ بل یعنی کوچہ خان یار مسافت واقع است بلکہ نالہ مار ہم مابین انہما ہاں
 است پس فرق بدو وجہ معلوم میشود ہم فرق لفظی و ہم فرق معنوی فرق لفظی آن کہ یوز
 آسف صاد است در انزمرہ ام فون نوشتہ اند بلفظ سین آن منیت و تغار اسم بر تغار مکی
 دلالت میکند و فرق معنوی آن کہ یوز آسف کہ مرزا صاحب میفرماتند کہ در کوچہ خان یار
 واقع است۔ ایں در محلہ انزمرہ تغار مکان بر تغار کہیں دلالت میکند کہ یک شخص درود
 جاہد فون بودن ممکن نیست عبارتی کہ در تاریخ خواجہ اعظم صاحب دیدہ مردند کہ راست
 نیست حضرت سید نصیر الدین خانیاری از سادات عالی شان است در انزمرہ مستوری بود
 بتقریب ظہور نمود مقبرہ میر قدس سرہ در محلہ خان یار مہبط فیوض و انوار است و در جوار
 ایشان سنگ قبری واقع شدہ در عوام مشہور است کہ آنجا پیغمبرؐ آسودہ است کہ
 در زبان سابقہ در کشمیر مبعوث شدہ بود ایں مکان بمقام آن پیغمبر معروف است در کتابی
 از تواریخ دیدہ ام کہ بعد قضیہ دور دراز حکایتی مینویسد کہ یکے از سلاطین زاد ہائے براہ
 زہد و تقویٰ آمدہ ریاضت و عبادت بسیار کرد و بر سالت مردم کشمیر مبعوث شدہ در کشمیر آمدہ
 بدعوت خلایق مشغول شد و بعد رحلت در محلہ انزمرہ آسودہ راں کتاب نام آن پیغمبر را یوز

آصف نوشت۔ انزمرہ و خان یار متصل واقع ست۔ از ملا حفظہ ایں عبارت صاف
 عیاں است۔ یوز آصف در محلہ انزمرہ مدفون است در کوچہ خان یار مدفون منیت
 و ایں یوز آصف از سلاطین زادہ ہا بودہ است و ایں عبارت تواریخ مخالف و مناقض ارادہ
 حضرت میرزا صاحب است زیرا کہ یسوع خود را یکے از سلاطین و غیرہ انتساب نکرده
 اند فقط زیادہ۔ والسلام! راقم خواجہ سعد الدین عفی عنہ فرزند خواجہ ثناء اللہ مرحوم و مغفور
 از کوٹھی خواجہ ثناء اللہ۔ غلام حسن از کشمیر۔ ۱۵۔ ذی الحج ۱۳۱۲ھ

جواب دوم : اطلاع باد چون ارقام کردہ بود کہ در شہر سرینگر در ضلع خان یار پیغمبرے
 آسودہ است معلوم سازند موجب آن خود بذات بابت تحقیق کردن آن در شہر رفتہ
 ہمیں تحقیق شدہ پیشتر از دو صد سال شاعرے معتبر و صاحب کشف بودہ است نام آن
 خواجہ اعظم دیدہ مری داشتہ یکہ تاریخ از تصانیف خود نمودہ است کہ دریں شہر دریں
 وقت بسیار معتبر است در ان ہمیں عبارت تصنیف ساختہ است کہ ضلع خان یار در محلہ
 روضہ بل میگویند کہ پیغمبرے آسودہ است یوز آصف نام داشتہ و قبر دوم در آنجا است از
 اولاد زین العابدین رضی اللہ عنہ سید نصیر الدین خان یاری است و قدم رسول در آنجا ہم
 موجود است اکنون در آنجا بسیار مرجع اہل تشیع دارو بہر حال سوائے تاریخ خواجہ اعظم
 صاحب موصوف دیگر سندی صحیح ندارد و اعلم عند اللہ تعالیٰ۔ سید حسن شاہ از کشمیر ۲۲۔ ذی
 الحج ۱۳۱۲ھ۔

حضرات! ان دو معتبر اور ذی عزت رئیسوں کے خطوط سے مرزا صاحب کے دہنے
 بائیں کے حوالے اور محلہ خان یار کا حوالہ غلط ثابت ہوا۔ بلکہ صاف ہو گیا کہ ایک

قبر یہاں محلہ انزمرہ میں ہے۔ جو یوز آصف پیغمبر کی (جو اولاد سلاطین میں سے تھے) ہے اور کشمیر ہی کے واسطے مبعوث ہوئے تھے۔ اور تیسرے ایک تاریخ معبر کی شہادت پیش کرتے ہیں۔ جس کا مصنف بھی صاحب کشف و کرامات تھا۔ جس سے مرزا صاحب کے کل استعارات غلط ہوتے ہیں۔ تاریخ کشمیر کے صفحہ وغیرہ کا حوالہ انہوں نے نہیں دیا۔ جس کو میں پورا کر دیتا ہوں کیونکہ وہی تاریخ کشمیر میرے سامنے رکھی ہے۔ دیکھو تاریخ کشمیر اعظمی مطبوعہ مطبع محمدی لاہور ۱۳۰۳ھ تصنیف خواجہ سید محمد اعظم شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مؤلفہ ۱۱۲۸ھ صفحہ ۸۲، سطر ۱۸ (اصل خطوط شامل کئے گئے) یہ تین شہادتیں ایسی مضبوط اور قوی اور ثقہ ہیں۔ جن پر مصنف مزاج آدمی کو فوراً اعتبار کر لینا چاہئے۔ مرزا صاحب جو اپنی تاویلات و استعارات سے یوز آصف کو یسوع صاحب یا یسوع آصف بناتے ہیں۔ محض غلط بلکہ اقلط ثابت ہوا۔ امید نہیں کہ مرزا صاحب ایسی کافی اور ثقہ شہادت کو قبول کریں، کیونکہ اس طرف اخویم نور الدین صاحب کی شہادت ہے جس کے مقابلہ میں آپ نے اپنی ہی مسلمہ حدیث شریف صحیح کو غلط ثابت کر کے فوراً انکار کر دیا حالانکہ شریعت میں دو گواہان کے بغیر مقدمہ فیصل نہیں ہو سکتا۔ لیکن مرزا صاحب ہمیشہ ایک ہی گواہ سے کام لیا کرتے ہیں۔ اور اپنے دعویٰ اہم کو ثابت کیا کرتے ہیں۔ اور آیت و حدیث کی پراوہ نہیں کیا کرتے جیسے میاں کریم بخش ایک ناخواندہ کی شہادت پر اپنے آپ کو عیسیٰ ثابت کیا تھا تمام آیات

۱۔ دیکھو صفحہ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹ : ازالہ اوہام مرزا صاحب ان میں میاں کریم بخش موجد ناخواندہ بقول

حضرت شرازی ... ع ”کہ بے علم نتوان خدا شناخت“ بیس اکیس برس گذشتہ زمانہ کا ذکر ایک عام

شخص محبوب الحق اس گلاب شاہ کی زبانی روایت کرتا ہے کہ عیسیٰ جوان ہو گیا۔ وہ لدھیانہ میں (باقی صفحہ آئندہ)

واحادیث واجماع امت کو اسکی شہادت کے مقابلہ میں بالکل ردی کر دیا۔ اسی طرح مولوی نور الدین صاحب اپنے بڑے حواری کی مذہب شہادت کے مقابلہ میں اپنی مسلمہ حدیث شریف اور ساری اپنی تحقیقات اور الہامات کو ردی کر دیا حالانکہ مولوی صاحب نے صرف اس قدر کہا تھا کہ ”کشمیر میں ایک قبر مشہور اور معروف ہے جس کو یوز آصف نبی کی قبر کہتے ہیں“۔ اس سے یہ بھی ثابت نہیں کہ مولوی صاحب نے یوز آصف بحرف صادق کہا۔ یا بہ سین کہا مگر اس میں کوئی شک نہیں کہ انہوں نے یسوع صاحب کا نام نہیں لیا۔ مرزا صاحب نے یہ اپنا ڈھکوسلہ پیش کیا ہے۔ الہام بھی نہیں پھر اس ڈھکوسلے پر کس کو اعتبار ہو سکتا ہے اور ہو بھی کیسے کیونکہ مرزا صاحب کو ایک بات پر

آئے گا اور قرآن کی غلطیاں نکالے گا اور بہت سامان مرزا صاحب کے مسودے میں آچکا تھا مگر اصل بات یاد نہ رہی تب کریم بخش کیا کہتا ہے کہ مجھے ایک بات یاد نہیں رہی کہ اس مجذوب نے مجھے صاف صاف بتلادیا تھا کہ اس عیسیٰ کا نام غلام احمد ہے۔ اب خیال کرنے کی بات ہے کہ ۳۰-۳۱ برس کی بات ایک مجذوب شخص کی ایک ناخواندہ نے یاد رکھی اور ایک بڑا طول طویل مضمون عربی، فارسی الفاظ کا مرزا صاحب کے پاس لکھوا دیا۔ اگر یہ مضمون خود مرزا صاحب سے اس وقت پوچھا جائے تو وہ بھی اوانہ کر سکیں اور مجذوب اتنے لمبے قصے لوگوں کو سنایا کرتے ہیں وہ تو صرف ایک آدھ بات منہ سے نکال دیا کرتے ہیں۔ اتنے عرصہ کے درمیان کریم بخش مذکور نے کسی اور کے ساتھ بھی اس بات کا تذکرہ کیا تھا یا نہیں اگر کیا تھا تو کس کے ساتھ اور اس کی شہادت کیوں پیش نہیں کی۔ معلوم ہوا کہ میاں کریم بخش اور مرزا صاحب کا ایمان ہے کہ قرآن میں غلطیاں ہیں جن کو مرزا صاحب آجکل نکال رہے ہیں۔ اس کتاب کے ملاحظہ سے معلوم ہوں گی

۱۲- منہ عفی عنہ (ع) یعنی اصل خطوط میرے پاس موجود ہیں۔ ۱۲- منہ عفی عنہ

قرار نہیں۔ جیسے خود لکھتے ہیں۔

(۱) یہ تو سچ ہے کہ مسیح اپنے وطن میں گلیل میں جا کر فوت ہوا۔ لیکن ہرگز سچ نہیں کہ وہی جسم جو دفن ہو چکا تھا پھر زندہ ہو گیا۔ (ص ۴۷۳)

(ب) یہ تیسری آیت باب الاعمال کی مسیح کی طبعی موت کی نسبت گواہی دے رہی ہے۔ یہ گلیل میں اس کو پیش آئی۔ بلقظم صفحہ ۴۷۳-۴۷۴۔ ازالہ اوہام۔

(ج) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر بلا د شام میں ہے۔ جس کی پرستش عیسائی لوگ کرتے ہیں۔ ملخصاً صفحہ ۱۶۴ حاشیہ در حاشیہ کتاب ست بجن۔

(د) یسوع صاحب کی قبر کشمیر میں ہے۔ (ملخصاً ص ۱۶۴ حاشیہ کتاب ست بجن)

اب فرمائیے۔ مرزا صاحب کی کس تحقیق یا کس الہام یا بات پر اعتبار کیا جائے۔ آیا حضرت مسیح علیہ السلام کی قبر گلیل میں ہے یا بلا د شام میں یا کشمیر میں؟ ممکن ہے کہ مرزا صاحب اس کا جواب استعارہ لگا کر یوں دیں۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی قبر تو گلیل میں ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر بلا د شام میں۔ اور حضرت یسوع صاحب علیہ السلام کی قبر کشمیر میں۔ سبحان اللہ۔ مرزا صاحب کی تحقیقات و کشف والہامات پر اعدا قربان یہی باتیں ہیں۔ جس کو ہر تھوڑی سمجھ کا آدمی بھی سن کر ہڈیاں۔ مانیخو لیا۔ خبط۔ مراق میں داخل کریگا۔ بس یہاں مرزا صاحب کی کل کاروائی نابود اور مردود ہو گئی۔

ازالہ نمبر پنجم: اس امر میں مرزا صاحب نے اپنے الہام قطعی اور یقینی سے ثابت کیا

ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے۔ دوبارہ آنے سے روک دیئے گئے۔ اور

آنے والا مسیح میں ہی ہوں۔ یہ مجھے خدا نے خبر دی ہے۔

اس میں ناظرین! کو یہ دیکھنا ضروری ہے کہ آیا مرزا صاحب کا الہام وحی الہی و رسول کی طرح قطعی اور یقینی ہے اور اس پر ویسے ہی ایمان لایا چاہئے جیسے پیغمبران علیہم السلام کے الہام پر؟ نیز مرزا صاحب کا خدائے ملہم وہی مسلمانوں کا خدا ہے۔ یا کوئی اور؟ اس میں مجھے ان کے ہی الہامات سے کام لینا ہوگا کسی اور ثبوت کی ضرورت نہیں۔

پہلا۔ مرزا صاحب اپنی براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۵۶ میں۔ انگریزی۔ عربی۔ عبرانی زبانوں کے الہامات درج کر کے لکھتے ہیں۔ کہ ان کے معنی مجھے معلوم نہیں ہوئے۔ کوئی انگریزی خوان اس وقت موجود نہیں اس الہام کا مطلب میری سمجھ میں نہیں آیا وغیرہ وغیرہ۔ ملخصاً۔ پس اس سے ثابت ہے کہ مرزا صاحب کا خدا ملہم ایسا ہے کہ اپنے ملہم کو جو الہام کرتا ہے۔ محض فضول اور بے سود کرتا ہے کہ اس کا مطلب یا معنی ملہم اور ملہم دونوں کو نہیں آتے۔ یہ خوب ہوئی کہ مرزا صاحب کا خدا الہام کرتا ہے مگر اس کے حکم اور کلام کے جو اپنے نبی پر بھیجا ہے کچھ معنی نہیں ہوتے۔ اور نہ کوئی مترجم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کو اس کا ترجمہ بتلائے۔ اور نہ ان کا خدا ہی الہام کرتا ہے کہ مرزا صاحب کی سمجھ میں آئے۔ تاکہ اس کے مطلب سے آگاہ ہو کر تفصیل احکام الہی کریں۔ یہ عجیب الہامات ہیں کہ مرزا صاحب جن زبانوں کے سمجھنے سے بالکل نا بلد ہیں۔ ان کو القا کئے جاتے ہیں۔ پھر ان کا عجب خدا ہے کہ جو شخص جن زبانوں کو سمجھ نہیں سکتا انہیں زبانوں میں الہام کرتا ہے۔ اس سے مرزا صاحب کے خدا کی بے علمی اور جہالت ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ ان کے خدا کو اگر معلوم ہوتا کہ مرزا صاحب انگریزی۔

عبرانی اور بعض الفاظ عربی نہیں جانتے اور سمجھ سکتے ہیں تو کبھی ان زبانوں میں الہام نہ کرتا۔ کیا آپ اس بات پر یقین کریں گے۔ عبرانی و انگریزی۔ عربی وغیرہ میں الہامات ہوں جو مرزا صاحب نہ جانتے ہوں۔ اور نہ ان کا مطلب کسی کو سمجھا سکتے ہوں۔ یہی الہامات قطعی اور یقینی ہو سکتے ہیں۔ انہیں سے ان کو سچ موعود مان لیا جائے گا۔ اس طرح پر کہ مرزا صاحب ملہم تو ہیں۔ مگر الہاموں کے معنوں اور مطلبوں سے ناواقف اور ان کے بیان کرنے سے عاری اور جاہل ہیں۔ مجھے یہاں پر ایک مشہور حکایت یاد آگئی ہے جو اس کے مطابق ہے۔ ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔ وھو ہذا۔

اکبر بادشاہ کے وقت میں جب ان کو پیغمبر بننے کی سوجھی اور ابوالفضل اور فیضی ان کے وزراء نے ان کو پیغمبر ثابت کرنا چاہا اور دین الہی کو قائم کرنے پر آمادہ ہوئے تو قرآن شریف کی ضرورت ہوئی اور پہلے ہی سے تجویز کر کے ایک نے ان میں سے بادشاہ سے کہا کہ مجھ کو الہام ہوا ہے کہ جیسے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آئی تھے۔ ایسے ہی آپ ہیں اور آپ پر بھی قرآن شریف نازل ہوا ہے اور ایک درخت میں ہے۔ بادشاہ سلامت پیغمبری کی دھن میں لٹو ہو گئے۔ اور جمعیت کثیر نہایت ترک احتشام سے درخت معلومہ میں سے قرآن وضعی نکالا گیا۔ جو زبان عربی میں تھا۔ نہایت احتفاظ سے وہ قرآن دربار میں لایا گیا۔ ہر ایک شخص اس قرآن کو بوسہ دیتا زیارت کرتا مبارک دیتا ادب سے رکھتا جاتا تھا۔ اتنے میں ابوالحسن معروف بہ ملا ”دوپازہ“ بھی آگئے۔ انہوں نے بھی اس قرآن کو دیکھا۔ اور بلا بوسہ دینے اور کسی ادب کے ایسی طرز سے رکھ دیا جس سے بادشاہ کو اچھا معلوم نہ ہوا۔ بادشاہ نے ایسی حرکت کی بابت ملا سے پوچھا کہ کہو کیسا ہے۔ ملا صاحب نے کہا ہاں! خیر اچھا ہے۔

اس پر بادشاہ کو اور بھی شبہ ہوا۔ آخر کو بادشاہ کے زیادہ اصرار پر عرض کی کہ قبلہ عالم جانتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ملک کنعان میں تھے ان کی زبان عبرانی تھی اس لئے تو رایت عبرانی زبان میں نازل ہوئی اور حضرت داؤد علیہ السلام کے ملک کی زبان سریانی تھی۔ اس لئے زبور سریانی زبان میں نازل ہوئی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ملک کی زبان یونانی تھی۔ اس لئے خداوند کریم نے انجیل کو یونانی زبان میں نازل فرمایا۔ اور حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ملک عرب میں ہوئے اس لئے خداوند کریم نے قرآن کریم کو زبان عربی میں نازل فرمایا۔ اور یہی سنت اللہ ہے کہ ہر ایک پیغمبر علیہ السلام کو ان کی ہی زبان میں کتاب یا صحیفہ نازل ہوتا رہا ہے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وَمَا ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ۔ (پ ۱۳ سورۃ ابراہیم آیت ۴) یعنی ہم نے کسی پیغمبر کو مبعوث نہیں کیا جو اپنی قوم کی زبان نہ جانتا ہو۔ پیغمبر علیہ السلام کی زبان اور اس کی قوم کی بول چال ایک ہو۔ ایسا نہیں ہوتا کہ پیغمبر تو ہندوستان کا ہو اور قوم اس کی عرب کی ہو۔ میں نہایت تعجب سے سوچ رہا ہوں کہ یہ قرآن عربی زبان میں ہے ہندوستانی میں نہیں۔ اس کو نہ تو آپ خود سمجھ سکتے ہیں اور نہ کسی کو سمجھا سکتے ہیں۔ ہاں اگر یہ قرآن ہندوستانی یا اردو میں ہوتا جو قبلہ عالم کی زبان ہے تو البتہ مان لینے کے قابل ہوتا۔ بادشاہ یہ سن کر چپ ہو گیا۔ اور وہ قرآن وضعی گاؤں خورد ہو گیا۔ پس مرزا صاحب کی بعینہ اکبر بادشاہ کی سی مثال ہے کہ انہوں نے بھی پیغمبری کا دعویٰ کیا اور قرآن ان کا غیر زبان میں اتر ا۔ جس کے سمجھنے اور سمجھانے میں بالکل لاچار تھے اور مرزا صاحب نے بھی دعویٰ پیغمبری کیا لیکن الہامات آپ پر ایسی عربی انگریزی زبانوں میں نازل ہوئے کہ جس کے سمجھنے اور سمجھانے اور تعمیل حکم بجا لانے

میں باقرار خود قاصر اور لاچار رہے۔ پس ایسے مصنوعی قرآن اور مصنوعی الہاموں کا اعتبار مرزا صاحب کے ہی چندے مریدوں میں ہوگا اور کسی کو کیوں ہونے لگا ایسے ہی مرزا صاحب کے خدا کا بھی پتہ نہیں کہ کون ہے۔ کیونکہ وہ خود اپنی کتاب براہین احمدیہ میں لکھتے ہیں۔ مجھے الہام ہوا ہے کہ ہمارا رب عاجی ہے (جس کے معنی ابھی تک معلوم نہیں ہوئے) بلقلم صفحہ ۵۵۶۔ براہین احمدیہ۔ اصل الہام حاشیہ میں ہے۔

لیجئے: مرزا صاحب کو اپنے خدا کا بھی اب تک پتہ نہیں کہ وہ کون ہے۔ اے غضب اور افسوس! جس شخص کو اپنے خدا کا بھی پتہ نہ ہو کہ کون ہے اس کے الہاموں کا کیا پتہ ہو سکتا ہے۔ کہ وہ کیا ہیں پھر وہ قطعی اور یقینی بھی ہیں۔

ناظرین و مرزائی نہایت غور اور توجہ سے خیال فرمائیں کہ جس ملہم کو اپنے خدائے ملہم کا بھی پتہ نہ ہو کہ وہ کیا اور کون ہے۔ پھر اس کے کسی الہام یا بات پر کیا اعتبار ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ خیر اب میں ہی مرزا صاحب کے خدا کا پتہ دیتا ہوں جس کی بابت وہ کہتے

۱۔ ہمارا رب عاجی ہے۔ الخ اصل الہام زبان عربی مرزا صاحب کا یہ ہے۔ رب اغفر وارحم من السماء ربنا عاج۔ (بلقلم صفحہ ۵۵۵۔ براہین احمدیہ)۔ معنی اس کے یوں ہیں اے میرے رب میرے گناہ بخش اور آسمان سے رحم کر رب ہمارا عاج ہے۔ مرزا صاحب نے عاج کا ترجمہ عاجی کیا ہے۔ ناظرین پوچھ سکتے ہیں۔ کہ عاج کے معنی عاجی کیونکر ہوئے گویا صاف ہے کہ مرزا صاحب کا خدا عاج ہے اور عاج کا معنی صفحہ ۵۲-۵۳۔ پر درج ہیں یعنی ہاتھی دانت اور گوبر حرف یا منتہی مرزا صاحب نے خود اپنی طرف سے لگا دیا۔ اور اسکے معنی ہاتھی دانت کا یا گوبر کا بنا کر اور یہی تشریح کر دی ہے۔ پس بموجب الہام عربی مرزا صاحب کے انکا (رب عاج) خدا ہاتھی دانت یا گوبر ہے۔ مرزائیوں کو بھی مبارک ہو کہ ان کے پیغمبر کا خدا اور نیز ان کا ہاتھی دانت اور گوبر کا ہے۔ (منہ غشی عنہ ۱۲)

ہیں کہ ہمارا خدا عاجی ہے۔ (اس کے معنی ابھی تک معلوم نہیں ہوئے) تعجب ہے کہ مرزا صاحب کیوں کہتے ہیں کہ عاجی کے معنی معلوم نہیں ہوئے۔ کیا ان کے پاس کوئی چھوٹی موٹی لغت کی کتاب نہیں ہے؟ اگر ملہم نے معنی یا مطلب نہیں بتلائے تھے۔ تو کوئی کتاب ہی دیکھ لیتے جس سے عاجی کے معنی معلوم ہو جاتے۔ یہاں اگر مرزا صاحب بوجہ قصور حافظہ اور مرزائی یہ کہہ دیں کہ الہامی لفظوں کے معنی اور مطلب جو خدا ملہم بتائے یا سمجھائے وہی ہو سکتے ہیں۔ کتاب لغت پر اعتبار نہیں ہو سکتا اور نہ ایسے لفظوں کے واسطے کوئی کتاب لغت دیکھے جانے کا حکم ہے۔ لیکن یہ کہنا ان کا محض لغو اور باطل ہو گا کیونکہ مرزا صاحب اپنی کتاب براہین احمدیہ میں اس طرح پر پہلے لکھ چکے ہیں۔ اور یہ الہام اکثر معظّمات امور میں ہوتا ہے۔ کبھی اس میں ایسے الفاظ بھی ہوتے ہیں جن کے معنی لغت کی کتابیں دیکھ کر کرنے پڑتے ہیں۔ (بلفظہ

۳۳۸۔ براہین احمدیہ) OF AHLE SUNNAT WAL

مرزا صاحب ہی اس کا جواب دیں گے۔ کہ انہوں نے کیوں عاجی اپنے خدا کے معنی لغت کی کتاب سے نکال کر نہ کئے اور کیوں کہہ دیا۔ کہ (اس کے معنی اب تک معلوم نہیں ہوئے) ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ سچا الہام آپ کی قلم سے نکل گیا۔ جب بعد میں اس کے معنوں پر علم ہوا اور مخالف معلوم ہوئے تو لکھ دیا۔ کہ اس کے معنی معلوم نہیں ہوئے مگر خداوند کریم کی حکمت ہے کہ مرزا صاحب کے ہی منہ اور قلم سے سچی بات نکل گئی۔ لیجئے میں دو معتبر کتب لغت سے لفظ عاجی مرزا صاحب کے خدا کے معنی تحریر کر کے پیش کرتا ہوں جس سے معلوم ہو جائے گا کہ مرزا صاحب کا خدا کیا اور کون ہے۔ لفظ عاجی میں اصل لفظ عاج ہے اور حرف ”ی“ اس کے ساتھ نسبتی ہے۔ پس لفظ

عاج کے معنے یہ ہیں۔

(۱) استخوان فیل۔ ناقہ کہ جائے خواب اوزم باشد۔ سرگین۔ کلمہ کہ بدان شتر راند۔
راہ برمختلی۔ (منتخب اللغات صفحہ ۳۰۲ بلفظہ)

(ب) عاج مبینہ بالكسر زجر للناقة والعاج الزبل والناقة اللينة
الاعطاف وعظم الفیل۔ (قاموس ربح اول صفحہ ۱۲۷ سطر ۱۳ کالم ۲۔ وعاج ممثلی
قاموس ربح اول صفحہ ۱۲۶ سطر ۱۰ کالم ۱)

(ج) واما لعاج الذی هو عظم الفیل فنجس عند الشافعی۔

(و) فلبین من عاج هو هنا الزبل او ظهر السلحفاة والعاج الذی
يعرفه العامة عظم اتياب الفیل۔ بلفظہ صفحہ ۲۳۶ کتاب لغت احادیث مجمع بحار الانوار
سطر ۱۵-۱۶ THE NATURAL PHILOSOPHY

پس لفظ عاجی کے معنے ہاتھی کے دانت کا یا والا۔ اونٹنی نرم جگہ پر سوئی ہوئی کا یا والا۔
گوبر کا یا والا۔ راہزن والا لتھڑہ ہوا یا لتھڑے ہوئے کا یا والا۔ ہوئے پس بقول
مرزا صاحب ثابت ہو گیا۔ کہ مرزا صاحب کا خدا عاجی ہاتھی دانت کا یا گوبر کا ہے۔ یا
مرزا صاحب جو ان معتبر کتابوں کے معنے کئے ہوئے ہیں۔ کسی ایک کو مان لیں۔ خواہ
کوئی بھی ہو۔ جب ان کے ہی خاص قطعی اور یقینی الہام سے ان کا خدا ملہم عاجی۔۔
ہاتھی کے دانت کا یا ہاتھی کے دانت والا یا گوبر کا ہے تو پھر علماء و فضلاء و مشائخ و صلحاء اہل
اسلام مباہلہ کیلئے کیوں کشمکش ہو رہے ہیں۔ جتنی کاروائی مرزا صاحب کی اب تک

۱۔ اصل الہام کی عبارت پچھلے صفحہ پر مابقی میں گذر چکی ہے یا نہی مرزا صاحب نے الہام میں
اپنی طرف سے لگائی ہے۔ منہ عنہ ۱۲ کسی ایک کو رخ یعنی بطریق اجوف تو (باقی صفحہ آئندہ)

ہوئی ہے۔ سب خاک میں مل گئی اور ملیا میٹ ہو گئی میرے خیال ناقص میں ہے کہ یہ صفحہ ۵۵۶ براہین احمدیہ کا کسی کے زیر نظر یا مطالعہ میں نہیں آیا۔ ورنہ پہلے ہی سے یہ سب جھگڑے بکھیرے ختم ہو جاتے۔ مگر اتفاق ہے کہ ایسا نہ ہوا۔ جب مرزا صاحب کا خدا ملہم عاجی جسکے معنے اوپر ہو چکے ہیں۔ تب مرزا صاحب کے الہامات مندرجہ ذیل کے معنے کیا ہوئے اور کیا سمجھے جائیں گے۔

(۱) جس نے میری بیعت کی اس کے ہاتھ پر خدا کا ہاتھ۔ صفحہ ۷۸ انجام آتھم

(۲) مجھ کو دونوں جہاں کی رحمت کے واسطے بھیجا۔ //

(۳) خدا نے میرا نام سچ ابن مریم رکھا۔ //

(۴) عیسیٰ مرچکے عیسیٰ میں ہوں۔ //

(۵) خدا نے میرا نام عیسیٰ رکھا۔ (صفحہ ۱۳۲۔ انجام آتھم)

ان الہاموں میں سے صاف ہے کہ مرزا صاحب کی جس نے بیعت کی اس کا ہاتھ ہاتھی کے دانت والے یا گوبر والے کے ہاتھ پر ہوا۔ گوبر والے نے دو جہان کی رحمت کی واسطے مرزا صاحب کو بھیجا۔ جو اظہر من الشمس ہے۔ جن کا ذکر ہو چکا ہے۔ یہ بھی ضروری ہے کہ آپ کے خدا عاجی نے آپ کا نام عیسیٰ بھی رکھ دیا ہوگا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا بلکہ نہایت ہی قرین قیاس اور یقینی امر ہے کہ خدا عاجی گوبر کا ہے۔ تو اس کا عیسیٰ بھی نفاست میں اس سے بڑھ چڑھ کر ہونا چاہئے۔ سو میں اس عیسیٰ کو جس

(بقیہ صفحہ سابقہ) صاف بیان ہو چکا ہے۔ اگر بطریق ناقص بھی مرزا صاحب لفظ عاجی یا عاج

کا کچھ بنانا چاہیں تو بھی ان کے خدا کی کوئی اچھی ترکیب یا توصیف نہیں نکلتی اور نہ کوئی خدا کے

اسماء میں سے نہ صفات میں سے کچھ بن سکتا ہے۔ منہ عفی عنہ ۱۲

کی تعریف مرزا صاحب نے خود کر کے اپنے پر متعلق کیا ہے ناظرین کے ملاحظہ کیلئے ضبط تحریر میں لاتا ہوں۔ اور نہایت ہی خوش ہوں کہ مرزا صاحب اعلیٰ درجہ کے منصف مزاج ہیں۔ لکھتے ہیں کہ ”مجھے سخت تعجب ہے کہ ہمارے علماء عیسیٰ کے لفظ پر کیوں چڑتے ہیں۔ اسلام کی کتابوں میں تو ایسی چیزوں کا بھی عیسیٰ نام ہے جو سخت مکروہ ہیں چنانچہ برہان قاطع میں حرف عین میں لکھا ہے کہ عیسیٰ دہقان کنایہ شراب انگوری سے ہے عیسیٰ نو ماہہ اس خوشہ انگور کا نام ہے۔ جس سے شراب بنایا جاتا ہے۔ اور شراب انگوری کو بھی عیسیٰ نو ماہہ کہتے ہیں اب غضب کی بات ہے مولوی لوگ شراب کا نام تو عیسیٰ رکھیں اور تالیفات میں بے محابا اس کا ذکر کریں اور ایک پلید چیز کی ایک پاک کے ساتھ مشارکت کریں۔ اور جس شخص کو اللہ تعالیٰ عیسیٰ کے نام سے موصوم کرے وہ ان کی نظر میں کافر ہو۔ بلفظہ صفحہ ۲۰ سطر ۱ کتاب نشان آسمانی تصنیف مرزا صاحب۔ اس سے یہ بات ظاہر ہوئی کہ خدا عا جی ایک پلید اور خبیث چیز کو بر ہے تو اس کا عیسیٰ شراب جوام النجاست ہے درست اور بجا ہے۔ یعنی خدا ملہم گو بر اور عیسیٰ ملہم شراب، کیا عمدہ مماثلت ہوئی۔ ع..... وزیرے چنیں شہر یارے چناں

ان تحریروں پر تو میں مرزا صاحب سے بالکل اتفاق کر کے صاد کرتا ہوں اور ان کے انصاف اور راستبازی کی داد دیتا ہوں اور یہاں علماء سے مجھے کلام ہے کیونکہ جب مرزا صاحب اپنے خدا کا نام عا جی۔ گو بر لکھتے ہیں اور اپنے آپ کو عیسیٰ نو ماہہ یا عیسیٰ دہقان تحریر کرتے ہیں۔ جو شراب انگوری ہے تو پھر ان کے پیچھے کیوں پڑ گئے ہیں اور عیسیٰ کہلانے میں کیوں ناحق چڑتے ہیں۔ یہ بے شک ان کی زبردستی ہے۔ اس کے پیچھے پڑنے اور چڑنے کی وجہ بتلانے میں مجھے اس لئے کسی قدر تامل ہے کہ

مرزا صاحب نے کوئی خاص اشتہار جلی قلم کا انعام یا سزا کی نہیں دیا۔ کہ ہمارا خدا عاجی (ہاتھی کے دانت کا یا گوبر کا ہے) اور میں عیسیٰ و ہقان یا عیسیٰ نو ماہہ شراب انگوری ہوں جس سے علماء مخالفین کو خبر ہو جاتی اور مخالفت سے ان کا منہ بند ہو جاتا ہے۔ البتہ مرزا صاحب عیسیٰ کا یہاں جواب یہ ہو سکتا ہے کہ جب ہم نے کتابوں میں رسالوں میں لکھ دیا ہے اور کتابیں میں ہر جگہ موجود ہیں۔ تو پھر ضرورت کسی اشتہار کی نہیں تھی یہ صحیح ہے۔ لیکن اگر اشتہار انعام یا مبالغہ بھی بطور تبلیغ شائع فرماتے اور مخالفین کو پہلے ہی سے یہ عقیدہ آپکا معلوم ہو جاتا تو خواہ مخواہ بے سود علمی بحثیں کر کے تضييع اوقات نہ کرتے۔ اب میں نہایت ادب سے بخدمت شریف علماء و فضلاء اہل اسلام و دیگر طلباء ہدایت غیر اسلام عرض کرتا ہوں کہ خدا کیلئے اب تو مرزا صاحب کا پیچھا چھوڑ دیں (جبکہ انہوں نے سچ کچھ کہہ دیا ہے کہ ہمارا خدا عاجی۔ ہاتھی دانت کا۔ یا گوبر کا ہے) اور میں عیسیٰ و ہقان یا عیسیٰ نو ماہہ (شراب انگوری ہوں) تو پھر ہرگز نہ چڑیں اور نہ برا منائیں۔ اب صاف ہو گیا ہے کہ ان کا خدا گوبر اور عیسیٰ شراب انگوری۔ اسکی رہائش کا دیان (حرص والی) ان کی الہامی کتاب انجیل انجام آتھم معہ ضمیمہ ہے۔ مرزا صاحب اور مرزائیوں کو مبارک ہو۔

(۸-۹) میں مرزا صاحب کا وہی دعویٰ پیغمبری ہے۔ یہاں تک کہ جب موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ ہیں تو اب آپ بھی کلیم اللہ ہیں۔ شاید کوہ طور کی بجائے آپ کا پڑا وہ کہنے کا کوئی ٹیلا ہو۔

(۱۰) اس میں مرزا صاحب کو معراج جسمانی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انکار ہے اور یہ کاسہ لیسکی کسی ریفارمر صاحب بہادر کی ہے جو تمام اہل اسلام کی

مخالفت میں آیات اور احادیث متواترہ واقوال جمہور علماء متکاثرہ کا صریح انکار کر دیا ہے۔ اور یہاں پر ایک اور غضب کیا ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سخت توہین کی ہے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اطہر نور الانوار کو توبہ نعوذ باللہ منہا کیف (جو ضد ہے لطیف کی) لکھ دیا ہے۔ جیسے لکھتے ہیں۔ اگر اس جگہ کوئی اعتراض کرے کہ اگر جسم خاکی کا آسمان پر جانا محالات سے ہے۔ تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معراج جسم کے ساتھ کیونکر جائز ہوگا تو اس کا جواب یہ ہے کہ سیر معراج اس جسم کیف کے ساتھ نہیں تھا بلکہ وہ نہایت اعلیٰ درجہ کا کیف تھا۔ (بلفظہ حاشیہ صفحہ ۳۷۷۔ ازالہ اوہام) حالانکہ اپنی کتاب الہامی براہین احمدیہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت لکھتے ہیں۔ یعنی جبکہ وجود مبارک حضرت خادم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کئی نور جمع تھے سو ان نوروں پر ایک اور نور آسمانی جو وحی الہی سے وارد ہو گیا اور اس نور کے وارد ہونے سے وجود باوجود خاتم الانبیاء کا مجمع الانوار بن گیا۔ (بلفظہ براہین احمدیہ صفحہ ۱۸۰)

خیال فرمائیے۔ کہاں حضرت احمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسم مبارک مجمع الانوار تھا اور کہاں مرزا صاحب کی تفریط کہ اسی جسم مبارک کو کیف لکھ دیا خدا پناہ میں رکھے ایسے مردود اعتقاد سے۔ آمین ثم آمین۔ اہل اسلام اور اہل سنت والجماعت کے عقائد میں ہے کہ اگر کوئی شخص توہیناً کسی نبی علیہ السلام کے میلے کپڑے کو میلا کہے گا تو کافر ہو جائیگا چہ جائیکہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اطہر نور الانوار کو (یرویٰ من خلفہ کما یرا من قبلہ) جو آگے پیچھے سے برابر دیکھتے تھے اور گس تک جسم پر نہیں بیٹھتی تھی اور اسی لئے سایہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نہیں تھا) جسم

کثیف لکھ دیا۔

میں مرزا صاحب کا ہی اعتقاد پیش کرتا ہوں کہ جو شخص حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم مبارک کو کثیف کہے وہ کون ہے۔ وہو ہذا۔

ہ نور شان یک عالمے را در گرفت تو ہنوز اے کور در شور و شرے
لعل تابان را اگر گوئی کثیف زین چہ کا ہد قدر روشن جو ہرے
طعنہ بر پاکان نہ بر پاکان بود خود کنی ثابت کہ ہستی فاجرے
(بلفظہ دیباچہ براہین احمدیہ صفحہ ۱۵ سطر ۹۔)

لیجئے یہاں! اپنی ہی مشیت اور مسلمہ دلیل سے مرزا صاحب جو پیغمبری اور خدائی کا دعویٰ کرتے ہیں۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم مبارک بحج الانوار کو کثیف کہہ کر خود فاجر ثابت ہو گئے۔ اب وہی کسی بزرگ کا قول بھی مرزا صاحب پر ثابت ہو گیا۔

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد میلش اندر طعنہ پاکاں برد
کیا خوب! مرزا صاحب کے شعر کے مطابق ہی کسی بزرگ کا قول بھی منطبق ہو گیا۔ پس مرزا صاحب کی پردہ دری عنقریب ہے۔ اور رفتہ رفتہ ہو رہی ہے۔ آخر موقع بھی جو علی الاعلان پردہ دری کا ہونے والا ہے اب بہت ہی قریب معلوم ہوتا ہے۔
العیاذ باللہ۔

۱۔ مرزا صاحب نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف میں پہلے یہ لکھا تھا کہ جب خود پیغمبر ہے تو جسم اطہر کو کثیف لکھ دیا۔ ۱۲

۲۔ حضرت مولانا دبا الفضل کمال اولنا روم علیہ الرحمہ ۱۲ منہ

اللہ تعالیٰ اپنے قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ کہ **وَإِذْ كُنَّا فِي الْكِتَابِ إِدْرِيسَ**
إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا۔ **وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا**۔ (پ ۱۶ سورۃ مریم آیت نمبر ۵۶
 ۵۷) یعنی یاد کرو (اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم) حضرت ادریس علیہ السلام کا حال
 تحقیق تھا وہ سچا نبی اٹھالیا ہم نے اس کو مکان عالی پر۔

تمام تفاسیر اور کتب اہل اسلام میں یہی معنی اور یہی اعتقاد ہے۔ کہ حضرت
 ادریس علیہ السلام یا الیاس علیہ السلام آسمان پر زندہ اٹھائے گئے اور اسی جسم عنصری
 کے ساتھ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **وَمَا قَتَلُوهُ**
يَقِينًا بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ۔ (پ ۶ سورۃ النساء ۱۵۷، ۱۵۸) وہی لفظ رفع کا یہاں بھی
 ہے۔ یہاں پر صرف حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک قول کتاب
 فصوص الحکم سے نقل کرتا ہوں۔ جن کی سند میں مرزا صاحب بھی اپنے ازالہ اوہام میں
 لکھتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ حضرت ادریس علیہ السلام ہی ہیں جو حضرت نوح علیہ
 السلام سے پیشتر نبی تھے پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو مکان عالی پر اٹھالیا۔ پس وہ قلب
 الافلاک یعنی فلک الشمس میں رہتے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے دوبارہ شہر بعلبک کی طرف
 ان کو مبعوث فرمایا۔ کیا اب بھی آپ کو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسمی
 معراج شریف محالات سے معلوم ہوتا ہے؟ کیا خداوند کریم کو آپ قادر نہیں سمجھتے۔ کیا
 مرزا صاحب کے فلسفہ توڑنے کی قدرت اللہ تبارک و تعالیٰ میں نہیں۔ ہاں البتہ ان
 کے خدا عاجی میں ضرور قدرت نہیں ہے۔ اس لئے اپنے فلسفی ڈکھو سلع آیات و
 احادیث اجماع امت کے مقابلہ میں بڑے زور سے بترجیح پیش کرتے ہیں۔ جو
 نہایت بودے اور ناقابل لحاظ ہیں۔

(۱۱) یہ دعوے عربی دانی کا بھی محض غلط ہے کیونکہ مرزا صاحب سے بڑے بڑے

فاضل عربی اس وقت پنجاب و ہندوستان میں موجود ہیں جن کی عربی دانی مسلمہ ہے۔

(۱۲) آسمان پھاڑ کر مسیح علیہ السلام کا آنا۔ مرزا صاحب کی طرف سے تمسخر اور استہزا

ہے۔ اور یہی استہزا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معراج شریف جسمانی

میں ہے کہ وہ آسمان پھاڑ کر تشریف لے گئے اور واپس تشریف۔ آپ نے بھی آریوں

سے لڑتے جھگڑتے یہ عقیدہ حاصل کر لیا کہ خداوند تعالیٰ قادر مطلق نہیں جو کسی کو آسمان

پر زندہ بحمد عنصری لیجا سکے۔

(۱۳) مرزا صاحب میں تو خدا کی روح باتیں کرتی ہے اور دیگر آپ کے حواریوں

میں نعوذ باللہ کسی معلم الملوکات کی روح باتیں کرتی ہے۔

(۱۴) ہاں بیشک مرزا صاحب پر جھوٹے الہامات کا دروازہ کھول دیا گیا ہے۔

(۱۵) مرزا صاحب نے ۹۔ مولوی صاحبان کی طرف قلم اٹھایا مگر دس مولوی صاحبان

کے نام درج کئے اور بعض مولوی صاحبان اہل حدیث جو آپ کے جانی دوست تھے۔

وہ ایسے ایسے خلاف شرع دعوے نبوت سے جانی دشمن بن گئے۔

(۱۶) حکیم نور الدین صاحب مرزا صاحب کے فاضل بزرگ ہیں۔ تو کیا سب وہ

بھی مرزا صاحب کے برابر فصیح کلام لکھ سکتے ہیں جیسے کہ ان کا دعویٰ نمبر ۱۱ میں گذر چکا

ہے۔ اگر حکیم صاحب کے برابر فصیح کلام لکھ سکتے ہیں تو مرزا صاحب کے فاضل بزرگ

نہیں۔ ایک نہ ایک بات تو ضرور غلط ہوگی کیونکہ اجتماع الضدین محال ہے۔ اور یہ

اعتقاد بھی عجیب ہے کہ حکیم صاحب تو فاضل بزرگ اور دیگر تمام فضلاء ہندوستان اور

پنجاب کے بیچ اور پوچھ ہوں۔

(۱۷) یہ بھی ہر گز صحیح نہیں۔ اگر مرزا صاحب کی ایسی دعا ہوتی جو بجلی کی طرح کودتی ہے تو مسٹر عبداللہ آتھم کے واسطے ۶۔ ستمبر ۱۸۹۴ء کو رخصت لیکر نہ چلی جاتی اور نہ آپ کو وقت پر دھوکہ دیتی۔ اور آپ کے مع اہل بیت پر حواریں کی تصریح و زاری کے وقت پر آمو جو ہوتی۔ افسوس ایسی دعا بجلی کی طرح ہو اور قادیان سے امرتسر تک بھی پہنچ نہ سکی اگر یہ دعا آپ کی پاس ہوتی تو ایک بھی مولوی زندہ نہ رہتا اور ایک بھی پادری دنیا پر نہ رہتا اور آپ کی عیسویت نمایاں طور پر ہوتی۔ اور ایک بھی آریہ صفحہ ہستی پر نہ رہتا۔ اور لیکھرام کو کئی سال تک فرشتے تلاش کرتے نہ پھرتے۔ اور آپ کے قادیان کے رہنے والے سب کے سب عارت ہو جاتے حتیٰ کہ آپ کو طلاق اور عاق کرنے کی بھی نوبت نہ پہنچتی۔ یہی دعا ہے جس کا آپ فخر کرتے ہیں۔ جو مینڈک طرح نہ کودی۔ جب کبھی آپ نے دعا کی تو یہ کہ فلاں پادری چند روزہ ماہ کے اندر مرے گا۔ فلاں مولوی ایک سال تک مرے گا۔ فلاں آریہ چھ سال میں مرے گا۔ جو کوئی میرے ساتھ مہالہ کرے ایک سال میں مرجائے گا۔ نہایت ہی افسوس ہے کہ کبھی آپ نے یہ دعا نہ کی کہ میرے قادیان کے رہنے والے سیدھے ہو جائیں۔ کبھی آپ نے یہ دعا نہ کی کہ پادری اور آریہ مسلمان ہو جائیں۔ کبھی یہ دعا نہ کی کہ میرے مخالف مولوی و دیگر اہل اسلام میرے دوست ہو جائیں ایسی دعا اگر ریل کی طرح نہ سہی کسی لنگڑے گھوڑے ٹٹو کی طرح چلتی تو بھی منزل مقصود تک پہنچ جاتی۔ مگر مرزا صاحب نے کچھ نہ کیا کیا تو یہ کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات پر زور دیکر خود ان کی جگہ ہونے کا دعویٰ علی الاعلان کر دیا۔ یہاں مجھے ایک روایت بطور لطیفہ یاد آگئی ہے۔

لطیفہ : مرزا صاحب نے سر سید احمد خان صاحب بہادر کے پیرو سے کہا کہ انہوں

نے مسلمانوں کا کیا بنا دیا۔ کوئی بڑی بات کر کے دکھائی کوئی نئی ریفارمری کی۔ اس بیرو نے کہا۔ کہ سر سید صاحب نے بہت ہی بڑا کام کیا ہے۔ وہ یہ کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا فوت ہو جانا ثابت کر دیا۔ جس سے آپ کو اپنے مسیح موعود ہونے کا موقعہ ہاتھ آ گیا۔

الحمد للہ! کہ خلاصہ مع مختصر جوابات رسالہ انجام آتھم ختم ہوا۔ اسکے بعد مرزا صاحب نے انجام آتھم کا ضمیمہ بھی چھپوایا اس کو بھی دیکھا گیا۔ ضرور ہوا کہ اس کا بھی خلاصہ ہدیہ ناظرین کیا جائے جس سے مرزا صاحب کی بہادری اور بھی بڑھ چڑھ کر معلوم ہوگئی۔

پنجم خلاصہ مختصر ضمیمہ انجام آتھم

(۱) یہودی صفت مولوی ان کے (عیسائیوں) ساتھ ہو گئے۔ (صفحہ ۳)

(۲) مگر شاید بد ذات مولوی منہ سے اقرار نہ کریں۔ (صفحہ ۶)

(۳) یہ تو وہی بات ہوئی جیسا کہ کسی شریر مکار نے جس میں سراسر یسوع کی روح تھی؟ (بلفظہ حاشیہ صفحہ ۵)

(۴) آپ کے (حضرت مسیح علیہ السلام) ہاتھ میں سوائے مکر اور فریب کے کچھ نہیں

تھا۔ پھر افسوس کہ نالائق عیسائی ایسے شخص کو خدا بنا رہے ہیں۔ آپ کا خاندان بھی

نہایت پاک اور مطہر ہے تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسی عورتیں تھیں

جسکے وجود سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی

شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسب درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان

کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ سر پر ناپاک ہاتھ لگا دے اور زنا کاری کا پلید عطر

اس کے سر پر ملے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔
(صفحہ ۷)

(۵) مسلمانوں کو واضح رہے کہ خدائے تعالیٰ نے یسوع کی قرآن شریف میں کچھ خبر نہیں دی وہ کون تھا۔ (صفحہ ۹۔ سطر ۱۶۔ بلفظ)

(۶) اے مردار خوار مولویو اور گندی روحوالے ایمان اور انصاف سے دور بھاگنے والو تم جھوٹ مت بولو اور وہ نجاست نہ کھاؤ جو عیسائیوں نے کھائی ہے۔ بے ایمان اور اندھے مولوی۔ ملخصاً صفحہ ۲۱-۲۲)

(۷) شیخ علی حمزہ بن علی ملک الطوسی اپنی کتاب جواہر الاسرار جو ۸۴۰ھ میں تالیف ہوئی تھی۔ مہدی موعود کے بارہ میں مندرجہ ذیل عبارت لکھتے ہیں۔ دراز بعین آمدہ است کہ خروج مہدی از قریہ کدہ یا شد۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخرج المہدی من قریہ یقال لها کدہ یصدقہ اللہ تعالیٰ ویجمع اصحابہ من اقصى البلاد علی عدة اهل بدر بثلاث مائة وثلاثة عشر رجلاً ومعه صحيفة مختومة (ای مطبوعہ) فیہا عدد اصحابہ باسم نہم وبلا دہم وخاللہم۔ یعنی مہدی اس گاؤں سے نکلے گا۔ جس کا نام کدہ ہے (یہ دراصل قادیان کے نام کو معرب کیا ہوا ہے) پھر فرمایا۔ کہ خدا اس مہدی کی تصدیق کرے گا اور دور دور سے اس کے دوست جمع کرے گا جن کا شمار اہل بدر کے شمار سے برابر ہوگا۔ یعنی تین سو تیرہ ہونگے اور ان کے نام بقید مسکن و خصلت چھپی ہوئی کتاب میں درج ہونگے۔ اب ظاہر ہے کہ کسی شخص کو پہلے اس سے یہ اتفاق نہیں ہوا کہ وہ مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کرے اس کے پاس چھپی ہوئی کتاب ہو۔ جس

میں اس کے دوستوں کے نام ہوں لیکن میں پہلے اس سے بھی آئینہ کمالات اسلام میں
تین سو نام درج چکا ہوں۔ اب دوبارہ اتمام حجت کیلئے تین سو تیرہ نام ذیل میں درج
کرتا ہوں۔ تاہر ایک منصف سمجھ لے کہ یہ پیشین گوئی بھی میرے ہی حق میں پوری
ہوئی۔ (صفحہ ۲۰-۲۱ اٹھی)

خلاصہ مختصر ضمیمہ ختم ہوا۔ جواب مختصر شروع زیب قلم ہوا

حضرات ناظرین۔ مرزا صاحب نے ضمیمہ الہامی میں پہلے تو مولوی صاحبان پر
اس طرح کی گالیوں کی شلک کی ہے۔ یہودی۔ بد ذات۔ مردار خوار۔ گندی روح۔
بے ایمان۔ اندھے۔ کتے وغیرہ۔ بعد اس کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر سخت زبان
درازی کی نحوذ باللہ منہا۔ جس کے نقل کرنے سے نہایت خوف آتا ہے اور رو نگلے
اکھڑے ہو جاتے ہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کے نقل کرنے پر بھی خداوند کریم اخذ
کرے۔ لیکن مرزا صاحب کے ایمان پر نہایت تعجب ہے کہ باوجود ایسی گندی گالیوں
اور توہین کے (جو ایسے اولوالعزم پیغمبر علیہ السلام کی شان میں کی گئی ہے) پھر بھی ایمان
میں روز بروز ترقی ہوتی جاتی ہے۔ حتیٰ کہ خدائی کے درجہ تک پہنچ گئے ہیں۔ اور حضرت
عیسیٰ علیہ السلام کی ہی ذات خاص تک نہیں بلکہ ان کی دادیوں نانیوں کو بھی نہ چھوڑا۔
افسوس۔ لکھتے ہیں۔ کہ ایک زنا کار کنجری نے آپ کے سرنا پاک اور حرام کی کمائی کا
عطر ملا۔ اور انہوں نے اس کو بغل میں لیا وغیرہ وغیرہ۔ کیوں صاحبو! آپ نے ایسے
ایسے الزامات و اتہامات سب و شتم کہیں اہل اسلام کی عقائد کی کتابوں میں دیکھے یا
سنے ہیں؟ العیاذ باللہ اہل اسلام میں کوئی بھی ایسا نہیں جو ایسے عقائد والے کو کافر نہ

کہے بلکہ جس کے عقائد میں توہین انبیاء جائز اور سخت گندی گالیاں نکالنا درست ہو وہ کافر نہیں بلکہ اکفر ہے۔ یہی علم کلام اور کتب عقائد میں درج ہے۔

مرزا صاحب نے جو ایک کنجری کو بغل میں رکھنا اور سر پر حرام کا عطر ملوانا لکھا ہے اس کا قصہ انجیل میں یوں لکھا ہے۔ جس کو مرزا صاحب نے کس قدر محرف کیا ہے۔ وہو هذا۔

اس شہر میں ایک عورت گناہ گار تھی۔ جب جانا کہ وہ فریسی کے گھر کھانے بیٹھا ہے سنگ مرمر کے عطر دان میں عطر لائی اور وہ نیچے پاؤں کے کھڑی تھی۔ اور رو رو کے آنسوؤں سے اس کے پاؤں دھونے لگی۔ اور اپنے سر کے بالوں سے پونچھ کے اس کے پاؤں کو شوق سے چوما اور عطر ملا اور اس فریسی نے جس نے اس کی دعوت کی تھی۔ یہ دیکھ کر دل میں کہا کہ اگر یہ نبی ہوتا تو جانتا کہ یہ عورت جو اسکو چھوتی ہے کون ہے؟ اور کیسی ہے کیونکہ گناہ گار ہے۔ یسوع نے اسے جواب میں کہا کہ اے شعموں میں تجھے کچھ کہا چاہتا ہوں۔ اس نے کہا اے استاد کہہ۔ ایک شخص کے دو قرضہ دار تھے۔ ایک پانچ سو دینار کا، دوسرا پچاس کا۔ پر جب ان کو ادا کرنے کا مقدور نہ تھا دونوں کو بخش دیا سو کہہ ان میں سے کونسا اس کو زیادہ پیار کرے گا۔ شعمون نے جواب میں کہا۔ میری دانست میں وہ جسے اس نے زیادہ بخشا۔ تب اس نے اسے کہا۔ کہ تو نے ٹھیک فیصلہ کیا اور اس عورت کی طرف متوجہ ہو کے شعمون سے کہا کہ تو اس عورت کو دیکھتا ہے؟ میں تیرے گھر آیا۔ تو نے مجھے پاؤں دھونے کو پانی نہ دیا۔ لیکن اس نے میرے پاؤں آنسوؤں سے دھوئے۔ اور اپنے سر کے بالوں سے پونچھے۔ تو نے مجھ کو نہ چوما لیکن اس نے جب سے میں آیا میرے پاؤں کو شوق سے چومنا نہ چھوڑا۔ تو نے میرے سر پر

تیل نہ ملا پر اس نے میرے پاؤں پر عطر ملا۔ اس عورت سے کہا تیرے گناہ معاف ہوئے۔ (بلفظہ لوقا باب ۷ آیات ابتداء ۳۷۔ لغایت ۳۸)

دیکھئے! مرزا صاحب کتنا بڑا اندھیرا اور کذب کا استعمال کیا ہے۔ ایک ذرہ بھر بھی خدا کا خوف نہ آیا۔ کہ ایسا بہتان صریح ایک اولوالعزم پیغمبر علیہ السلام کی شان میں لگا دیا ہے۔ ایک گنہگار عورت کو (جو بہ تقاضائے بشریت بجز پیغمبران علیہم السلام سب گنہگار ہیں) کنجری زنا کار بنا دیا۔ حالانکہ اس گنہگار عورت نے محض اپنے گناہوں کی معافی کے واسطے حضرت مسیح علیہ السلام کی طرف رجوع کیا تھا۔ اور نہایت ہی گریہ وزاری اور ادب سے حضرت کے پاؤں چومے اور ان پر عطر ملا۔ اور پیچھے ہٹ کر پاؤں کے پاس کھڑی رہی۔ مرزا صاحب کے بہتانات کیا ہیں۔ کہ یسوع نے اس کنجری کو بغل میں لیا۔ اور حرام کی کمانی کا عطر اپنے سر پر ملوایا۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ کیا اگر کوئی گنہگار مرد یا عورت مرزا صاحب کے پاس بیعت کیلئے جائے تو بیعت نہ کریں گے۔ اور اگر وہ مرد یا عورت بیعت کے اول یا بعد کوئی نذرانہ خوشبو عطر وغیرہ پیش کرے تو مرزا صاحب قبول کر کے اس کی مغفرت یا نجات کیلئے دعا نہ کریں گے۔ اور اس عطر کو جمعہ یا عیدین کو بھی ریش مبارک پر لگا کر مہکتے ہوئے نہ جائیں گے؟ ضرور بضرور ایسا ہی کریں گے۔ کیا مرزا صاحب یقیناً کہہ سکتے ہیں۔ کہ ان کی خاص جماعت بلکہ فہرست اہل بدر بالکل معصوم اور بے گناہ ہے؟ اگر مرزا صاحب کا اعتقاد ہے۔ کہ ان کی جماعت کے صحابہ گنہگار نہیں بلکہ معصوم ہیں۔ اس صورت میں سب کے سب انبیاء ہوئے۔ نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذَلِكَ۔

الغرض: یہ جس قدر بہتانات مرزا صاحب نے حضرت مسیح علیہ السلام پر لگائے ہیں۔ اور سخت توہین کر کے گندی گالیاں دیں ہیں۔ یہ ان کی سراسر زبردستی اور خدا تعالیٰ سے بے خوفی اور لاپرواہی کا باعث ہے۔ اور یہود اور نصاریٰ کی پیروی کی ہے۔ سو میں ان سب بہتانات اور الزامات کا جواب مرزا صاحب کی ہی تحریرات سے پیش ناظرین کرتا ہوں۔ اور انہیں کے عطیہ خطابات کو جو انہوں نے خود تجویز کر کے لکھے ہوئے ہیں۔ ان کے ہی قبول کرنے کے لئے پیش کرتا ہوں۔ سنئے۔

اول: مرزا صاحب لکھتے ہیں۔

گالیاں سن کے وعادیتا ہوں ان لوگوں کو۔ رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے
(بلفظہ آئینہ کمالات صفحہ ۲۲۵)

مرزا صاحب نے کیا عمدہ رحم کو گھٹا کر دعائیں دیں ہیں۔ گالیوں کو نزدیک تک بھٹکنے نہیں دیا۔ رحم کو بے رحمی میں ڈال دیا۔ اور غیظ کو غضب الہی میں۔

ع برعکس نہند نام زنگی کا نور

دوم: مرزا صاحب لکھتے ہیں۔ یاد رہے کہ اکثر ایسے اسرار و قیقہ بصورت اقوال و افعال انبیاء سے ظہور میں آتے رہے ہیں۔ جو نادانوں کی نظر میں سخت بیہودہ اور شرمناک کام تھے۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مصریوں کے برتن اور پارچات مانگ کر لے جانا اور پھر اپنے صرف میں لانا۔ حضرت مسیح علیہ السلام کا کسی فاحشہ کے گھر میں چلے جانا اور اس کا عطر پیش کردہ جو حلال وجہ سے نہیں تھا۔ استعمال کرنا اور لگانے سے روک نہ دینا۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تین مرتبہ ایسے طور پر کلام کرنا

جو بظاہر دروغ ہیں۔ داخل تھا پھر اگر کوئی تکبر اور خود ستائی کے راہ سے اس بنا پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نسبت یہ کہے۔ کہ نعوذ باللہ وہ مال حرام کھانے والا تھا۔ یا حضرت مسیح علیہ السلام کی نسبت یہ زبان پر لائے کہ وہ طائف کے گند مال کو اپنے کام میں لایا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسبت تحریر شائع کرے کہ مجھے جس قدر ان پر بدگمانی ہے۔ اس کی وجہ ان کی دروغ گوئی ہے تو ایسے خبیث کی نسبت اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ اس کی فطرت ان لوگوں کی فطرت سے مغائر پڑی ہوئی ہے۔ اور شیطان کی فطرت کے موافق اس پلید کا مادہ اور خیر ہے۔ (بلفظہ آئینہ کمالات ص ۵۹۸)

لیجئے۔ مرزا صاحب۔ آپ کو مبارک ہو۔ وہی خطابات جن کو آپ اپنے الہامات سے پہلے لکھ چکے ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ آپ بموجب اپنے الہام قطعی اور یقینی کے وہی کچھ یعنی پاک لوگوں کی فطرت کے مغائر وغیرہ وغیرہ بقول اپنے سب کچھ ثابت ہو گئے اور عیسیٰ نو ماہہ کی پوری تصدیق ہو گئی۔

سوم : مرزا صاحب لکھتے ہیں۔ مسیح علیہ السلام کا بیان کہ میں خدا ہوں، خدا کا بیٹا ہوں، میری خود کشی سے لوگ نجات پا جائیں گے۔ کوئی آدمی اس کو دانا یا راہ راست پر نہیں کہہ سکتا۔ مگر الحمد للہ قرآنی تعلیم نے ہم پر کھول دیا ہے کہ ابن مریم پر سب جھوٹے الزام ہیں۔ (بلفظہ ملخصاً صفحہ ۳۱۔ نور القرآن ماہ جون، جولائی اگست ۱۸۹۵ء)

یہاں پر مرزا صاحب نے خود حضرت مسیح علیہ السلام پر جھوٹے الزام لگا دیئے ہیں۔ جو خلاف تعلیم قرآنی ہیں۔ اور محمد حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر جھوٹے بہتانات اور الزامات لگائے گئے ہیں۔ اب معلوم ہوا کہ وہ خود اپنی ہی تحریر سے نادان ہیں۔ اور راہ راست پر نہیں۔ آگے چلئے!

چہارم : مرزا صاحب لکھتے ہیں۔ ان دو مقدس نبیوں پر یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت مسیح علیہ السلام پر بعض بدذات اور خبیث لوگوں نے سخت افتراء کئے ہیں۔ چنانچہ ان پلیدیوں نے لعنت اللہ علیہم پہلے نبی کو تو..... قرار دیا جیسا کہ آپ نے اور دوسرے کو ولد الزنا کہا۔ جیسا کہ پلید طبع یہودیوں نے۔ (بلفظہ صفحہ ۳ سطر ۳۱ رسالہ نور القرآن ماہ ستمبر ۱۸۹۵ء سے اپریل ۱۸۹۶ء تک)

لیجئے! مرزا صاحب خود بخود اپنی ہی الہامی تحریر سے جو انہوں نے مولوی صاحبان اور بزرگوں کو گالیاں دی ہیں۔ اس کے مصداق بن گئے۔ سبحان اللہ۔ جادو وہ جو سرچڑھ کر بولے۔ کیا عمدہ معجزہ عیسوی ثابت ہوا کہ جیسی مرزا صاحب نے حضرت مسیح علیہ السلام کو گالیاں دیں تھیں۔ اپنے ہی منہ سے ویسے بن گئے اور جو اہل اسلام کے علماء اور صلحاء کو لعنتیں اور گالیاں دیں تھیں۔ وہی بعینہ الٹ کر ان پر وارد ہو گئیں اور وارد بھی ایسی ہوئیں کہ اپنے ہی الہام قطعی اور یقینی کے رو سے اور وہ حدیث شریف نہایت ہی صادق اظہر من الشمس ہوئی جس میں ذکر ہے کہ جو شخص کسی پر لعنت کرتا ہے۔ اگر وہ ناقابل لعنت ہے تو وہ لعنت لعنت کرنے والے پر واپس آتی ہے۔ سو یہ لعنتیں آنکھوں کے سامنے دیکھتے دیکھتے ہی الٹ کر مرزا صاحب پر عود کر گئیں جس کی مبارک بادی جاتی ہے۔ یہاں علماء صلحاء عظام کی کرامت بھی نمایاں ہوئی۔

۱۔ مرزا صاحب بھی خلاف تعلیم قرآن شریف ازالہ اوہام کے صفحہ ۳۰۲ میں لکھتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام یوسف نجار کے بیٹے ہیں۔ یہودیوں کا بھی یہی اعتقاد ہے کہ یوسف نجار سے حضرت مریم علیہا السلام کا نعوذ باللہ ناجائز تعلق ہوا اور حضرت مسیح علیہ السلام پیدا ہوئے تھے۔ وہی الزام مرزا صاحب نے قائم کیا اور یوسف نجار کا بیٹا تحریر کیا۔ ۱۲ منہ عفی عنہ

ہاں! ایک جگہ کتاب رسالہ جنگ مقدس ۱۸۹۳ء میں مرزا صاحب اس طرح بھی لکھتے ہیں کہ ”میں حضرت مسیح علیہ السلام کو ایک سچا نبی اور برگزیدہ خدا تعالیٰ کا پیارا بندہ سمجھتا ہوں۔ بلفظ مباحثہ ۲۷ مئی ۱۸۹۳ء صفحہ ۱۴۔ پھر لکھتے ہیں کہ گالی کا استعمال جو کیا گیا ہے وہ ان کا الزامی جواب ہے۔ ملخصاً۔

یہ بات ۱۸۹۳ء کی ہے کہ جب کے مرزا صاحب کے دل میں گالیاں بھری ہوتی تھیں اور پھر ۱۸۹۵ء و ۱۸۹۶ء میں زبان پر قلم پر کتابوں پر آ گئیں۔ پھر جو چاہا سو کہہ دیا۔ مرزا صاحب خود لکھتے ہیں کہ شریر انسانوں کا طریق ہے کہ ہجو کرنے کے وقت ایک تعریف کا لفظ بھی لے آتے ہیں۔ گویا وہ منصف مزاج ہیں۔ کتاب ست پنجن صفحہ ۱۳ حاشیہ نمبر ۱۔ یہی طریق مرزا صاحب نے بھی اختیار کیا جس سے خود ہی شریر بھی ثابت ہو گئے۔ یہاں ایک بات قابل غور بھی ہے۔ کہ جب تک مرزا صاحب نے تمام جہاں کے علماء و فضلاء کرام و مشائخ عظام اور اولوالعزم پیغمبران علیہم السلام کو گالیاں نہ دیں خوب تو ہین نہ کریں۔ اور ان کی اچھل اچھل کر گستاخی نہ کریں۔ تو ان کی بزرگی کی پٹری کیسے جم سکتی ہے۔ جیسے مرزا صاحب خود لکھتے ہیں۔ مگر ایسے جاہلوں کا ہمیشہ سے یہی اصول ہوتا ہے کہ اپنی بزرگی کی پٹری جتنا اسی میں دیکھتے ہیں کہ ایسے بزرگوں کی

۱۔ قرآن شریف رنج..... اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے مِنْهُمْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ۔ یعنی پیغمبران علیہم السلام میں سے بعض کا ہم نے ذکر کیا ہے اور بعض کا نہیں کیا مگر مرزا صاحب تو اسی پیغمبر پر ایمان رکھتے ہیں جس کا ذکر قرآن شریف میں آیا ہے۔ باقی پر نہیں..... الحیاذ باللہ (۱۲ منہ غشی عندہ) اور جو شخص بعض انبیاء علیہم السلام کا مقرر نہ ہو وہ کافر ہے۔ لفظ علیہ الاوطار ترجمہ در مختار صفحہ ۵۱۲ سطر ۱۵ (منہ غشی عندہ)

خواہ مخواہ تحقیق کریں۔ (صفحہ ۱۸۔ سطر ۱۴۔ ست پنچن مرزا صاحب کی اس جگہ خود ہی جاہل بھی ثابت ہو گئے۔)

جب مرزا صاحب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گالیاں دے دے کر تھک گئے اور جو کچھ کہ سینہ شب و شتم کے گنجینہ میں بھرا ہوا تھا۔ خرچ کر چکے تب خیال ہوا کہ میں نے یہ کام نہایت بُرا کیا ہے۔ جس سے میں اہل اسلام کے تمام فرقوں میں سے نکل گیا ہوں مسلمان لوگ فوراً مجھ کو کافر اکفر کہہ اٹھیں گے۔ تب کیا بات بناتے ہیں کہ مسلمانوں کو واضح رہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے قرآن میں یسوع کی خبر نہیں دی کہ وہ کون تھا۔ (بلفظہ صفحہ ۹۔ سطر ۱۶۔ ضمیمہ) اس کے لکھنے سے مرزا صاحب کی منشاء اور مراد یہ ہے کہ میں نے یسوع کو گالیاں دی ہیں۔ جس کا قرآن میں کوئی ذکر نہیں۔ اگر قرآن میں ذکر ہوتا کہ یسوع پیغمبر ہے تو گالیاں نہ دیتا۔

ناظرین! ذرا مرزا صاحب کے اس حیلہ و اہیہ پر غور فرمائے گا۔ کیا جس پیغمبر علیہ السلام کا قرآن شریف میں ذکر نہ ہو اس کو مرزا صاحب کے مذہب میں گالیاں دینا اور فحش الزام لگانا جائز ہیں۔ کیا مرزا صاحب کا ایمان ایک لاکھ کئی ہزار پیغمبر علیہم السلام پر نہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جس پیغمبر علیہ السلام کا قرآن شریف میں ذکر نہیں ہے اس پر مرزا صاحب کا اعتقاد ہی ایمان بھی نہیں۔ اس صورت میں جو ایک لاکھ کئی ہزار پیغمبران علیہم السلام پر ایمان لانا کتب عقائد میں لکھا ہے۔ کیا سب کا تذکرہ یا نام قرآن میں آ گیا ہے۔ ایک لاکھ کا نہیں۔ مرزا صاحب دس بیس ہزار کا ہی تذکرہ نکال دکھائیں۔ دس بیس ہزار کو تو جانے دو ایک ہزار ہی کا تذکرہ قرآن شریف سے نکال کر دیں۔ اچھا ایک ہزار تا سبھی صرف ایک سو ہی نکال کر پیش کریں۔ ایک سو بھی جانے

دیں۔ سب سے اخیر چھوٹ ہے چلو پچاس تک ہی کا نام اور تذکرہ قرآن شریف سے نکال کر دکھائیں۔ مگر افسوس مرزا صاحب نہیں دکھا سکیں گے پھر یہ بہانہ کیا لغو اور بیہودہ ہے۔ کہ یسوع کا نام قرآن میں نہیں آیا۔ اس واسطے ہم نے گالیاں دیکر بہتانات لگائے ہیں۔ افسوس۔

دوم : مرزا صاحب کو معلوم نہیں ہے کہ یوشع علیہ السلام بھی نبی تھے۔ جو حضرت نون کے بیٹے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ تھے۔ تمام کتب اہل اسلام میں لکھا ہے کہ بعد وفات حضرت موسیٰ علیہ السلام کے یوشع بن نون خلیفہ ہوئے ان کے بعد کالب بن یوقنا خلیفہ ہوئے بعد ان کی وفات کے حضرت خرقیل ہوئے۔ ان تینوں پیغمبروں کا نام قرآن شریف میں مذکور نہیں اور تواریخ کی کتابوں میں جو ان کا ذکر ہے سو اس قدر ہے کہ یہ تینوں پیغمبر تھے۔ (بلفظ ص ۷۷ کتاب روضۃ الاصفياء) یہاں یسوع اور یوشع میں صرف شلین معجمہ اور مہمل کا فرق ہے۔ نہایت تعجب ہے کہ مرزا صاحب یوز آسف سے یسوع آسف یا یسوع صاحب بنالیں۔ اور قطعی اور یقینی سمجھ لیں کہ حضرت یسوع صاحب کشمیر میں فوت ہوئے اور ان کی قبر وہاں موجود ہے۔ اور یسوع اور یو میں فرق سمجھیں۔

سوم : اسی یوشع علیہ السلام بن نون کو یسوع بن نون توریت میں بھی لکھا ہوا ہے۔ دیکھو یسوع کی کتاب۔ باب اول آیت اول اور اسی یوشع یا یسوع بن نون علیہ السلام کا ذکر قرآن شریف میں بھی آیا ہے۔ جیسے قال اللہ تعالیٰ۔ وَادِّ قَالِ مُوسَىٰ لِفَتْنِهِ لَاَ اَبْرَحُ حَتَّىٰ اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ اَوْ اَمْضِيَ حَقْبًا (پ ۱۵ سورۃ الکہف آیت ۶۰)

باتفاق علماء سیر و تواریخ مراد از لفظہ فتنے دریں آیہ کریمہ یوشع بن نون است و اواز جملہ
عظماء انبیاء است روضۃ الصفاء جلد اول صفحہ ۹۶ سطر ۵۔

چہارم : قرآن شریف میں الیسع یا یسع علیہ السلام کا نام اور ذکر موجود ہے۔ خیال
فرمائیے کہ حضرت یسع علیہ السلام یسوع علیہ السلام میں کیا فرق ہے۔ اگرچہ یسوع
علیہ السلام اور یسع علیہ السلام جدا جدا ہیں۔ مگر یہ کہہ دینا کہ یسوع علیہ السلام کا نام
قرآن شریف میں نہیں ہے۔ مرزا صاحب کی الٹی منطق ہے۔ ہاں البتہ مرزا صاحب
یہ جواب دینگے کہ یسوع سے میری مراد جیسا کہ میں نے رسالہ انجام آتھم میں لکھا ہے
اور یاد رہے کہ یہ ہماری رائے اس یسوع کی نسبت ہے جس نے خدائی کا دعویٰ کیا۔ اور
پہلے نبیوں کو چور اور بٹ مار کہا۔ (بلفظہ ص ۱۳ انجام)

اس کا جواب وہی ہے جو مرزا صاحب نے خود لکھا ہوا ہے کہ یہ سب جھوٹے الزام
ہیں مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ سچ کا بیان کہ میں خدا ہوں۔ اور خدا کا بیٹا ہوں۔ میری
خودکشی سے لوگ نجات پا جائیں گے۔ کوئی آدمی دانا اور راہ راست پر نہیں کہہ سکتا۔ مگر
الحمد للہ کہ قرآنی تعلیم نے ہم پر کھول دیا ہے کہ ابن مریم پر یہ سب جھوٹے الزام ہیں۔
ملخصاً (بلفظہ ص ۳۱، نور القرآن ابتداء جون لغایت اگست ۱۸۹۵ء)

فرمائیے۔ مرزا صاحب کی رائے صائب ہے یا الہام اور قرآنی تعلیم کا انکشاف
بہر حال الہام اور قرآنی تعلیم ہی مرزا صاحب کو قبول کرنے پر مجبور کرے گی۔ مگر ممکن
ہے کہ مرزا صاحب اس پر بھی استعارات و کنایات سے ہی کام لیں مگر افسوس تو یہ ہے
کہ خود ہی جھوٹے الزامات کا حضرت مسیح علیہ السلام پر ہونا ثابت کرتے ہیں اور پھر خود
ہی الزامات بہتانات بڑی دلیری اور بہادری سے لگاتے ہیں۔ ایک بات پر تو

مرزا صاحب کا استقلال اور قیام ہی نہیں۔ ایسے تمحصات میں غرق ہیں کہ ایک چاہ بچہ سے نکلنا چاہتے ہیں تو دوسرے مخاک میں گرتے ہیں۔ اس سے نکلنا چاہتے ہیں تو تیسرے بابل میں پڑتے ہیں اور غرق ہو جاتے ہیں اور پھر اسی لفظ غرق سے اپنی نبوت کی تاریخ بھی نکال لیتے ہیں۔

پنجم : اب میں یسوع کے نام اور لفظ کی تحقیق مختصر طور پر ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔

الف : یسوع علیہ السلام مقلوب ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کا حرف واو کا بدل الف سے ہوا۔

ب : یہ نام اصل میں عبرانی زبان کا ہے۔ اصل اس کی یسوع ۶۶۹۶۶ کی لفظ سے یسوع ہوا۔ دیکھو لغات عبرانی صفحہ ۱۶۳ سطر ۱۰۔ یسوع کے معنی نجات اور یسوع نجات دینے والا اور یسوع کا یونانی زبان میں اے ای سوس بنایا گیا۔ اے ای سوس کا عربی زبان میں عیسیٰ علیہ السلام بن گیا۔ دیکھو کنفیس ڈکشنری ص ۳۷۲ اور ڈپسٹر ڈکشنری ص ۷۹۹ مطبوعہ ۱۸۹۱ء اور انگریزی میں جی س جses یسوع اس کا ترجمہ اردو کیا گیا۔ جو ہر ایک چھوٹی موٹی ڈکشنری میں لکھا ہوا موجود ہے۔

پس اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ اصل نام عبرانی زبان میں یسوع ہے اور یونانی میں اے ای سوس ہوا اور انگریزی میں جی س اس کا ترجمہ اردو میں یسوع ہوا اور یونانی اے ای سوس سے عربی میں عیسیٰ علیہ السلام ہوا۔ پس یسوع علیہ السلام وہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ فہو المراد۔ افسوس

ششم : تمام اناجیل موجود ہیں۔ یسوع مسیح یا صرف یسوع یا عیسیٰ

علیہ السلام لکھا ہوا ہے۔ اس کی نقل کرنے کی ضرورت نہیں۔ آپ انجیل کو ہر جگہ پر دیکھ سکتے ہیں۔

ہفتم : یسوع اور مسیح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کہتے ہیں۔ بلفظہ ص ۱۵۱ مقدمہ تفسیر حقانی۔

ہشتم : اب میں مرزا صاحب کی ہی کتاب سے یسوع کا نام نکال کر دکھاتا ہوں مرزا صاحب اپنے اشتہار انگریزی وارڈ مشمولہ کتاب سرمہ چشم آریہ کے اخیر ورق پر لکھتے ہیں۔ تاریخ اشتہار ندارد۔ بیس ہزار چھاپے گئے۔

I am also inspired that I am the Reformer of my time and that as regards spiritual excellence my virtue bear a my close similerity and strict analogy to that of jeses chirist.

ترجمہ : مجھ کو الہام ہوا ہے کہ میں مجدد وقت ہوں اور روحانی طور پر میرے کمالات مسیح ابن مریم کے کمالات کے مشابہ ہیں اور ایک کو دوسرے سے بشدت مناسبت و مشابہت ہے بلفظہ۔ اس جگہ مرزا صاحب کے مترجم نے بمشورہ مرزا صاحب کے جے کس کر سٹ. jeses Christ. (جس کا صحیح ترجمہ یسوع مسیح علیہ السلام یا عیسیٰ مسیح علیہ السلام ہے جو تمام اناجیل میں موجود ہے) مسیح ابن مریم کا لکھا ہے مگر معلوم نہیں ہوتا کہ مرزا صاحب یا ان کے مترجم نے ابن مریم کس لفظ کا ترجمہ کیا ہے۔ اور کہاں سے لیا ہے کیونکہ اصل عبارت میں کوئی لفظ ایسا موجود نہیں ہے۔ جس کا ترجمہ ابن مریم ہو سکے۔

نہم : مرزا صاحب کتاب شخہ حق کے اخیر پر مسٹر الگو ٹڈرسل دب صاحب کی چٹھی

کے ترجمہ میں Jeses جے سس کے معنی عیسیٰ لکھتے ہیں۔ اور Jeses

Christ جے سس کرائسٹ کے معنی عیسیٰ مسیح کئے ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ وہی جے

سس اردو میں یسوع ہے اور جے سس کرائسٹ یسوع مسیح یا عیسیٰ مسیح علیہ السلام ہیں

جس کو مرزا صاحب نے بھی اپنے تراجم میں مسیح یا عیسیٰ مسیح لکھا ہے۔ یعنی جو نصاریٰ کا

نبی یا خدا یسوع ہے وہی آپ کا مسیح یا عیسیٰ مسیح ہے۔ جس کے تذکرہ سے قرآن شریف

مملو اور مشحون ہے۔ یہ وہی بات ہوئی کہ قرآن شریف میں ذوالقرنین کا نام اور ذکر تو

ہے مگر سکندر کا نام نہیں یا حضرت یحییٰ علیہ السلام کا ذکر تو قرآن شریف میں موجود ہے۔

مگر یوحنا کا کوئی ذکر نہیں ہے یا حضرت مسیح یا عیسیٰ علیہ السلام کا نام اور تذکرہ قرآن

شریف میں ہے مگر یسوع علیہ السلام کا کوئی تذکرہ یا نام درج نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں

کہ مرزا صاحب کا نام بھی تو قرآن شریف میں نہیں۔ تو کیا اس سے ثابت ہوگا

مرزا صاحب بھی نہیں۔ یہ کیا الٹی منطق ہے۔ مرزا صاحب اور لوگوں کو تو فوراً ہر ایک

چھوٹی موٹی بات پر مبالغہ کے واسطے اشتہار دیا کرتے اور قسمیں کھانا لکھا کرتے ہیں۔

ذرا مہربانی کر کے اس بات کی سچے دل سے قسم کھائیں اور اپنے ہی اعتقاد اور جان

کے ساتھ مبالغہ کریں کہ یسوع علیہ السلام اور ہیں۔ اور عیسیٰ علیہ السلام اور مسیح علیہ

السلام اور ہیں۔ اور خود ہی ایک سال کی معیار رکھ لیں۔ اور پھر انتظار کریں اور اپنے

آپ پر اس قسم کی آزمائش کر کے دیکھیں۔ کہ کیا ہوتا ہے۔

دہم: یقین نہیں کہ آپ اس بات کو قبول کر کے اپنی زبان سے اقرار کریں کہ یسوع و

مسیح عیسیٰ علیہ السلام ایک ہی ہیں۔ بلکہ اصرار کر کے ضرورتاً ویلات رکیکہ واستعارات

بعیدہ پر عمل کریں گے۔ کہ نہیں یسوع اور ہیں اور حضرت مسیح علیہ السلام اور ہیں۔ جو

گالیاں یا توہینات یا فحش الزامات لگائے ہیں۔ وہ یسوع کے حق میں لگائے ہیں۔ جس کا قرآن شریف میں کوئی ذکر نہیں اور عیسیٰ یا مسیح علیہ السلام کے حق میں ہم نے کچھ نہیں کہا۔ اس صورت میں ضرور ہوا کہ یہ عذر بھی مرزا صاحب کا ان کی ہی تحریرات سے رفع کر دیا جائے اور وہ گالیاں جو حضرت مسیح علیہ السلام کے شان میں بالتخصیص دی گئی ہیں۔ ان کی ہی تالیفات سے نکال کر پیش ناظرین کی جائیں تاکہ مرزا صاحب کا اصرار اور زبردستی ظاہر اور بین ہو جائے۔ لیجئے۔

(۱) یسوع مسیح عیسائیوں کا خدا ۳۲ سال کی عمر پا کر اس دار الفنا سے گذر گیا۔ ملخصاً بلفظہ (رسالہ معیار المذہب صفحہ ۷ سطر ۱۳ و کتاب ست پنچ صفحہ ۱۵۹)۔

(ب) تب وہ حضرت مسیح کی اس قدر بدتمیزی سے تکذیب کرتے ہیں کہ خدائی تو بھلا کون مانے اس غریب کو نبوت سے بھی جواب دیتے ہیں۔ صفحہ ۲۳۔ بقیہ حاشیہ رسالہ نور القرآن اگست ۱۸۹۵ء

(ج) مسیح کا بیان کہ میں خدا ہوں خدا کا بیٹا ہوں۔ (صفحہ ۳۱ وہی نور القرآن)

(د) ہاں مسیح کی دادیوں اور نانہیوں کی نسبت جو اعتراض ہے۔ اس کا جواب بھی کبھی آپ نے سوچا ہوگا، صفحہ ۱۳ سطر ۱۰۔ نور القرآن ابتداء ستمبر ۱۸۹۵ء۔ لغایت اپریل ۱۸۹۶ء بلفظہ۔

(و) حضرت مسیح کا کسی فاحشہ کے گھر میں چلے جانا اور اس کا عطر پیش کر دہ جو حلال وجہ سے نہیں تھا استعمال کرنا (صفحہ ۵۹۸۔ آئینہ کمالات)

حضرات ناظرین! مرزا صاحب سے دریافت فرمائیے گا۔ کہ جس مسیح علیہ

السلام کی نسبت آپ نے مندرجہ بالا مقامات میں الزامات لکھے ہیں اس کا نام بھی یا

تذکرہ قرآن شریف میں آیا ہے یا نہیں اور یہ مسیح علیہ السلام کون ہیں؟ جن کو آپ نے غریب کے لفظ توہین سے لکھا ہے۔ یا مسیح علیہ السلام کون ہیں جن کی دایوں، نانیوں کا ذکر کیا ہے یا یہ مسیح علیہ السلام کون ہیں جو ایک فاحشہ کے گھر چلے گئے تھے اور حرام کے عطر کا استعمال کیا تھا۔ وہاں تو پہلے آپ نے جھٹ کہہ دیا تھا کہ ہم نے یسوع کی نسبت گالیاں دیں ہیں۔ جس کا قرآن میں نام اور تذکرہ نہیں ہے۔ اب کہتے کیا اس حضرت مسیح علیہ السلام کا بھی قرآن میں نام اور تذکرہ نہیں۔ نہایت ہی شرم کا مقام ہے کہ کہیں یسوع علیہ السلام کے نام پر سخت گالیاں نکال کر کہتے ہیں۔ کہ ان کا نام قرآن میں نہیں اور دوسری جگہ وہی گالیاں حضرت مسیح علیہ السلام کے نام مبارک پر لکھی ہیں اور اس کا انکار ہو ہی نہیں سکتا۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا نام قرآن شریف میں نہیں ہے۔ پھر ایسے وہابی سفسطائی دعویٰ پیغمبری اور خدائی کرتے ہیں۔ مرزا صاحب کو چاہئے۔ کہ خدا کا خوف کریں۔ ایسے دعوؤں میں اپنی سچ بنیاد کو نہ اکھاڑیں۔ ڈریں اللہ سے اور توبہ کریں۔ یہ آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ نیک بندوں کے سینوں میں نیکی کے گنجینے ہوتے ہیں اور بدوں کے سینے بدی اور کینے سے پُر ہوتے ہیں۔ ہر ظرف سے وہی برآمد ہوتا ہے جو کچھ کہ اس میں ہوتا ہے۔ کبھی آپ نے نہیں دیکھا ہوگا کہ سرکہ کی بوتل سے گلاب یا بید مشک نکلا ہو جیسے مرزا صاحب خود اپنی الہامی براہین میں لکھتے ہیں۔ ”ہمارے اندر سے وہی خیالات بھلے یا بُرے جوش مارتے ہیں کہ جو ہمارے اندازہ فطرت کے مطابق ہمارے اندر سمائے ہوئے ہیں“۔ بلفظہ (صفحہ ۲۱۲ حاشیہ نمبر ۱۱)

اس سے یہ بات بھی ثابت ہو گئی کہ جو کچھ مرزا صاحب کے اندر جو اندازہ فطرت

کے مطابق سایا ہوا تھا۔ اسی نے جوش مارا اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ آدمی کی زبان سینہ اور دل کی گواہ ہے جو کچھ ان دونوں میں بھرا ہوا ہوتا ہے۔ اس کی شہادت ادا کر دیتے ہیں۔ اسی سے مرزا صاحب کی پیغمبری مسیح موعودی و مہدی مسعودی اور خدائی ظاہر ہو رہی ہے۔ اور اسی کتاب انجام آتھم اور اس کے ضمیمہ ذمیمہ سے مرزا صاحب کے اندرونی اور فطرتی جوش پایہ ثبوت کو پہنچ گئے ہیں۔ بلکہ برعکس اس کے مرزا صاحب اپنی فطرتی جوش سے یہ بھی لکھتے ہیں۔ ”کہ واقعی یہ رسائل خدا کے نشانوں میں سے ایک نشان اور شعائر اللہ ہیں اور درحقیقت ایک ربانی فیصلہ ہے“۔ بلفظہ (صفحہ ۱۸ اشتہار اخیر ضمیمہ انجام آتھم)

کیا جن رسائل میں لختیں اور فحش گالیاں تمام مسلمانوں کے علماء کرام مشائخ عظام والو الحرم پیغمبران علیہم السلام کو بھری پڑی ہوں۔ وہی خدا کے نشان اور شعائر اللہ ہیں۔ اور یہی طرز اور روش تحریر ربانی فیصلہ ہے ہرگز نہیں۔

ہاں! بقول مرزا صاحب یہ صحیح ہے کیونکہ یہ نشان اور شعائر اللہ اور ربانی فیصلہ اسی مرزا صاحب کے خدا کا ہے جس کا نام عاجی ہے۔ اور یہ رسائل اسی عیسیٰ پر نازل ہوئے ہیں۔ جس کا نام عیسیٰ دہقان یا عیسیٰ نو ماہہ ہے۔ اس کی بھی مرزا صاحب اور مرزائیوں کو مبارک ہو۔

بیان ظہور حضرت مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نمبر ایک سے چھ تک کا جواب ختم ہوا۔ ساتویں نمبر میں مرزا صاحب نے ایک کتاب ”جواہر الاسرار“ کے حوالہ سے ایک حدیث نقل کی ہے جس میں انہوں نے بزعم خود

یہ ثابت کیا ہے۔ یعنی

(الف :) مہدی اس گاؤں سے نکلے گا جس کا نام کدعہ ہے۔ (معرب قادیان)

(ب) خدا اس مہدی کی تصدیق کرے گا۔

(ج) دور دور سے اس کے دوست جمع کرے گا۔ جن کا شمار اہل بدر سے برابر ہوگا۔

یعنی تین سو تیرا ہوں گے۔ اور ان کے نام بقید مسکن و خصلت چھپی ہوئی کتاب میں

درج ہوں گے۔ یہ پیشگوئی بھی میرے حق میں پوری ہوئی۔ (بلفظہ صفحہ ۴۱ ضمیرہ)

حضرات ناظرین ! اول یہ حدیث شریف کسی حدیث کی کتاب سے نقل نہیں کی

گئی۔ جس کی پڑتال ہو سکے۔ از بعین جس کا حوالہ جواہر الاسرار میں اور نیز از بعین فی

احوال الہدیین مطبوعہ ۱۲۸۶ھ کلکتہ مصری گنج جس میں یہ حدیث بالضرور ہونی چاہئے

دیکھی گئی۔ کوئی حدیث درج نہ پائی۔

OF AHLE SUNNAT WAL JAMAAT

دوم : راویان حدیث کے نام درج نہیں جس سے صحت اور ضعف معلوم ہو سکے۔

لیکن خیر مرزا صاحب کی ہی تحریر پر اعتبار کر کے عرض کرتا ہوں۔ فرماتے ہیں۔ مہدی

اس گاؤں سے نکلے گا جس کا نام کدعہ ہے۔ (کدعہ معرب ہے قادیان کا) یعنی

قادیان کسی عجیب زبان کا لفظ ہے۔ اس کا عربی میں کدعہ بنایا گیا ہے۔ اس کی تصدیق

کی دلیل مرزا صاحب کے الہام یا وہم اور خیال میں ہوگی۔ کسی کتاب مستند سے

تو مرزا صاحب نے نقل نہیں کیا۔ قادیان کے لفظ کا عجیب یا کسی دیگر زبان کا ہونا بھی

مرزا صاحب ثابت نہیں کر سکے بلکہ الثا ان کے الہام قطعی اور یقینی سے لفظ قادیان

خاص عربی زبان معلوم ہوتا ہے۔ عربی بھی ایسا کہ مرزا صاحب کے خدا کی زبان خاص

سے نکلا ہوا۔ جیسے مرزا صاحب کے خدا کا الہام ہے۔ ”انا انزلناہ قریبا من

القادیان“ جب مرزا صاحب کا خدا قادیان اپنی عربی زبان سے نکال کر الہام کرتا

ہے۔ تو پھر اپنے الہام قطعی اور یقینی سے مخالفت کر کے کیونکر کہہ سکتے ہیں۔ کہ کدہ

قادیان کا معرب ہے جبکہ قرآن شریف میں بھی قادیان کا نام درج ہے۔ جیسے

مرزا صاحب لکھتے ہیں۔ کہ ”کشفی طور پر میں نے دیکھا کہ میرے بھائی مرحوم غلام

قادر قرآن شریف بلند آواز سے پڑھ رہے ہیں۔ اور اس میں یہ آیت ”انا انزلناہ

قریبا من القادیان“ لکھی ہوئی پڑھی اور مجھ کو دکھائی تو میں نے نظر ڈال کر جو دیکھا

تو فی الحقیقت قرآن شریف کے دائیں صفحہ میں شاید نصف کے موقعہ پر یہی عبارت

لکھی ہوئی موجود ہے تو میں نے کہا کہ تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف

میں لکھا گیا ہے۔ مکہ۔ مدینہ۔ قادیان۔ ملقطاً بلفظہ (صفحہ ۷۶۔ ۷۷۔ ازالہ اوہام)

لیجئے! یہ خاص آیت قرآن شریف میں درج ہے۔ اور اعزاز کے ساتھ بمثل مکہ

معظمہ و مدینہ منورہ کے قادیان کا نام بھی قرآن شریف میں ثبت ہے۔ پھر فرمائیے

قادیان کو معرب کدہ بنانے کیا ضرورت پڑی اور کیوں؟ مگر افسوس مرزا صاحب کے

حافظہ پر جو پہلے خود اس طرح پر لکھتے ہیں۔ ”قادیان کا نام پہلے نوشتوں میں استعارہ

کے طور پر دمشق رکھ کر پیشگوئی بیان کی گئی ہوگی۔ کیونکہ کسی کتاب حدیث یا قرآن

شریف میں قادیان کا نام لکھا ہوا نہیں پایا جاتا۔ (بلفظہ ازالہ اوہام ص ۷۳)

حضرات! خیال فرمائیے۔ مرزا صاحب کے الہامی حافظہ پر۔ پہلے کہتے ہیں کہ

قادیان کا نام کسی کتاب حدیث یا قرآن شریف میں نہیں پایا جاتا۔ پھر کہتے ہیں کہ

قرآن شریف میں قادیان کا نام درج ہے۔ پھر ایک حدیث میں بھی۔ باوجود قادیان لفظ اور زبان عربی ہونے اور قرآن شریف میں موجود ہونے کے کدہ کے لفظ کو قادیان کا معرب بنا دیا۔ مرزا صاحب کی کس بات یا الہام پر اعتبار کیا جائے۔

ہاں ! مجھے یہاں پر ایک ضروری امر کا اظہار بھی ضرور کرنا ہے۔ کہ مرزا صاحب کا اعتقاد ہے کہ یہ عبارت ”انا انزلناہ قریبا من القادیان“ آیت قرآنی ہے۔ اور

قرآن شریف میں موجود ہے۔ اور قرآن شریف میں قادیان کا نام بھی لکھا ہوا ہے۔

مرزا صاحب سے دریافت فرمائیے گا۔ کہ وہ ٹھیک ٹھیک پتہ دیں۔ کہ کس پارہ یا سورۃ یا

رکوع میں یہ عبارت درج ہے۔ جہاں آپ نے پتہ دیا ہے۔ کہ نصف کے موقع پر

دائیں صفحہ پر قرآن شریف کے ہے۔ تلاش کیا گیا ہے مگر افسوس ملا نہیں۔ مرزا صاحب

اور تین سو تیرا مرزائی قرآن شریف سے نکال کر دکھائیں۔ لیکن ہرگز دکھلا نہیں سکیں

گے۔ اگر نہ دکھائیں۔ تو اس کی وجہ بتائیں کہ کہاں گئی۔ اس سے نعوذ باللہ قرآن

شریف کا کم و بیش اور ترمیم و تنسیخ ہونا ثابت ہوتا ہے اور تحریف جس پر تمام اہل اسلام کا

اتفاق ہے کہ قرآن شریف کا ایک شعثہ بھی کم و بیش نہیں ہو سکتا۔ خلاف حکم

خداوندی ”اِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ“ (پ ۱۴ سورۃ النحل آیت ۹) کے مرزا صاحب کی یہ کاروائی

ہے۔ حالانکہ مرزا صاحب خود پہلے لکھ چکے ہیں۔ ان کا الہامی حافظہ اس طرح پر ہے۔

”ہم پختہ یقین کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن شریف خاتم کتب

سماوی ہے ایک شعثہ یا نقطہ اس کی شرائع اور حدود اور احکام اور اوامر سے زیادہ نہیں

ہو سکتا اور نہ کم ہو سکتا ہے۔ اور اب ایسی وحی یا الہام منجانب اللہ نہیں ہو سکتا جو احکام

قرآنی کی ترمیم یا تنسیخ یا کسی ایک حکم کی تبدیل یا تغیر کر سکتا ہو، اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ ہمارے نزدیک جماعت مومنین سے خارج اور ملحد اور کافر ہے۔“ (بلفظہ صفحہ ۱۳۸)

(ازالہ اوہام)

لیجئے ! حضرات یہاں پر مرزا صاحب اپنے ہی اعتقاد اور تحریروں الہامی سے جماعت مومنین سے خارج اور ملحد اور کافر ہو گئے۔ کسی مولوی صاحب کے فتوے کی بھی ضرورت نہ رہی کیونکہ تمام اہل اسلام و اہل سنت و الجماعت کا یہ اعتقاد ہے کہ اگر کوئی شخص یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ قرآن شریف کے ایک شے یا ایک نقطہ میں بھی کمی و بیشی ہو سکتی ہے یا ہوئی ہے۔ یا ہوئی تھی وہ ضرور کافر ہو گیا۔ اس سے کسی مسلمان کو انکار نہیں۔ لیکن برخلاف اس کے مرزا صاحب کا عقیدہ ہے کہ ”انا انزلناہ قریباً من القادیان“ قرآن شریف کی آیت ہے اور قرآن شریف میں موجود ہے، نعوذ باللہ من الحور بعد الکور۔ جملہ معترضہ ختم ہوا۔ اب میں پھر اسی لفظ کدعہ کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ افسوس کہ کتاب جواہر الاسرار باوجود تلاش کے دستیاب نہیں ہوئی۔ تلاش درپیش ہے۔ لیکن میں یہ دعوے سے کہتا ہوں کہ وہ لفظ کدعہ کا ک۔ د۔ ع۔ ہ سے اصل حدیث میں ہرگز نہیں۔ یہ محض دھوکہ مرزا صاحب کا ہے۔ بغرض محال اگر ہو بھی تو بھی اس میں کوئی شک نہیں کہ کاتب کی غلطی ہے۔ بہر حال لفظ کدعہ حدیث کا لفظ نہیں ہے۔ ہاں البتہ تحقیق سے صحیح لفظ حدیث کا کرعہ ک۔ ر۔ ع۔ ہ سے ثابت ہوا یعنی بجائے حرف دال مہملہ کے را مہملہ ہے۔ بوجوہات ذیل۔

اول: مولوی حافظ محمد لکھوی اپنی کتاب پنجابی زبان ”احوال الآخرت“ نام میں (جو

۱۲۷۱ھ میں تالیف ہوئی اور ۱۲۹۱ھ میں بارششم محمدی پریس لاہور میں مطبع ہوئی) لکھتے ہیں۔

حضرت علی امام حسن نوں اک دن دیکھ لایا ایہہ بیٹا میرا سید ہے جویں پیغمبر فرمایا
پشت اس دی تھیں مرد ہوسی اک نام محمد والا خواں دی جویں خونہی دی صورت فرق نہالا
عدلوں بھری خوب زمین نوں مہدی ایہو جانو آمنہ نانو مائی دا بھی عبد اللہ باپ پچھا نو
کرعہ نام یمن وچہ وستی اسدا جمان پیارے بولن لگا اڑ کر بولے پٹان تے ہتھ مارے
(بلفظہ صفحہ ۲۳، کتاب احوال الآخرت پنجابی مطبوعہ مطبع محمدی لاہور ۱۸۹۱ء)

ترجمہ نظم زبان پنجابی : یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک دن حضرت امام
حسن رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر فرمایا کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
ہے کہ اس میرے بیٹے کی پشت سے ایک مرد پیدا ہوگا جس کا نام میرا نام ہوگا۔ اور اس
کے ماں باپ کا نام میرے ماں باپ کے مطابق آمنہ۔ عبد اللہ ہوگا۔ عدل سے زمین کو
بھر دیگا۔ جیسا کہ ظلم سے بھری ہوئی ہوگی۔ یمن میں ایک بستی جس کا نام کرعہ ہے پیدا
ہوگا ان کی زبان میں لکنت ہوگی۔ پس اس سے یہ ثابت ہوا کہ یمن میں ایک قریہ ہے
جس کا نام کرعہ ہے۔ جو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت میں موجود اور آباد
تھا۔ اور اب بھی موجود ہے۔ جس کی تصدیق اس طرح پر ہے۔

دوم : کراع الغمیم وادی است میان مکہ و مدینہ بدو مرحلہ۔ بلفظہ صفحہ ۳۴۹۔ منتخب
اللغات۔ مطبوعہ نو لکشور لکھنؤ ۱۸۷۱ء مطابق ۱۲۹۲ھ۔

سوم : کراع الغمیم علی ثلاثہ امیال من عسفان۔ یعنی کراع الغمیم عسفان سے تین

میل کے فاصلہ پر ہے۔ قاموس ربع ثالث صفحہ ۲۳۔ کالم اول

چہارم : (۱) کراع الغنیم ہو اسم موضع یعنی کراع الغنیم ایک جگہ کا نام ہے۔ (صفحہ ۲۰۷ مجمع بحار الانوار جلد سوم)

(ب) موضع علی مرحلتین من مکة عند بیر عسفان یعنی کراع موضع ہے مکہ معظمہ سے دو میل چاہ عسفان کے پاس۔ (حاشیہ صفحہ ۲۰۷ مجمع بحار الانوار جلد سوم)

پنجم : کراع ہو شنی موضع بین مکة والمدینة۔ یعنی کراع ایک چھوٹا موضع ہے درمیان مکہ اور مدینہ کے۔ (مجمع بحار الانوار صفحہ ۲۰۷ جلد سوم)

ششم : عسفان قریۃ بین مکة والمدینة۔ یعنی عسفان ایک گاؤں یا شہر ہے۔ درمیان مکہ اور مدینہ کے۔ (مجمع بحار الانوار جلد دوم صفحہ ۳۸۶)

ہفتم : رسالہ الفصل الخطاب لروح الکذاب مصنفہ مولوی خدا بخش واعظ ساکن محمد مندرانوالہ ضلع امرتسر میں لکھا ہے۔ جہاں حضرت مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیشگوئی درج کی ہے۔ (صفحہ ۱۱ سطر ۱۶)

عمر انہاندی چالی برسان سیرت حضرت والی کرعہ جن بہون انہاندی کہیا محمد علی علیہ السلام پس ان سب کتب معتبرات سے یہ بات ثابت ہو گئی ہے۔ کہ کرعہ یا کراع ایک جگہ یا شہر یا گاؤں کا نام ہے۔ جو درمیان مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کے ہے اور وہ گاؤں یا بستی حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں موجود اور آباد تھی اور اب بھی موجود ہے۔ مرزا صاحب کے دو اعتراض اس میں نکلتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ بعض جگہ کرعہ لکھا ہے۔ اور کسی جگہ کراع اگرچہ ہر دو ناموں میں چار چار ہی حروف ہیں حروف

ہاء ہوز اور الف کا آپس میں فرق ہے۔ دوسرا یہ کہ کرعہ یا کراع ملک یمن میں ایک بستی کا نام بتلایا گیا حالانکہ دیگر بعض کتب میں کراع ایک بستی بیان کی گئی ہے۔ جو درمیان مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے ہے۔

پہلے اعتراض کے جواب میں گزارش ہے کہ بہت سے شہر یا قصبات اور بستیاں اس قسم کی اسوقت موجود ہیں۔ کہ جن کے نام اول اول میں کچھ تھے اور بعد میں بدل کر کچھ کا کچھ ہو گئے بلکہ بعض جگہوں یا شہروں کی صورت ہی مغائر ہو گئی مثال کیلئے چند پیش کرتا ہوں۔

(۱) بکہ۔ ب۔ ک۔ ہ تھا جس کو اب مکہ۔ م۔ ک۔ ہ کہتے ہیں۔ اس میں ب اور م کا

کتنا بڑا فرق ہے۔ دیکھو منتخب اللغات۔ صفحہ ۶۹۔ اگر کراع کو کرعہ لکھ دیا یا ہو گیا۔ تو کوئی عجیب بات ہے۔

(۲) مدینہ منورہ کے بھی کئی نام ہیں۔ جیسے طابہ۔ طیبہ۔ طاسبہ وغیرہ ہیں۔ اور محاورہ

عرب میں مدینہ منورہ کو المدینہ الف اور لام سے بولتے ہیں۔ لیکن عام بول چال میں المدینہ کوئی نہیں کہتا۔ صرف مدینہ بولا جاتا ہے۔ دیکھو جذب القلوب الی دیار المحبوب مصنفہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔

(۳) کشمیر کا اصل نام کاشمیر تھا لیکن اس کا مخفف کشمیر یا کشمیر ہو گیا، دیکھو غیاث اللغات صفحہ ۳۶۱۔

(۴) بغداد کا اصل نام باغداد تھا اب الف اس میں سے نکل گیا۔ صرف بغداد رہ گیا۔ جو اس وقت مشہور ہے۔

(۵) دہلی کا نام اول اندر پرست تھا پھر شاہجہان آباد ہوا اب اکثر بول چال میں دہلی

مشہور ہے۔

(۶) امرتسر کو اکثر لوگ انبر سر بوتے ہیں۔

(۷) لودھیانہ۔ یعنی لودھی افغانوں کا آباد کیا ہوا ہے۔ مگر اس کو کوئی لودیانہ کوئی

لودیانہ کوئی لدھیانہ۔ کوئی لدھانہ وغیرہ لکھتا ہے۔ اسی طرح مرزا صاحب نے خود

لودھیانہ کوئی طرح سے لکھا ہے۔ دیکھو مرزا صاحب کا ازالہ اوہام صفحات ۱۲۲-۷۰۷

۷۰۸-۷۰۹ دو دیگر تالیفات۔

(۸) مرزا صاحب کے قادیان کو ہی دیکھئے۔ بقول ان کے پہلے اس کا نام اسلام پور

قاضی ماجھی تھا۔ اب قادیان ہے۔ صفحہ ۱۲۲۔ ازالہ اوہام۔ اب اسی قادیان کو کوئی لوگ

قادیان کاف۔ کلہن سے لکھتے ہیں۔ بلکہ یہاں لودھیانہ کی کتاب ڈائرکٹری (فہرست

دھات) میں قادیان ایک گاؤں کا نام درج ہے جو خاص لودھیانہ سے تین کوس کے

فاصلہ پر آباد ہے۔ جس کا ذکر مرزا صاحب نے اپنی ازالہ اوہام کے صفحہ ۷۰۹ میں کیا

ہے۔ اس گاؤں میں بھی ایک شخص غلام احمد معروف غلام گوجر موجود ہے۔ پس انہیں

چند وجوہات سے کراہ کا کرعہ ہو جانا نہایت ہی اغلب اور یقینی امر ہے۔ مرزا صاحب

کا اعتراض مرزا صاحب کی ہی طرف عود کر گیا۔

دوسرے اعتراض کے جواب میں واضح رہے کہ

(الف) ملک عرب یا حجاز جس میں مکہ معظمہ و مدینہ منورہ زاد اللہ شرفاً و تعظیماً آباد ہیں

وہ اقلیم اول میں ہیں۔ اور ملک یمن بھی اقلیم اول اور دوم میں ہے۔ اور ملک یمن کا نام

اس واسطے یمن ہے کہ وہ کعبۃ اللہ شریف یا مکہ معظمہ کے دانے طرف ہے جیسا کہ

غیاث اللغات میں ہے۔ یمن بفتحین ملکیت معروف در اقلیم اول و دوم چوں آن

ملک بجانب یمن کعبہ است لهذا یمن گفتند۔ (بلفظہ ص ۵۱ غیاث اللغات)

(ب) پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ کعبۃ اللہ شریف و مدینہ منورہ ہی یمن ہے جیسا کہ

کتاب لغت شرح احادیث مسلمہ مرزا صاحب میں لکھا ہے۔ ”لان الایمان بداء

من مکہ وہی من تہامہ وہی من ارض الیمن ولذا یقال الکعبۃ

الیمانیۃ“۔ یعنی تحقیق ایمان شروع ہوا کہ مکہ شریفہ سے اور وہ تہامہ میں سے ہے اور

تہامہ یمن کی زمین سے ہے۔ اسی واسطے کعبۃ الیمانیۃ بولا جاتا ہے۔ (مجمع بحار الانوار جلد

سوم صفحہ ۵۰۳۔ سطر ۲)

(ج) حدیث شریف میں ہے۔ ”الایمان یمان والحکمۃ یمانیۃ“ رواہ جامع

ترمذی۔ یعنی ایمان یمن سے ہے۔ اور حکمت بھی یمن سے ہے۔ (مجمع بحار الانوار

ص ۵۰۳۔ سطر ۲۔ جلد سوم)
”THE NATURAL PHILOSOPHY
OF AHLE SUNNAT WAL JAMAT“

پس ثابت ہو گیا کہ حضرت مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یمن کے ملک یعنی کعبۃ اللہ

مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کے درمیان میں پیدا ہوں گے۔ اگرچہ کئی حدیثوں میں یہ بھی آیا

ہے کہ حضرت مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ شریف میں پیدا ہوں گے۔ اور یہ بھی ممکن

ہے کہ کرمہ یا کرا ع بستی میں جو مکہ اور مدینہ شریف کے درمیان میں ہے۔ (جیسے کہ

بیان ہو چکا ہے) پیدا ہوں اور پھر مدینہ شریف لے آئیں اور عین ظہور کے وقت کعبۃ

اللہ شریف میں تشریف فرما ہوں۔ اعتراض ثانی بھی باطل ہوا۔

معیار شناخت کرمہ و کدعہ

میں کہتا ہوں کہ مرزا صاحب نام اس بستی کا جس میں حضرت مہدی رضی اللہ

تعالیٰ عنہ پیدا ہوں گے۔ کدعہ بتلاتے ہیں۔ اور اس پر اپنی طرف سے بموجب معرب
 قادیان لکھتے ہیں۔ اور یہ نام ایک حدیث میں آیا ہے۔ پس اس کی تصدیق کیلئے ہم کو
 کسی حدیث کی کتاب میں تلاش کرنا ہوگا یا کسی حدیث کی لغت میں۔ کتب احادیث
 کی لغت یا شرح نہایت مشہور اور مستند کتاب مرزا صاحب کی بھی مسلمہ مجمع بحار الانوار
 ہے اس میں سے مرزا صاحب یا ان کے حواری یہ نام نکال کر دکھائیں اگر سچے ہیں؟ یا
 کسی اور ہی کتاب سے نکال کر پیش کریں۔ لیکن یہ یقینی بات ہے کہ وہ ہرگز نکال کر
 پیش نہیں کر سکیں گے۔ (جیسا کہ میں نے چند کتب معتبرات سے نکال کر پیش ناظرین
 کروایا ہے) کہ وہ بستی کرعہ (ک۔ ر۔ ع۔ ہ) یا کراع (ک۔ ر۔ ا۔ ع) ہے جس
 میں حضرت مہدی رضی اللہ عنہ پیدا ہوں گے۔ خواہ تمام عمر تلاش کریں اور تین سو تیرہ
 ہی مرزا کی معہ مردوں کے شامل ہو کر کوشش کریں۔ اور مرزا صاحب بھی اپنے بیت
 الفکر میں بیٹھے کر الہاموں کا زور لگائیں اور اپنے خدا عاجی سے بھی بہ زاری والحاق
 دعائیں کر کے مدد لیں۔

الغرض یہ ہرگز نہیں ہوگا کہ حضرت مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرزا صاحب کے
 کدعہ معرب قادیان یا کادیان جو کعبۃ اللہ شریفہ سے جانب مشرق ہے پیدا ہو کر ظہور
 فرمائیں۔ بلکہ معاملہ ہی برعکس کیونکہ اکثر احادیث صحیحہ میں ہے۔ کہ دجال مشرق سے
 نکلے گا۔ احادیث نقل کرنے کی ضرورت اس لئے نہیں کہ مرزا صاحب خود اس امر کو
 مانتے ہیں جیسے وہ لکھتے ہیں۔ کہ

(۱) دجال مشرق کی جانب سے خروج کرے گا یعنی ملک ہند سے کیونکہ یہ ملک ہند
 زمین حجاز سے مشرق کی طرف ہے۔ متفق علیہ ازالہ اوہام ص ۷۲۹۔ بلفظہ

(ب) حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ دجال مشرق سے نکلنے والا ہے۔ (بلفظہ ازالہ

اوہام صفحہ ۸۴)

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ مرزا صاحب کا گاؤں قادیان ملک ہندوستان میں ہے اور عین ملک حجاز سے مشرق کو ہے۔ پس مرزا صاحب کا دعویٰ محض غلط ہی نہیں بلکہ بالکل جھوٹا نکلا۔ جھوٹ بھی ایسا کہ گویا خود دجال ہی ثابت ہو گئے اگرچہ وہ بڑے دجال نہیں۔ لیکن خلیفہ دجال ہونے میں تو اس کتاب رسالہ انجام آتھم کی تالیف کے وقت ۱۸۹۶ء کوئی شک نہیں رہا۔ (جیسا کہ میرے جیسے ہمچد ان کو بھی القاء ہوا ہے کہ ہذا خلیفۃ الدجال جس کے حروف کے اعداد سے پوری تاریخ ۱۸۹۶ء نکلتی ہے۔)

کیونکہ کسی حدیث میں نہیں ہے کہ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ ملک مشرق یا ہندوستان سے ہوں گے۔ تمام احادیث میں ہے کہ وہ حضرت ملک یمن عرب میں پیدا ہوں گے

فیصل ادعائہ۔ DE AHLESUNNAT WAL JAMAT

سوم : مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ مہدی اس گاؤں سے نکلے گا جس کا نام کدعہ ہے

بلفظہ۔ اس سے یہ بات ثابت ہے کہ یہ گاؤں کدعہ ہے جس کو مرزا صاحب کدعہ لکھتے

ہیں۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں موجود تھا اور اب بھی موجود

ہے اور خود مرزا صاحب کے ترجمہ حدیث شریف اور اصل الفاظ سے ثابت ہے اور یہ

بھی ظاہر ہے کہ قادیان حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت میں ہرگز

موجود نہیں تھا۔ کیونکہ مرزا صاحب خود لکھتے ہیں کہ بابر بادشاہ کے وقت میں یہاں

پنجاب میں ہمارے مورث اعلیٰ آئے اور میدان میں ایک قصبہ آباد کیا۔ اس کا نام

اسلام پور قاضیان ماجھی رکھا۔“ (ملخصاً صفحہ ۱۲۲۔ ازالہ اوہام)

تواریخ کے دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے کہ بابر بادشاہ نے ۱۵۲۶ء سے ۱۵۳۰ء تک بادشاہی ہندوستان وغیرہ میں کی ہے۔ جس کو اس وقت ۱۸۹۱ء کو تین سو اکہتر سال ہوئے ہیں اور حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث شریف کو تیرہ سو سال کا عرصہ گزر گیا۔ اور اس وقت وہ کرمہ گاؤں موجود تھا اور مرزا صاحب کی قادیان یا قادیان ہرگز موجود نہیں تھی۔ اس لئے حدیث شریف کا مصداق قادیان ہرگز نہیں ہو سکتا۔ یہ نرا دعویٰ کا ہے۔



موضع یا قصبہ قادیان کی تحقیق

مرزا صاحب نے قادیان کی کوئی وجہ تسمیہ بیان نہیں کی کیونکہ اس کا نام قادیان رکھا گیا۔ اس لئے میں اس کی وجہ تسمیہ ظاہر کر کے ثابت کرتا ہوں۔ کہ دراصل اس کا نام قادیان بھی نہیں ہے۔

اسلام پور قاضیان تھا۔ جب روز بروز شریر لوگ پیدا ہوتے گئے حتیٰ کہ بقول مرزا صاحب اس قصبہ کے باشندے یزیدی ہو گئے۔ تو اسلام پور دور ہو گیا۔ محض قاضیان رہ گیا۔ عربی تلفظ میں ”ض“ کو ”د“ سے مشابہت ہے۔ اسلئے قاضیان کا قادیان بن گیا۔ کیونکہ اصل میں آباد کیا ہوا قاضی ماجھی صاحب کا ہے جو مرزا صاحب کے مورث اعلیٰ معلوم ہوتے ہیں۔ جیسے مرزا صاحب لکھتے ہیں۔

(الف) ان دھات کے وسط میں انہوں نے قلعہ کے طور پر ایک قصبہ اپنی سکونت کیلئے آباد کیا جس کا نام اسلام پور قاضی ماجھی رکھا۔ یہی اسلام پور ہے۔ جواب

قادیان کے نام سے مشہور ہے۔ (بلفظہ صفحہ ۱۲۲۔ ازالہ اوہام)

(ب) اور اس جگہ کا نام جو اسلام پور قاضی ماجھی تھا تو اس کی وجہ یہ تھی کہ ابتداء میں شاہان دہلی کی طرف سے اس تمام علاقہ کی حکومت ہمارے بزرگوں کو دی گئی تھی۔ اور منصب قضا یعنی رعایہ کے مقدمات کا تصفیہ کرنا ان کے سپرد تھا۔ (بلفظہ صفحہ ۱۲۳۔ ازالہ اوہام)

حضرات ناظرین! مرزا صاحب کے مورث اعلیٰ قاضی ماجھی نے اس قادیان کا نام اپنے نام پر قاضی ماجھی رکھا تھا۔ اسی واسطے اسلام پور قاضیان کہلاتا تھا۔ پھر رفتہ رفتہ اسلام پور دور ہو گیا نرا قاضیان رہ گیا۔ قاضیان کا حرف ض بہ تلفظ عربی ”ذ“ سے مشتبہ الصوت ہے۔ اسلئے قادیان بن گیا۔

مرزا صاحب اب لفظ کرمہ اور کراغ میں بھی غور کریں۔ اور قادیان کی وجہ تسمیہ اگر اس کے سوا کچھ اور ہے۔ تو بیان کریں۔ لیکن ہرگز بیان نہیں کر سکیں گے۔ کیونکہ اس کی تصدیق اور طور پر بھی ہوتی ہے۔ کہ قاضی ماجھی صاحب ضرور سکندر شاہ لودھی کے زمانہ میں جو (وہی زمانہ بابر بادشاہ کا بھی ہے) موجود تھے۔ جس کی تصدیق ایک کتبہ سے (جو میں نے خود ایک مسجد واقعہ قصبہ ماجھی واڑہ ضلع لودھیانہ میں دیکھا اور یہ مسجد بھی قاضیان کی کہلاتی ہے اور فتح ملک بنت قاضی ماجھی کی تعمیر ہے) ہوتی ہے کتبہ یہ ہے۔ قد بناء المسجد بندگی بی بی فتح ملک بنت ملا ماجھی فی عہد بندگی اعلیٰ حضرت سلطان سکندر شاہ ابن بھلول شاہ خلد اللہ ملکہ من شہر رجب المرجب ۹۳۳ھ یعنی تحقیق یہ مسجد تعمیر کی گئی ہے۔ (یہاں دو تین لفظ ٹوٹے ہوئے ہیں) بی بی فتح ملک بنت ملا ماجھی کی طرف سے اعلیٰ

بندگی حضرت سلطان سکندر شاہ بن بہلول شاہ خلد اللہ ملکہ کے زمانہ ماہ رجب المرجب ۹۳۳ھ ہجری مقدس میں۔

اس سے صاف ثابت ہو گیا کہ یہ ملا ماجھی صاحب وہی قاضی ماجھی مورث اعلیٰ مرزا صاحب کے ہیں جن کا ذکر آپ نے ازالہ اوہام صفحات ۱۲۲-۱۲۳ وغیرہ میں کیا ہے اور وہی ۹۳۳ھ سلطان سکندر شاہ لودھی قریب بابر بادشاہ کے زمانہ کے ہے۔ جس کو اس وقت ۱۳۱۲ھ میں تین سو اکانوے سال ہوتے ہیں۔ اگرچہ اس کتبہ سے مرزا صاحب کی کس قدر تکذیب بھی ہوتی ہے۔ کیونکہ ملا ماجھی صاحب سلطان سکندر شاہ لودھی کے وقت میں تھے۔ اور بابر بادشاہ ابراہیم شاہ لودھی کے زمانہ میں کابل سے آیا تھا اس نے اس ملک کو فتح کر کے ابراہیم شاہ کو شکست دی۔ یہ واقعہ ۱۵۲۳ء کا ہے۔ جس کو تین سو تہتر برس ہوتے ہیں۔ اس میں اٹھارہ سال کا فرق ہے۔ سو خیر تاریخی جھگڑوں سے درگزر کر کے ثابت کرتا ہوں۔ کہ یہ قصبہ قادیان چار سو سال کے اندر کا آباد شدہ ہے۔ اس لئے حدیث شریف مذکور سے ذرہ بھر بھی لگاؤ اس کا نہیں ہے۔
فہو المراد۔

چہارم : مرزا صاحب اپنی پیش کردہ حدیث میں لکھتے ہیں کہ ”خدا اس مہدی کی تصدیق کرے گا۔“

حضرات ! مرزا صاحب سے دریافت فرمائیے گا۔ کہ آپ کی تصدیق خداوند تعالیٰ نے کیا کی اور کس طرح پر کی؟ اور اس تصدیق کی آپ کے پاس کیا تصدیق ہے کیا آپ کے ظہور پر آپ سے مکہ معظمہ کے لوگوں نے رکن مقامی پر بیعت کر لی۔

(مکہ معظمہ تو خواب یا الہام میں بھی دیکھنا نصیب نہیں ہوا) کیا ابدال شامی آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے ہیں۔ (ابدال آپ سے کوسوں بھاگتے ہیں) کیا غیب سے یہ آواز ہذا خلیفۃ اللہ المہدی فاستمعوا واطیعوا۔ پکاری گئی ہے۔ حاشا وکلا کبھی آپ نے کعبۃ اللہ شریف کی طرف رخ نہیں کیا (خدا نصیب نہ کرے) کبھی رکن مقامی کی زیارت نصیب نہیں ہوئی۔ (خدا نہ کرے) ابدال شامی آپ سے کوسوں دور ہیں۔ غیب سے یہی آواز ہذا خلیفۃ الدجال فلا تسمعوا ولا تطیعوا آرہی ہے۔

تمام جہان کے علماء وفضلاء و مشائخ بے ریا و عوام مسلمان مخالف ہیں۔ بلکہ سخت دشمن۔ کیا یہی آثار تصدیق خدا کے ہوا کرتے ہیں کہ ہر طرف سے فتاویٰ پر فتاویٰ خارج از اسلام آرہے ہیں۔ ہر جانب سے تکذیب ہی تکذیب ہو رہی ہے۔ ہاں اگر مرزا صاحب کی تصدیق ان کے خدا عاجی نے کی ہو تو کی ہو۔ ورنہ مسلمانوں کے خدا و تبارک و تعالیٰ نے مرزا صاحب کی تکذیب حرمین شریفین زاد اللہ شرفاً و تعظیماً میں بھی مشہر فرمادی ہے۔ اسی واسطے تمام جہان میں یہ آپ کی تکذیب پھیل گئی ہے۔ جب کہ مکہ معظمہ میں آپ کی تکذیب مشہر ہو گئی تو بعدہ تمام اسلامی ملکوں میں نہایت ہی نفرت کیسا تھ آپ کی تکذیب ہو گئی۔ کیونکہ مکہ معظمہ اسلام کا مرکز ہے۔ جو امر وہاں پسند ہو دوسری اسلامی جگہوں میں بھی قابل تسلیم ہوتا ہے۔ ورنہ قابل انکار اور نفرت اس بات کو مرزا صاحب بھی پہلے قبول کر چکے ہوئے ہیں۔ جیسے لکھتے ہیں۔ ”مکہ اسلام کا مرکز ہے اور لاکھوں صلحاء اور علماء اور اولیاء اس میں جمع ہوتے ہیں۔ اور ایک ادنیٰ امر بھی جو مکہ میں واقعہ ہو فی الفور اسلامی دنیا میں مشہور ہو جاتا ہے۔“ (بلغتہ صفحہ ۲۳۔ سطر

۷۔ مرزا صاحب کی ست بچن)

پس مرزا صاحب جب بڑے گھر سے نکالے جا چکے ہیں۔ تو پھر کیوں نہ تمام اسلامی دنیا میں آپ کی تکذیب کی تشہیر ہو۔ اسی پر مرزا صاحب کو نبی اور مرسل بننے کی آرزو اور دعوئی ہے۔ جب آپ کو کئے سے بھی دھکے مل چکے ہیں۔ تو پھر آپ کے کئے ہیں۔ قرآن شریف اور احادیث میں مقبولیت اور تصدیق و صداقت کی جو علامت ہے۔ اسکو ناظرین کیلئے نقل کرتا ہوں۔ بغور ملاحظہ فرما کر اندازہ کیجئے گا۔ وهو هذا۔

قرآن شریف میں سورۃ مریم کے اخیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَّ عَمِلُوا الصَّٰلِحٰتِ سَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا۔ (پ ۱۶ سورۃ مریم آیت ۹۶) یعنی تحقیق جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے البتہ کرے گا ان کے لئے رحمت و محبت۔ تفسیر معالم التنزیل وغیرہ میں اس آیت کے نیچے مجاہد مفسر اہل سنت والجماعت سے لائے ہیں۔ یحبہم اللہ تعالیٰ و یحبہم الی عبادہ المؤمنین۔ یعنی اللہ تعالیٰ ایمانداروں نیکوکاروں کو اپنا محبوب بنا لیتا ہے۔ اور ان کی محبت اپنے ایمانداروں کے دلوں میں سما دیتا ہے۔ اور اسی تفسیر معالم التنزیل وغیرہ میں موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے اسی آیت کے نیچے صحیح حدیث نقل کی ہے۔

”قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا احب اللہ العبد قال لجبریل قد احببت فلانا فاحبه فیحبہ جبریل ثم ینادی فی اهل السماء ان اللہ عزوجل قد احب فلانا فاحبه فیحبہ اهل السماء ثم یوضع له القبول فی الارض“۔ (الحديث)

یعنی سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی کو اپنا دوست

بناتے ہیں۔ تو جبریل علیہ السلام سے فرماتے ہیں کہ فلاں کو ہم نے اپنا محبوب بنایا ہے تم بھی اس کو اپنا دوست بنا لو۔ پس جبریل علیہ السلام اس کو اپنا محبوب بنا لیتے ہیں پھر آسمانوں کے فرشتوں میں آواز کر دیتے ہیں کہ حق تعالیٰ کا فلاں سے پیار ہے تم سب اسے پیار کرو۔ پس سارے فرشتے اس کو اپنا پیارا بنا لیتے ہیں پھر زمین کے لوگ بھی اسے محبت کر کے قبول کر لیتے ہیں۔

اسی طرح خدا کے دشمنوں کا بھی حال اسی حدیث میں ہے۔ کہ ان کی دشمنی اور بغض خلق اللہ میں پھیل جاتا ہے۔ یہ حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں بھی موجود ہے۔ اور کرمانی شرح بخاری سے مجمع بحار الانوار میں لائے ہیں۔ کہ اس حدیث سے سمجھا گیا ہے کہ بندوں کے دلوں میں محبت حق تعالیٰ کی محبت کی علامت ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ ”مَارَاهُ الْمُسْلِمُونَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ حَسَنٌ“۔ یعنی جو مسلمانوں کے نزدیک اچھا اور نیک ہے۔ وہ خدا کے نزدیک بھی اچھا اور نیک ہے۔

پس یہ کیا عمدہ فیصلہ حضرت جل و علی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس میں کسی کو کوئی چوں و چرا کی گنجائش نہیں۔ اب سب صاحبان آیت شریف و حدیث لطیف و دیگر تفاسیر کے ارشادات کے رو سے معلوم کر سکتے ہیں کہ مرزا صاحب مقبول ہیں یا مردود؟ محبوب خدا ہیں یا عدو اللہ؟ کوئی علامت صداقت و قبولیت کی ہے؟ ہر گز نہیں ہر گز نہیں۔ علاوہ تمام کافہ اہل اسلام کے تمام جہان (جس میں ہزاروں لاکھوں علماء و فضلاء و مشائخ صلحاء اولیاء اللہ عرب و عجم کے داخل ہیں) دشمن ہے۔ دوست کون ہیں اور کتنے؟ وہی صرف تین سو تیرہ وہ بھی مردوں کی تعداد کے ساتھ۔ الغرض اس آیت شریف و حدیث شریف سے ثابت ہو گیا ہے کہ

مرزا صاحب خداوند تعالیٰ کے دشمن۔ جبریل علیہ السلام کے دشمن۔ تمام فرشتوں کے دشمن۔ تمام خلق خدا کے جو زمین پر موجود ہے دشمن ہیں۔ پھر فرمائیے یہ مہدی ہیں۔ یا ضال اور مضل؟ نہیں لیکن اخیر کے دونوں۔ فہو المطلب۔

پہنجم : مرزا صاحب حدیث کے مضمون سے لکھتے ہیں۔ ”دور دور سے اس کے دوست جمع کرے گا۔ جن کا شمار اہل بدر کے شمار سے برابر ہوگا یعنی تین سو تیرہ ہوں گے اور ان کے نام بقید مسکن اور خصلت کے چھپی ہوئی کتاب میں درج ہوں گے۔“

حضرات ناظرین ! مرزا صاحب کے وہی تین سو تیرہ دوست ہیں۔ جن میں انہوں نے سترہ آدمی مدتوں کے فوت شدہ کو لکھ کر تعداد پوری کی ہے۔ کیا عمدہ فخر کی بات ہے۔ کہ چورانو نے کروڑ مسلمانوں مقبولہ مرزا صاحب میں سے صرف تین سو تیرہ ہی ان کے دوست ہیں۔ آپ صاحبان کو معلوم ہوگا کہ مسلمانہ کذاب کے ساتھ بھی ایک لاکھ سے زیادہ معتقد تھا اور پھر مہدی سوڈانی کے پاس بھی جو مرزا صاحب کے یوم الوادات میں برابر تھا۔ تین لاکھ فوج جاں نثار محض اللہ جان دینے والی تھی۔ ابھی تھوڑا عرصہ ہوا کہ ایک شخص باب نامی کے پاس جو ایران میں ہوا کس قدر جان نثار معتقد موجود تھے۔ پھر ذرا رام سنگھ کو کہہ دیئے دیکھئے کہ ایک لاکھ کو کہ تو اس کے ساتھ بھی مفت بلا تنخواہ ہی ہو گیا تھا۔ اب بھی ہزاروں کو کہ اس کی عدم موجودگی میں موجود ہیں پھر مرزا صاحب کو تین سو تیرہ نہیں بلکہ سترہ مردے نکال کر دو سو چھیانوے پر جوان میں بھی بعض تنخواہیں لیتے ہیں۔ کیا فخر ہونا چاہئے؟ سوچنے والے سوچ سکتے ہیں سمجھنے والے سمجھ سکتے ہیں۔ اگرچہ یہ صحیح ہے کہ مرزا صاحب کی بھی ویسی ہی تمنا تھی مگر افسوس

۱۔ دیکھو مرزا صاحب کی کتاب ست بجن کا حاشیہ صفحہ ۶۷۔۔ منہ غشی عنہ

ایک لاکھ فوج جس کی درخواست آپ نے کی تھی منظور نہ ہوئی ورنہ مندرجہ بالا
دعویداروں کی طرح آٹا نہیں تو دلیہ تو ضرور کر دکھاتے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی محمد احمد سوڈانی سے مطابقت

چونکہ مہدی سوڈانی محمد احمد نامی کا تذکرہ درمیان میں آچکا ہے۔ جس کی مطابقت
مرزا صاحب کی تاریخ پیدائش و ظہور دعویٰ وغیرہ امورات میں ٹھیک ٹھیک ہوتی
ہے۔ اس لئے میں ایک رسالہ سے جو (مولوی محمد فضل الدین صاحب مالک مطبع
اخبار و فواد ۱۸۸۴ء کا مرتبہ ہے) ناظرین کیلئے نقل کر کے پیش کرتا ہوں وہو ہذا۔
ان کے (مہدی سوڈانی) عالم وجود میں آنے کا زمانہ سن ۱۲۵۹ھ اور سن عیسوی
۱۸۴۲ء اور ان کے ظہور مہدویت کی تاریخ اگست (مطابق رمضان) ۱۸۸۱ء سے
محسوب ہوتی ہے جسے ابھی تین سال بھی نہیں ہوئے گو ان میں یہ پچھلی تاریخ
(۱۸۸۱ء) عربی پاشا کی علانیہ بغاوت کی تاریخ سے تو مطابق نہیں ہوتی جس کا آغاز
۱۰۔ جولائی ۱۸۸۲ء کو ہوا تھا مگر اس میں شک نہیں کہ پاشائے موصوف کے عہد پہ
سالاری مصر کی ان تاریخوں سے برابر مل جاتی ہے۔“ (بلفظہ صفحہ ۴-۵)

ان کے اعلان مہدویت کا خلاصہ یہ تھا۔ کہ میں ہی وہ مہدی موعود ہوں۔ جن کا
تمہیں دس گزشتہ صدیوں سے انتظار تھا اور میں ہی وہ آخر الزمان ہوں جو اس مشکل
مسئلہ کو حل کروں گا۔ کہ مسلمانوں کے پولیٹیکل نفاق کو دور کروں اور ان کو ایک ہی سچی
راہ (شریعت) پر چلاؤں اور حشر و نشر کی سہولتوں کیلئے تیار کروں اور مخالفان اسلام کا
مخالف اور مجانب اسلام کا دوست اور حامی بنارہوں۔ (بلفظہ صفحہ ۵-۹ سطر ۹)

اور خود بدولت اپنے اشتہارات وغیرہ میں اپنا نام محمد احمد لکھتے ہیں جو غالباً زیادہ اعتبار کے لائق ہے بہر حال تمام انسانی قرائن کے بموجب یہ مہدی صادق تو نہیں مگر ایک نہایت درجہ کے محتاط پرہیزگار فاضل اسلام پرست منتظم آدمی ہیں جن کی علمی اور تمدنی لیاقتوں کا اس سے زیادہ اور کیا ثبوت ہوگا کہ آج حضرت کے پاس کم و بیش ۲ لاکھ جاں نثار خدا واسطے کو لڑنے والے موجود ہیں۔ بلفظ صفحہ ۹ سطر ۲۔ ان کے تین ہمعصر اور بھی مہدی کہلاتے ہیں۔ (ملخصاً۔ صفحہ ۹۔ سطر ۹)

سنا جاتا ہے کہ ان کی بیویاں بھی دس سے متجاوز ہیں۔ (صفحہ ۹۔ سطر ۱۳)

حضرات! مرزا صاحب کی مطابقت مہدی سوڈانی سے اس طرح پر ہے راقم آثم کے دل میں خداوند کریم کی طرف سے فتنہ پیدائش قادیانی کا یوں القا ہوا ہے۔ کہ اللہ و تبارک و تعالیٰ سورۃ توبہ سپارہ و اعلموا میں فرماتا ہے۔ **الافسی الفتنۃ سقطوا۔** (۱۲۵۹ھ) یعنی آگاہ ہو جاؤ وہ فتنہ میں گر گئے۔ گویا عوام کو آگاہی دی گئی ہے کہ جو لوگ اس فتنہ پیدائش قادیانی میں آئیں گے۔ وہ فتنہ اور ابتلا میں گریں گے۔ اور اس آیت شریفہ سے بحساب ابجد کل حروف کے اعداد ۱۲۵۹ سن پیدائش مرزا صاحب کا نکلا اور یہی ۱۲۵۹ھ مہدی سوڈانی کی پیدائش کا ہے۔ جیسے مرزا صاحب خود لکھتے ہیں کہ سو بھی سن ۱۲۷۵ ہجری جو آیت **وَآخِرُ بِنِّ مِّنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ۔** (پ ۲۸ سورۃ الحجۃ آیت ۲) کے حروف کے اعداد سے ظاہر ہوتا ہے۔ اس عاجز کے بلوغ اور پیدائش ثانی اور تولد روحانی کی تاریخ ہے (بلفظ صفحہ ۲۲۰۔ آئینہ کمالات اسلام) یعنی ۱۲۷۵ھ کو مرزا صاحب بالغ ہو کر جوان ہونے شروع ہوئے یہی سال شباب (۱۲۵۹) ظلم کا بھی ہے۔ اس کے اعداد بھی ۱۲۷۵ھ ہی ہیں۔ جب پندرہ سال بلوغت کے اس میں سے

کم کر دیے جائیں تو وہی ۱۲۵۹ھ بارہ سو اسیٹھ پیدائشی سال نکلتا ہے۔ گویا مرزا صاحب کی مقبول تاریخ پیدائش ۱۲۵۹ھ جس کی خبر خداوند کریم نے آیت شریف
الَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوا۔ (پ ۱۰ سورۃ التوبہ آیت ۳۹) کے حروف کے اعداد ۱۲۵۹ھ میں
دی ہے ثابت ہے اور یہی تاریخ پیدائش مہدی کا ذب سوڈانی کی ہے۔

مہدی سوڈانی کی تاریخ ظہور ۱۸۸۲ء ہے جس کو پندرہ سال کا عرصہ ہوا ہے۔
وہی تاریخ ۱۸۸۲ء مرزا صاحب کے ظہور دعویٰ مجددیت و مثل مسیح وغیرہ کی ہے۔ جیسے
مرزا صاحب کے براہین احمدیہ کے حصہ سوم کے صفحہ اول پر ۱۸۸۲ء درج ہے۔ جیسے
لکھتے ہیں کہ ”اگر یہ عاجز مسیح موعود نہیں ہے تو پھر آپ لوگ مسیح موعود کو آسمان سے اتار
کر دکھائیں۔ بلفظہ صفحہ ۱۸۵۔ ازالہ اوہام“

”پہلے سے یہی تاریخ ہم نے نام میں مقرر کر رکھی تھی وہ نام یہ ہے۔“ غلام احمد
قادیانی ۱۳۰۰ء۔ اس نام کے بعد پورے تیرہ سو ہیں (تیرہویں صدی پر ہوا) بلفظہ
صفحہ ۱۸۶۔ ازالہ اوہام۔ اس حساب سے بھی وہی پندرہ سال کا عرصہ اور وہی ۱۸۸۲ء
ہوتا ہے۔ لیکن یہاں پر مرزا صاحب کی یہ بڑی قوی دلیل ہے کہ میرے نام غلام احمد
قادیانی کے تیرہ سو عدد پورے ہوتے ہیں۔ اس واسطے میں مجدد اور مسیح موعود ہوں۔ تو
کیا اگر کسی اور کے نام کے بھی تیرہ سو عدد پورے نکل آئیں تو وہ بھی تیرہویں صدی کا
مجدد اور مسیح موعود اور مہدی مسعود ہوگا؟ اگر یہی بات ہے تو لیجئے سنئے ان کے نام کے

۱۔ مقبول تاریخ الخ... کتاب نشان آسمانی مؤلفہ مرزا صاحب مورخہ مکی ۱۸۹۳ء میں درج ہے کہ
یہ عاجز تجدید دین کیلئے سن چالیس میں مبعوث ہوا جس کو گیارہ برس کے قریب گزر گیا۔ بلفظہ صفحہ
۴ سطر ۱۔ وہی ۱۳۰۰ء و ۱۸۸۲ء اور وہی ۱۲۵۹ء اور وہی ۱۸۳۳ء سال پیدائش مرزا صاحب کا پورا
ہوا۔ گویا مرزا صاحب کی عمر اس وقت (۱۸۹۶ء) میں پچپن سال کی ہوتی ہے۔ ۱۲ منہ عنہ

بھی تیرہ سو عدد ہیں۔

۱۳۰۰

(۱) مہدی کاذب محمد احمد برم (عاجز) سوڈانی۔

۱۳۰۰

(۲) سید احمد پیر لشکر نیچر علی گڑھی

مرزا صاحب کے بھائی صاحب جو پیغمبر خا کروبان بھی موجود ہیں۔ یعنی

۱۳۰۰

(۳) میرزا امام الدین ابواوتار لال بیکیان کادیانی

مرزا صاحب کے فاضل بزرگ حواری نور الدین صاحب موجود ہیں۔ یعنی

۱۳۰۰

(۴) مولوی حکیم نور الدین مستہام (حیران) بھیروی

مرزا صاحب کے دو دوست بھی آپ کے ساتھ ہیں۔ یعنی

۱۳۰۰

(۵) مولوی کامل سید نذیر حسین دہلوی

۱۳۰۰

(۶) مولوی محمد حسین ہوشیار بٹالوی

پانچوں سواروں میں یہ عاجز راقم الحروف بھی یعنی

۱۳۰۰

(۷) بندہ بیچارہ فضل احمد مجیب

علیٰ ہذا القیاس جس قدر چاہا اور ناموں کے عدد پورے تیرہ سو کرنا چلا جاؤں لیکن کیا

اس سے یہ ثابت ہو جائے گا کہ فلاں کس مجدد یا مسیح موعود اور مہدی مسعود ہے۔ ہرگز

نہیں۔ مرزا صاحب کا اپنے نام کے حروف کے اعداد نکال کر دعویٰ پیغمبری کرنا محض

یہودہ و یحییٰ و یوحنا باز بچہ طفلاں ہے جو کوئی بھی ذی عقل اس طرف خیال کو جانے کی بھی

اجازت نہیں دے گا اس کے علاوہ مرزا صاحب اپنے دعویٰ پیغمبری مسیح موعودی کے

۱۔ مستہام بمعنی سرگشتہ و حیران حکیم صاحب بھی ان کے مصدق بکر سخت حیرانی میں ہیں دنیائے

حیاء دامن گیر ہے۔ خدا ہدایت بخشے۔ آمین۔ ۱۲۔ امنہ عفی عنہ

اثبات میں حسب ذیل بھی لکھتے ہیں۔

(الف) یہ وہی زمانہ ہے جس کی طرف ایک حدیث میں یہ اشارہ ہے۔ یہ وہ زمانہ ہے جو اس عاجز پر کشفی طور پر ظاہر ہوا۔ جو کمال طغیان اس کا اس سن ہجری میں ہوگا۔ جو آیت ”وَإِنَّا عَلَىٰ ذَهَابٍ بِهٖ لِقَادِرُونَ“ (پ ۱۸ سورۃ المؤمنون آیت ۱۸) بحساب جمل مخفی ہے۔ ۱۲ھ۔ ملخصاً (بلفظ صفحہ ۶۵۷۔ ازالہ اوہام)

(ب) جو اعداد آیت انا علی ذہاب بہ لقادرون سے سمجھا جاتا ہے۔ یعنی ۱۸۵۷ء کا زمانہ تو ساتھ ہی اس عاجز کا مسیح موعود ہونا بھی ثابت ہو جائے گا۔ اس آیت میں ۱۸۵۷ء کی طرف اشارہ ہے جس میں ہندوستان میں ایک مفسدہ عظیم پیدا ہو کر آثار باقیہ اسلامی سلطنت کے ملک ہند سے ناپید ہو گئے تھے کیونکہ اس آیت کے اعداد بحساب جمل ۱۲ھ ہیں۔ اور یہ سال ۱۸۵۷ء اس کے ساتھ مطابق ہوتا ہے۔ ضعف اسلام کا زمانہ یہی ۱۸۵۷ء ہے جس کی بابت آیت میں حکم ہے کہ قرآن زمین پر سے اٹھالیا جائے گا۔ سو ۱۸۵۷ء میں مسلمانوں کی ایسی ہی حالت ہو گئی تھی۔ بجز بد چلتی اور فسق اور فجور کے اسلام کے رئیسوں کو اور کچھ یاد نہیں تھا اور سرکار انگریزی کے ساتھ بغاوت کی اور مولویوں نے فتاویٰ جہاد کا دیا۔ انہی معنوں سے کہا گیا ہے کہ آخری زمانہ میں قرآن آسمان پر اٹھایا جائے گا۔ پھر انہیں حدیثوں میں لکھا ہے۔ کہ

۱۔ حروف واو کو مرزا صاحب نے چھوڑ دیا۔ منہ عفی عنہ

۲۔ مرزا صاحب نے قرآن شریف کا زمین پر سے آسمان پر اٹھایا جانا لکھا ہے جیسا کہ حدیثوں میں قیامت کی علامات میں درج ہے لیکن شاید مرزا صاحب قرآن شریف کو صرف ہندوستان اور بالخصوص پنجاب کے واسطے نازل ہوا ہو سمجھتے ہیں کیونکہ جب ہندوستان میں ہوا تو باقی تمام

(باقی صفحہ ۳۶۳)

دوبارہ قرآن کو زمین پر لانے والا ایک مرد فارسی الاصل ہوگا جیسا فرمایا ”لو کان الا
یمان معلقا بالشریا۔ الحدیث۔ (ملقطاً بلفظہ۔ صفحہ ۷۲۲ سے ۷۲۷ تک ازالہ اوہام)

حضرات ناظرین۔ مرزا صاحب کے اختلافات کہ (سج موعودی کا دعویٰ اپنے
نام غلام احمد قادیانی ۱۳۰۰ء سے کیا جس کو قریباً پندرہ سال ہوئے ادھر اب ۱۲۷۳ھ یا
۱۸۵۷ء بیان کرتے ہیں جس کو چالیس سال کا عرصہ گزرتا ہے اور قرآن شریف کا
زمین پر سے اٹھائے جانے اور مرزا صاحب فارسی الاصل کا دوبارہ قرآن شریف کو
زمین پر لانے) پر نظر نہ کر کے اصل مدعا مرزا صاحب کا ظاہر کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ
آیت شریف کے اعداد میں ۱۲۷۳ھ جو ۱۸۵۷ء کے مطابق ہے۔ میرے مسج موعودہ
نے کاشیوت ہے سواب آپ کو یہ دیکھنا ہے کہ ہندوستان میں غدر ۱۸۵۷ء کے کس کس
ماہ انگریزی میں ہوا تھا۔ اور وہ ماہ انگریزی کس کس ماہ قمری کے اور سن ہجری کے مطابق
ہیں۔ تو تاریخ (واقعات ہند) کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۰ ماہ مئی ۱۸۵۷ء میں
اول اول چھاؤنی میرٹھ میں غدر ہوا۔ یہ تاریخ ۱۰ مئی ۱۸۵۷ء مطابق ۱۵ رمضان
۱۲۷۳ھ کے ہوتی ہے۔ اور ماہ جون و جولائی ۱۸۵۷ء کو دیگر اضلاع میں غدر اور جنگ

(بقیہ صفحہ سابقہ) اسلامی ممالک سے بھی قرآن شریف اٹھایا گیا لیکن یہ ہرگز نہیں ہوا تو خوب
آیت شریف اور حدیث کی آپ نے تصدیق کی کہ صرف پنجاب اور کسی قدر حصہ ہندوستان
سے قرآن شریف اٹھالیا گیا اور باقی تمام دنیا میں موجود رہا۔ پھر جس قرآن کو مرزا صاحب
دوبارہ دنیا پر آسمان سے لائے اسی میں یہ آیت ”انا انزلناہ قریباً من القادیان“ بھی لکھی
ہوئی ہوگی۔ سبحان اللہ آپ کی تاویلات اور استعارات کیا ہیں جس پر عقل کی آمد ہے روندے
گرے چلے جاتے ہیں۔ ۱۲ منہ غشی عنہ

ہوتے رہے اور سرکار انگریزی کا تسلط ہو گیا، گویا ماہ شوال اور ذیقعد اور غایت الامر ذی الحج ۱۲۷۳ھ ہجری المقدس تک غدر کا خاتمہ ہو گیا۔ پس اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ ۱۸۵۷ء کے غدر کا زمانہ ۱۲۷۳ھ کے مطابق نہیں ہوا بلکہ ۱۲۷۳ھ ہجری کے مطابق ہوا جسکی بابت راقم الحروف کو القاء ربانی سے وہ حصہ حدیث شریف کا یاد دلایا گیا ہے۔ جو صحیح بخاری کے کتاب الفتن اور باب الفتنہ من قبل المشرق میں ہے۔ (یعنی فتنہ مشرق کی طرف سے ہوگا) جس کو مرزا صاحب بھی تسلیم کر چکے ہیں۔ کہ دجال مشرق یعنی ملک ہندوستان سے نکلے گا۔ وہ حدیث شریف اس طرح پر ہے۔ فرمایا حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ”اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي يَمِينِنَا“۔ یعنی اے خداوند کریم ہمارے شام اور یمن میں برکت دے اس مکان پر مشرق اور نجد کے لوگ بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضرت وفی نجدنا یعنی ہمارے نجد مشرق کے واسطے بھی دعا برکت فرمائیے۔ تب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین دفعہ شام اور یمن کے واسطے ہی دعا برکت فرمائی اور تیسری دفعہ کے بعد حضرت نے ملک مشرق اور نجد کے حق میں فرمایا۔ ”هناك الزلازل والفتن وبها يطلع الشيطان“۔ (۱۲۷۳) یعنی اس طرف یا اس جگہ (نجد یا مشرق) میں زلزلے اور فتنے ہوں گے۔ اور وہاں سے شیطان نکلے گا۔ سو اس میں کچھ شک نہیں کہ قادیان میں ہمیشہ فتنے نکلتے رہتے ہیں۔ اور زلزلے بھی۔ اسی حصہ حدیث شریف ”هناك الزلازل والفتن وبها يطلع الشيطان“۔ کے اعداد بحساب جمل (۱۲۷۳) سن ہجری کے مطابق ہوتے ہیں جو غدر ۱۸۵۷ء کے عین مطابق ہوتا ہے جس کی صداقت یوں بھی بخوبی ہوتی ہے کہ جب سے ۱۲۵۹ھ میں

مرزا صاحب پیدا ہوئے۔ جو ۱۸۲۲ء کے برابر ہے۔ اس وقت لارڈ الن براگورز جنرل کا زمانہ تھا۔ جس نے کابل اور غزنی وغیرہ پر چڑھائی کر کے ان کو بڑی بہادری سے فتح کیا جیسے تواریخ میں لکھا ہے کہ ”غزنی کو فتح کر کے بالکل مسمار کر دیا وہاں سے کابل کی طرف روانہ ہو کر جرنیل پالک کے پاس آپہنچے اسکے بعد افغانوں کی دغا بازی کی سزا میں کابل کے بڑے بازار کو جلا کر بالکل خاک میں ملا دیا۔“ (بلفظہ واقعات ہند۔ صفحہ ۲۱۲)

ان دنوں عین جنگ کے وقت زلزلہ بھی آیا۔ جیسے لکھا ہے کہ ”جب قلعہ کی فصیل کی ذرا مرمت کر چکے تو ایک ایسا زلزلہ آیا کہ وہ گر پڑی۔“ (بلفظہ واقعات ہند ص ۲۱۱) یہ ہے مرزا صاحب کی تولید کی تاریخ اور حدیث شریف کی صداقت۔ اب مرزا صاحب کی تاریخ بلوغت کا حال سنئے۔ جو ۱۲۳۷ھ مطابق ۱۸۵۷ء زمانہ غدر گذرا ہے۔ اس وقت کے لوگ اب بھی یقین ہے بہت سے زندہ موجود ہیں۔ زمانہ غدر میں جو کچھ گزرا ہے۔ تاریخ میں درج اور لوگوں کو یاد ہے کہ کیا کیا حالتیں مخلوقات کی ہوئیں جو ناگفتہ بہ ہیں۔ حتیٰ کہ سلطنت اسلامی کی رہی سہی کا بھی ستیاناس ہو گیا۔ بہادر شاہ کو جلا وطن کر کے دہلی سے رنگون میں پہنچایا اور اس کے دو بیٹے اور ایک پوتا دہلی کے فتح ہوتے ہی گولی سے مار ڈالے گئے۔ اور سرکار انگلشیہ کو بھی ناحق نقصان آپ کے اثر سے پہنچا۔ (دیکھو... واقعات ہند کا صفحہ ۲۳۱)

پھر جب ۱۳۰۰ھ سے اپنے نام غلام احمد قادیانی کی تاریخ نکالی جو ۱۸۸۲ء کے مطابق ہوئی جس پر بڑے زور سے دعویٰ مسیح موعودی کا کیا۔ تب اپنے بھائی مہدی

۱۔ اسلامی تاریخ... اس نام پر بجا خود مٹے ہوئے اپنے آپ کو ظاہر کرتے ہیں۔ ۱۲۔ منہ عنہ

سوڈانی کے اثر ہم عصری کا دکھا کر خوب جنگ کروایا سخت کشت و خون ہوئے پھر اب ۱۸۹۶ء و ۱۸۹۷ء جب مہدی مسعود ہونے کا دعویٰ کیا تو تمام جہان کو قحط سخت و امساک باران و بلاء طاعون اور زلزلوں نے برباد کر دیا اور یہ اثر آپ کا اب تک جاری اور روز بروز ترقی پر ہے۔ خداوند کریم مرزا صاحب کے ان تمام تاثیرات سے سب کو بچائے۔ آمین ثم آمین۔ یہ ہیں مرزا صاحب کی پیدائش سے آج تک کے حالات جو حدیث شریف کی صداقت سے پورے ہوئے ہیں۔ اور جو شاہان سلطنت اور رعایا دونوں کو آپ کے وجود کے اثر نے تکالیف پہنچائیں۔ الغرض خلاصہ مرزا صاحب اور مہدی سوڈانی کی مطابقت کا یہ ہے کہ۔

(۱) مرزا صاحب بھی ۱۲۵۹ھ میں پیدا ہوئے اور مہدی سوڈانی بھی اسی سال پیدا ہوئے۔

(۲) مہدی سوڈانی نے ۱۸۸۲ء میں دعویٰ مہدویت کا کیا مرزا صاحب نے بھی اسی سال میں دعویٰ نبوت اور مسیح موعود کا کیا۔

(۳) مہدی سوڈانی کا نام محمد احمد تھا۔ اور مرزا صاحب کا نام غلام احمد ہے احمد کا نام دونوں ناموں میں موجود ہے۔

(۴) مہدی کا ذب سوڈان میں پیدا ہوئے اور مرزا صاحب قادیان میں۔

(۵) مہدی و سوڈانی اپنے آپ کو عالم فاضل اسلام پرست کہلاتے تھے مرزا صاحب بھی اپنے برابر کسی کو عالم و فاضل اور اسلام پرست نہیں سمجھتے۔

(۶) مہدی سوڈانی کے پاس کثرت از دواج سے محل سرا بھرے ہوئے تھے۔ مرزا صاحب کو بھی کثرت از دواج کا نہایت شوق ہے گو میسر نہیں۔

البتہ مہدی سوڈانی ایک بات میں مرزا صاحب سے بڑھ کر ہیں اور مرزا صاحب بھی ایک بات میں مہدی سوڈانی سے بڑھ کر ہیں وہ یہ کہ مہدی سوڈانی کے پاس تین لاکھ فوج تھے جان نثار موجود تھی۔ مگر مرزا صاحب کے پاس صرف دو سو چھپانوے دیسی مرید خاص الخاص موجود ہیں۔ اور مرزا صاحب بڑھ کر یوں ہیں کہ مہدی سوڈانی نے صرف مہدویت کا دعویٰ کیا تھا۔ مرزا صاحب نے مسیح موعود اور مہدی موعود دونوں کا دعویٰ کیا۔ اب فرق صرف اتنا ہے کہ مہدی سوڈانی مرچکے ہیں اور مرزا صاحب ابھی زندہ ہیں خواہ دائم المریض ہی سہی۔

اب میں اصل مطلب پر آتا ہوں۔ مرزا صاحب نے ایک عجیب بات یہ لکھی ہے کہ ”مہدی مسعود کے پاس ایک چھپی ہوئی کتاب ہوگی جس میں اس کے دوستوں کے نام معہ مسکن اور خصال کے درج ہوں گے۔“ سو عبارت حدیث میں لفظ صحیفہ مختومہ لکھا ہے جس کے معنی مرزا صاحب نے خطوط وحدانی میں (اے مطبوعہ) اپنی طرف سے لکھ کر چھپی ہوئی کتاب لکھے ہیں۔ مختوم کے معنی ہرگز ہرگز چھپی ہوئی کتاب کے نہیں ہیں۔ جیسے اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن شریف میں سورہ البقرہ میں فرمایا ہے ”خَتَمَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَعَلَىٰ سَمْعِهِمْ“۔ (پ سورہ البقرہ آیت ۷) یعنی مہر کر دی اللہ نے ان کے (کافروں کے) دلوں پر اور ان کے کانوں پر۔ پھر دوسری جگہ سورہ المطففین میں فرماتا ہے کہ ”يَسْقُونَ مِنْ رَّحِيْقٍ مَّخْتُوْمٍ خَتَمَهُ مِسْكٌ“ (پ ۳۰ آیت ۲۵، ۲۶) یعنی پلائی جائے گی شراب خالص مہر کی ہوئی میں سے اور مہر کرنے کی چیز اس کی خوشبو (مشک) ہے اسی طرح تمام احادیث اور کتاب مجمع بحار الانوار شرح کتب حدیث و دیگر کتب لغت میں مختوم کے معنی بموجب معنی قرآنی مہر کی

ہوئی کے لکھے ہیں۔ ان کی عبارات کو باعث عدیم الفرستی نقل نہیں کیا گیا۔ اور نہ ضرورت ہے۔ ہر کوئی خود دیکھ سکتا ہے۔ البتہ مرزا صاحب پر مجھے یقین نہیں کہ وہ کسی کتاب کو دیکھیں۔ جب کہ وہ قرآن شریف ہی کی مخالفت میں اپنے گھر کے معنی کر رہے ہیں۔ اور نہ کسی کی بات کو قبول کریں گے۔ جبکہ وہ خدا تعالیٰ کی بات اور حکم کو نہیں مانتے۔ لیکن یہ ضرور ہے کہ مرزا صاحب کی ہی تحریرات الہامی کو پیش کیا جائے تاکہ دوسرے حضرات ناظرین کو بھی معلوم ہو جائے۔ پھر مرزا صاحب کا اختیار ہے خواہ وہ اپنے الہامی تحریرات اور دستاویزات کو اختیار کریں یا انکار۔ مرزا صاحب کی عبارات ذیل میں لکھی جاتی ہیں۔

(الف) مرزا صاحب اپنے مرید خالص جی فی اللہ میر عباس علی صاحب لودھیانوی کی نسبت (جب وہ مرزا صاحب کی بیعت توڑ کر ان کے سخت دشمن بن گئے) لکھتے ہیں انسان کا دل اللہ جل شانہ کے قبضہ میں ہے۔ میر صاحب تو میر صاحب ہیں اگر وہ چاہے تو دنیا کے ایک بڑے سنگدل اور مختوم القلب آدمی کو ایک دم میں حق کی طرف پھیر سکتا ہے۔ (بلفظہ۔ رسالہ آسمانی فیصلہ صفحہ ۲۷۔ دسمبر ۱۸۹۱ء کا آخری ورق)

(ب) اجنبیت سے ترک ادب اور ترک ادب سے ختم علی القلب اور ختم علی القلب سے جہر کی عداوت بلفظہ، وہی رسالہ آسمانی فیصلہ مرزا صاحب کا آخری ورق۔

کیا ان مندرجہ بالا تحریروں میں مرزا صاحب نے مختوم القلب کے معنی چھاپہ شدہ دل اور ختم علی القلب کے معنی چھاپہ اوپر دل کیلئے ہیں یا کئے ہیں۔ ذرا مرزا صاحب ہی اپنے لکھے ہوئے پر غور کریں اور وہ اور ان کے مرزائی جمع ہو کر قرآن شریف یا کسی حدیث شریف یا کسی شرعی یا غیر شرعی کتاب سے نکال کر تو دکھائیں کہ مختوم کے معنی

چھاپہ شدہ کے ہیں۔ مگر ہرگز نکال کر نہیں دکھاسکیں گے۔ بلکہ مرزا صاحب نے حدیث میں (اے مطبوعہ) کے لفظ کو بڑھا کر اپنی طرف سے چھاپہ شدہ کے معنی کئے ہیں۔ چلو مطبوعہ کے ہی معنی قرآن شریف یا حدیث شریف سے چھاپہ شدہ کے نکال کر پیش کریں بلکہ تمام کتب دینیات میں طبع کے معنی بھی ختم کے پائے جائیں گے۔ پس دعویٰ مرزا صاحب کا باطل ہوا۔

تمام لوگ جن کو عربی الفاظ کے معنی سمجھنے کا کچھ بھی ملکہ ہے وہ سب حدیث مذکورہ کے معنی یہی کریں گے۔ کہ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ ایک بستی میں پیدا ہوں گے جس کا نام کرعہ ہے۔ اس کی تصدیق خداوند کریم کریگا۔ اس کے دوستوں کو جو بدر کی تعداد کے مطابق تین سو تیرہ ہیں جمع کرے گا۔ اور حضرت رضی اللہ عنہ کے پاس ایک کتاب مہربندی ہوگی (جیسے ڈاک خانوں میں پمفلٹ یا پارسل وغیرہ بند ہو کر اور ان پر مہربن لگ کر ایک دوسرے کے پاس بھیجی جاتی ہیں۔ تاکہ کوئی سوائے مکتوب الیہ کے کھول نہ سکے) اس کتاب میں ان کے دوستوں کے نام معدان کے مسکن شہروں اور خصلتوں کے درج ہونگے۔

حضرات ناظرین! اب غور فرمائیے گا۔ (الف) کہ مرزا صاحب کرعہ گاؤں

میں پیدا نہیں ہوئے۔ جو اس وقت عرب میں درمیان مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے اور چاہ عسفان کے پاس آباد موجود ہے۔ (دیکھو ص ۱۰۲-۱۰۳ کتاب ہذا)

(ب) خداوند کریم نے مرزا صاحب کی کوئی تصدیق نہیں کی بلکہ تکذیب در تکذیب۔

(ج) مرزا صاحب کے دوست تین سو تیرہ ہیں۔ جن کے نام فہرست میں لکھے ہیں۔

ان میں سترہ آدمی نمبر ہائے ۹۱-۹۳-۹۶-۹۹-۱۰۰-۱۰۷-۱۱۳-۱۳۲-۱۳۳-۱۳۷

۱۲۸-۱۶۹-۲۸۳-۲۸۶-۲۹۳-۲۹۵-۳۱۰۔ مردہ ہیں جو مدتوں سے فوت شدہ

درج کر دیئے گئے ہیں۔ کیا حدیث کے لفظوں میں یہ بھی درج ہے۔ کہ ان تین سوتیرہ

میں سترہ آدمی مرے ہوئے بھی ہوں گے۔ پھر بعض ناموں کے ساتھ معذرت و ہر دو

زوجہ وغیرہ بھی لکھا ہے۔ کیا حدیث میں یہ بھی ہے کہ ان کی عورتیں بھی ساتھ ہوں گی۔

(د) مرزا صاحب کے دوست مندرجہ فہرست کبھی قادیان میں ایک وقت پر جمع نہیں

ہوئے اگرچہ زندوں کا قادیان میں مرزا صاحب کے پاس جمع ہو جانا ممکن ہے۔ لیکن

جو سترہ آدمی ہیں وہ تو کبھی بھی جمع نہیں ہو سکتے تھے۔ نہ ہوئے۔ جب مرزا صاحب

کے پاس ان کے دوست جمع نہیں ہوئے تو حدیث کی صداقت کیسے ہو سکتی ہے۔ البتہ

اگر مرزا صاحب کے مسریری روح جمع ہو گئے ہوں تو عجب نہیں۔

(ہ) کیا کتاب مختومہ مرزا صاحب کے پاس اسی وقت سے تھی جب کہ وہ پیدا ہوئے

۱۲۵۹ھ میں یا جب آپ نے ظہور مہدویت و عیسویت فرمایا ۱۳۰۰ھ ہجری میں اور وہ

کتاب کس کے رو برو کھولی گئی اور کہاں اور کب یا یہ کہ اس ۱۳۱۲ھ میں ایک فہرست

پوچھ پاچھ کر لکھ دی اور جب پورے تین سوتیرہ نہ ہوئے تب اس میں سترہ مردے بھی

درج کر دیئے۔ چاہئے تھا کہ مرزا صاحب کے پاس پیدا ہوتے ہی کتاب ہوتی

بشرطیکہ کاذب نہ ہوتے۔

(و) ایک بہت بڑی علامت ان کی خصلتوں کی حدیث میں درج ہے۔ مگر افسوس

مرزا صاحب نے اپنے دوستوں میں سے ایک کی بھی کوئی خواہر خصلت درج نہیں کی

پھر کتاب پر جو مرزا صاحب اپنی حدیث کی صداقت میں پیش کرتے ہیں۔ اس کا حال

سنئے کہ مرزا صاحب نے پہلے اپنے دوستوں کے نام جگہ جگہ سے بذریعہ خط دریافت

کے پھر ان کو جمع کیا پھر ان کی ایک فہرست بنائی۔ پھر وہ فہرست خوشنویس سے لکھوائی پھر چھاپہ والا کو دی۔ چھاپہ والا نے اس کو پتھر پر جمایا۔ پھر پریس والوں نے اس کو چھاپ چھاپ کر الگ الگ رکھا پھر ورقوں اور صفحات کو ملایا۔ اور مرزا صاحب کے پاس پہنچایا۔ تب مرزا صاحب کی طرف سے دوستوں اور دشمنوں کے پہنچ گئی۔

سبحان اللہ! مرزا صاحب نے کیا کمال کیا ہے کہ ادھر ادھر کے نام بیعت کا بہانہ کر کے لکھوا منگوائے۔ اور سب کو ایک فہرست میں لکھ کر چھاپنے کے واسطے دے دیئے۔ اور اصحاب بدر کے نام سے مشہور کر دیئے۔ جیسے خود لکھتے ہیں کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ بعض فوائد منافع بیعت کہ جو آپ لوگوں کیلئے مقدر ہیں۔ اس انتظام پر موقوف ہیں۔ کہ آپ سب صاحبوں کے اسماء مبارکہ ایک کتاب میں بقید ولایت و سکونت مستقل و عارضی کسی قدر کیفیت کے ساتھ اندراج پائیں۔ اور چھپوا کر ایک ایک کاپی تمام بیعت کرنے والوں کے پاس بھیج دی جائے۔ (بلفظہ ملخصاً صفحہ ۲۱) تکمیل تبلیغ۔ مطبوعہ ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء)

یہی اسماء مبارکہ ہیں جو مرزا صاحب نے پہلے ۱۸۸۹ء میں جس کو عرصہ آٹھ سال کا گزرا ہے۔ لکھوا منگوائے تھے۔ اور اب ۱۸۹۶ء میں ضمیمہ ذمیرہ میں چھپوا کر مہدی موعود کا بھی دعویٰ کر دیا۔ اور مرزا صاحب نے یہاں یہ بھی لکھا ہے کہ ”پہلے اس سے آئینہ کمالات اسلام میں تین سو نام درج کر چکا ہوں۔“ مگر جب آئینہ کمالات مرزا صاحب کا دیکھتا ہوں تو اس میں بھی ان کا دروغ بے فروغ ہی پایا جاتا ہے کیونکہ وہ لکھتے ہیں۔

کیفیت جلسہ : ۲۷۔ دسمبر ۱۸۹۲ء بمقام قادیان ضلع گرداسپور اس جلسہ کے موقع پر اگرچہ پانچ سو کے قریب لوگ جمع ہو گئے تھے۔ لیکن وہ احباب اور مخلص جو محض اللہ شریک جلسہ ہونے کیلئے دور دور سے تشریف لائے تھے ان کی تعداد قریب تین سو پچیس کے پہنچ گئی تھی۔ (ملفوظہ - صفحہ ۱) لیکن فہرست احباب جو صفحہ ۲ سے ۷۱ تک لکھی ہے۔ اس میں تین سو ستائیس نام لکھے ہیں۔ (ملخصاً)

”جب میاں بٹالوی نے اس عاجز کے کافر ٹھہرانے میں توجہ فرمائی تھی اس وقت صرف ۵۵۔ احباب تھے اور اب اس جلسہ سالانہ میں بجائے ۷۵ کے تین سو ستائیس احباب شامل جلسہ ہوئے۔“ (ملفوظہ ملخصاً صفحہ ۱۸)

اس کے آگے جب مرزا صاحب تنبول (چندہ) لینے بیٹھے تو کل ۹۲ ہی آدمی درج فہرست کئے۔ (ملخصاً صفحہ ۲۰ سے ۲۳ تک)

حضرات ! اب مرزا صاحب کے دروغ پر غور فرمائیے گا کہ خود لکھتے ہیں۔ ہم نے تین سو نام آئینہ کمالات میں درج کیا ہے۔ جب اس کو دیکھا جاتا ہے۔ تو ایک جگہ تین سو پچیس لکھتے ہیں پھر اسی جگہ تین سو ستائیس لکھتے ہیں۔ پانچ سو بھی لکھتے ہیں اور چندہ دہندگان کے نام کل بانوے ہی درج کئے ہیں۔ اس سے یقین ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کے دوست وہی بانوے تھے۔ جنہوں نے چندہ دیا۔ باقی سب تماشائی تھے۔ پس تمام وجوہات بالا سے ثابت ہو گیا کہ حدیث مذکورہ سے مرزا صاحب کا ذرہ بھر لگاؤ نہیں بلکہ برعکس ان کی تکذیب کی تائید ہوئی اور مہدی کا زب برادر سوڈانی ثابت ہوئے۔ مرزائی اپنی آنکھیں کھول کر دیکھیں اور ایسے مہدی مصل سے سرخروئی

حاصل کریں۔

ناظرین! جب حضرت مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس حدیث شریف کے مطابق ظہور پر نور فرمائیں گے۔ تو ہر کہ وہ کے دل میں اللہ تعالیٰ ڈال دے گا۔ اور ہر مسلمان ان کو شناخت کر لے گا کہ حضرت مہدی امام آخر الزمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہی ہیں۔ فلینتظرہ۔

نہایت ہی تعجب! مجھے نہایت ہی تعجب اور حیرانی ہے اور سب سے زیادہ افسوس مرزا صاحب کے الہامی حافظہ پر ہے۔ کہ ناحق انہوں نے مہدی موعود بننے کی کوشش کی۔ اور خانہ زاد استعارات بے مغز کو کام میں لائے کیونکہ جس مہدی موعود ہونے کا خود بڑے زور سے دعویٰ کرتے ہیں۔ پہلے اس کے وجود کا سرے سے بڑے وثوق کے ساتھ انکار کر چکے ہیں۔ مرزا صاحب کی الہامی دستاویزات ملاحظہ کیلئے نذر کرتا ہوں۔

(الف) سنت جماعت کا مذہب ہے کہ امام مہدی فوت ہو گئے۔ آخری زمانہ میں انہیں کے نام پر ایک اور امام پیدا ہوگا لیکن محققین کے نزدیک مہدی کا آنا کوئی یقینی امر نہیں ہے۔ (ملفوظ صفحہ ۴۵۷۔ ازالہ اوہام)

(ب) امام مہدی کا آنا بالکل صحیح نہیں ہے۔ جب مسیح ابن مریم آئے گا تو امام مہدی کی کیا ضرورت ہے۔ (ملفوظ صفحہ ۵۱۸۔ ازالہ اوہام)

حاصل کلام! مرزا صاحب کا دعویٰ کہ میں مہدی موعود ہوں علاوہ اس بحث اور دلائل کے جو پیچھے گذر چکے ہیں۔ ان کی اپنی ہی تحریرات الہامی سے باطل ہو گیا۔

باطل بھی ایسا کہ تاویل واستعارہ کی بھی گنجائش نہیں رہی۔ نہایت ہی شرم اور ڈوب مرنے کا مقام ہے کہ خود ہی لکھتے ہیں کہ مہدی کا آنا بالکل صحیح نہیں ہے۔ پھر اسی مہدی کے ادعائی بنتے ہیں کہ حدیث کے مطابق میں ہوں اور یہ بھی مرزا صاحب نے جمہور کی مخالفت میں نرا دھوکا دیا ہے کہ اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے کہ ”امام مہدی فوت ہو گئے ہیں“۔ یہ مذہب اہل سنت و جماعت کا ہرگز نہیں دیکھو کتب احادیث و عقائد و سیر۔ یہ صحیح ہے کہ جب کسی کے دماغ میں فتور آ جاتا ہے۔ تو اس کو اگلی پچھلی باتیں یاد نہیں رہا کرتیں۔ مرزا صاحب اس میں مجبور اور معذور ہیں۔ (العیاذ باللہ)

الحمد للہ: علی احسانہ خلاصہ رسالہ انجام آتھم وضمیمہ اور اسکے مختصر جوابات جو مرزا صاحب کے ہی تحریرات والہامات سے دیئے گئے ہیں ختم ہوا۔ اب قبل اس کے کہ مرزا صاحب کے عقائد اور اعمال کی فہرست لکھوں دو باتوں کا اظہار ضروری اور لابدی ہے اول دعویٰ نبوت دوم توہینات انبیاء علیہم السلام جو مرزا صاحب نے اپنی تالیفات میں کی ہیں جس میں اہل اسلام کا متفقہ و مسلمہ مسئلہ و فتویٰ ہے کہ یہ کفر ہے۔ اگرچہ اس مختصر رسالہ میں متعدد جگہوں میں ان ہر دو امور کا ذکر اجمالاً و تفصیلاً آچکا ہے۔ لیکن ان ہر دو امور اہم کو الگ الگ لکھ دینا ناظرین کیلئے خالی از قاعدہ نہیں ہوگا۔ اسلئے اول دعویٰ نبوت۔ دوم توہینات انبیاء علیہم السلام۔ سوم عقائد۔ چہارم اعمال لکھے جائیں گے۔ بتوفیقہ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور اکثر عقائد اسلام حاشیہ پر لکھے جائیں گے۔



اول مرزا صاحب کی طرف سے دعویٰ نبوت

(۱) الہام ”قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰهُ“۔ (پ ۳ سورۃ

آل عمران آیت ۳۱) یعنی کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو میری تابعداری کرو۔ (بلفظہ

صفحہ ۲۳۹۔ براہین احمدیہ)

(۲) اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ عاجز خدا کی طرف سے اس امت کیلئے محدث ہو کر

آیا ہے۔ اور محدث بھی ایک معنی سے نبی ہوتا ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ سے ہمکلام ہونے

کا ایک شرف رکھتا ہے اور امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جاتے ہیں۔ اور رسول اور نبیوں کی

وحی کی طرح اس کی وحی کو بھی دخل شیطان سے منزع کیا جاتا ہے اور بعینہ انبیاء کی طرح

مامور ہو کر آتا ہے اور اس سے انکار کرتے والا مستوجب سزا ٹھہرتا ہے۔ (بلفظہ توضیح

مرام صفحہ ۱۸)

(۳) مرسل یزدانی و مامور رحمانی حضرت جناب مرزا غلام احمد قادیانی (بلفظہ ابتداء

صفحہ ۱۸) (مثیل پیچ) (ازالہ اوہام)

(۴) مجھ کو قادیان والوں نے نہایت تنگ کیا ہے۔ جس سے میں یہاں سے ہجرت

کرونگا میرے روحانی بھائی مسیح کا قول ہے۔ کہ نبی بے عزت نہیں مگر اپنے وطن میں۔

(بلفظہ صفحہ ابتدائی مرزا صاحب کا شحنة حق)

(۵) خدا نے مجھے آدم صفی اللہ کہا۔ مثیل نوح کہا۔ مثیل یوسف کہا۔ مثیل داؤد کہا

پھر مثیل موسیٰ کہا۔ پھر مثیل ابراہیم کہا پھر بار بار احمد کے خطاب سے مجھے پکارا۔

۱۔ دعوئے نبوت الخ۔ مسئلہ اگر کوئی کہے کہ میں پیغمبر ہوں یا رسول اللہ ہوں اور ارادہ اس کا خدا

کے رسول ہونے کا ہو تو کافر ہو۔ بلفظہ عقائد عظیم ص ۱۶۶ سطر ۱۴ اور دیگر کتب عقائد ۱۲۸

(بلفظہ صفحہ ۲۵۳۔ ازالہ اوہام)

(۶) پس واضح ہو کہ وہ مسیح موعود جس کا آنا انجیل اور احادیث صحیحہ کے رو سے ضروری

طور پر قرار پا چکا تھا۔ وہ تو اپنے وقت پر اپنے نشانوں کیساتھ آگیا اور آج وہ وعدہ پورا

ہو گیا جو خدا تعالیٰ کی مقدس پیشگوئیوں میں پہلے سے کیا گیا تھا۔ (بلفظہ صفحہ ۳۱۳

۳۱۳۔ ازالہ اوہام)

(۷) چونکہ آدم اور مسیح میں مماثلت ہے اس لئے اس عاجز کا نام آدم بھی رکھا اور مسیح

بھی۔ (بلفظہ صفحہ ۳۵۶۔ ازالہ اوہام)

(۸) خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں بھی اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا۔ اور نبی بھی۔

(بلفظہ ص ۵۳۳۔ ازالہ اوہام)

☆ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کی مؤلفہ براہین احمدیہ خدا کی طرف

سے۔ (نحوذ باللہ)
"THE NATURAL PHILOSOPHY
OF AHLE SUNNAT WAL JAMAT"

(۹) ہمارا گروہ سعید ہے جس نے اپنے وقت پر اس بندہ (مرزا صاحب) مامور کو

قبول کر لیا ہے۔ جو آسمان اور زمین کے خدا نے بھیجا ہے۔ (بلفظہ۔ صفحہ ۱۸۷۔ ازالہ

اوہام)

(۱۰) ہاں! محدث جو مرسلین میں سے ہے۔ امتی بھی ہوتا ہے۔ اور ناقص طور پر نبی

۱۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کی مؤلفہ براہین احمدیہ خدا کی کلام ہے۔ نحوذ

باللہ۔ ۱۲ منہ عفی عنہ

۲۔ مرزا صاحب ایک ہی وقت میں امتی بھی ہیں اور نبی بھی۔ یہ اجتماع الضدین ہے گویا ایک

ہی وقت میں رات بھی ہیں اور دن بھی سیاہ بھی ہیں اور سفید بھی، مسلمان بھی ہیں اور کافر بھی، یہ

محالات سے ہے۔ ۱۲ منہ عفی عنہ

بھی۔ (بلفظہ صفحہ ۵۶۹۔ ازالہ اوہام)

مرزا صاحب ایک ہی وقت میں امتی بھی ہیں اور نبی بھی۔ یہ اجتماع الضدین ہے گویا ایک ہی وقت میں رات بھی اور دن بھی سیاہ بھی سفید بھی مسلمان بھی اور کافر بھی یہ محالات سے ہے۔ ۱۲ منہ عفی عنہ

(۱۱) محدث کا وجود انبیاء اور امم میں بطور برزخ کے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے اگرچہ وہ کامل طور پر امتی ہے۔ مگر ایک وجہ سے نبی بھی ہوتا ہے۔ (بلفظہ صفحہ ۵۶۹۔ ازالہ اوہام)

(۱۲) میں تجھے زمین کے کناروں تک عزت کے ساتھ شہرت دوں گا۔ تیری محبت دلوں میں ڈال دوں گا۔ (بلفظہ صفحہ ۶۳۳۔ ازالہ اوہام) برعکس ہوا۔

(۱۳) احمد اور عیسیٰ اپنے جمالی معنوں کی رو سے ایک ہی ہیں۔ اسی کی طرف یہ اشارہ ہے۔ وَمُشْرِأُ بِرَسُولٍ يَأْتِيهِ مِنَ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ۔ (پ ۲۸ سورۃ القف)

آیت ۶) (بلفظہ صفحہ ۶۷۲۔ ازالہ اوہام) (یعنی یہ آیت شریف مرزا صاحب کے حق میں پیشگوئی ہے)

(۱۴) اور یہ آیت کہ هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ۔ (پ ۲۸ سورۃ القف آیت ۹) درحقیقت اسی سچ ابن مریم کے زمانہ سے متعلق ہے۔ (بلفظہ صفحہ ۶۷۵۔ ازالہ اوہام)

(۱۵) وہ آدم اور ابن مریم کی عاجز ہے۔ کیونکہ اول تو ایسا دعویٰ اس عاجز سے پہلے کبھی کسی نے نہیں کیا۔ اور اس عاجز کا یہ دعویٰ دس برس سے شائع ہو رہا ہے۔ (بلفظہ صفحہ ۶۹۵۔ ازالہ اوہام مطبوعہ ۱۳۰۸ ہجری)

(۱۶) اور ہر ایک شخص روشنی روحانی کا محتاج ہو رہا ہے۔ سو خدا تعالیٰ نے اس روشنی کو

دے کر ایک شخص دنیا میں بھیجا وہ کون ہے۔ یہی ہے جو بول رہا ہے۔ (بلفظہ صفحہ ۷۶۸۔)

(۷۶۹ ازالہ اوہام)

(۱۷) حضرت اقدس امام انا م مہدی دسج موعود مرزا غلام احمد علیہ السلام۔ (بلفظہ صفحہ

۶۵۔ رسالہ آریہ دھرم کا آخر نویس مؤلفہ مرزا صاحب)

(۱۸) میں جوان تھا جب خدا کی وحی اور الہام کا دعویٰ کیا اور اب میں بوڑھا ہو گیا

ہوں۔ اور ابتداء دعویٰ پر بیس برس سے بھی زیادہ گزر گیا۔ (بلفظہ ص ۵۰۔ انجام آتھم)

(۱۹) ان کو کہہ کہ اگر تم خدا سے محبت رکھتے ہو تو میرے پیچھے ہولو۔ تا خدا بھی تم سے

محبت کرے۔ (بلفظہ صفحہ ۵۲-۵۶۔ انجام آتھم)

(۲۰) اے احمد تیرا نام پورا ہو جائیگا قبل اس کے جو میرا نام پورا ہو۔ (بلفظہ صفحہ ۵۲ انجام

آتھم)
"THE NATURAL PHILOSOPHY
OF (۲۱) تیرے شان عجیب ہے۔ (بلفظہ صفحہ ۵۲۔ انجام آتھم)

۱۔ اس بارے میں ایک چار ورقہ رسالہ احسن الکلام فی بیان الصلوٰۃ والسلام، مرزا صاحب کے

حواری محمد احسن امروہی نے لکھا ہے اور مرزا صاحب پر درود بھیجنے والا بالالا والا ثابت کیا ہے۔ لکھا

ہے کہ اس کی (مرزا صاحب کی) محبت لوجہ اللہ مجبور کرتی ہے کہ اس کے نام کے ذکر کے بعد سلام

بھیجا جائے۔ (بلفظہ ص ۶ سطر ۱۰) مگر افسوس ہے مولوی محمد احسن امروہی کی محبت لوجہ اللہ پر کہ مرزا

صاحب کے ساتھ تو یہ محبت ہو لیکن پیغمبران اولوالعزم علیہم السلام کے ساتھ ایک ذرہ بھر بھی محبت

نہ ہو۔ اور ان کے نام پر درود و سلام نہ بھیجا جائے، جیسے اسی رسالہ میں وہ لکھتے ہیں۔ اس سے ثابت

ہے کہ حضرت آدم حضرت نوح حضرت ابراہیم حضرت موسیٰ حضرت عیسیٰ جیسے پیغمبران اولوالعزم

مقام شفاعت میں کھڑے نہ ہو سکیں گے۔ (بلفظہ ص ۷ سطر ۵، ۴) دیکھئے ان پیغمبران علیہم السلام

کے نام اقدس پر مطلق درود و سلام کی پرواہ تک نہیں کی واہ آپ کا ایمان۔ ۱۲ منہ عقی عنہ

(۲۲) میں نے تجھے اپنے لئے چن لیا ہے۔ (صفحہ ۵۲۔ انجام آتھم)

(۲۳) پاک ہے وہ جس نے اپنے بندہ کو رات میں سیر کرائی۔ (بلفظہ ص ۵۳۔ انجام آتھم)

(۲۴) تجھے خوشخبری ہوائے احمد تو میری مراد ہے اور میرے ساتھ ہے۔ (صفحہ ۵۵۔ انجام آتھم)

(۲۵) میں تجھے لوگوں کا امام بناؤں گا۔ (بلفظہ صفحہ ۵۵۔ انجام آتھم)

(۲۶) تو ہمارے پانی میں سے ہے۔ (بلفظہ صفحہ ۵۵۔ انجام آتھم)

(۲۷) خدا عرش پر سے تیری تعریف کرتا ہے۔ (بلفظہ صفحہ ۵۵۔ انجام آتھم)

(۲۸) ”إِنْ شَاءَ لَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ“۔ (پ ۳ سورۃ الکوثر آیت ۳) تیرا بد گو بے خبر ہے۔ (میاں سعد اللہ مدرس لودھیانہ صفحہ ۵۸ انجام آتھم)

(۲۹) نبیوں کا چاند (مرزا صاحب) آئے گا۔ (صفحہ ۵۸۔ ۶۰۔ انجام آتھم)

(۳۰) تو میرے ساتھ ہے اور میں تیرے ساتھ ہوں تیرا بھید میرا بھید ہے۔ (صفحہ ۵۹۔ انجام آتھم)

(۳۱) ابراہیم یعنی اس عاجز (مرزا صاحب) پر سلام۔ (صفحہ ۶۰۔ انجام آتھم)

(۳۲) اے نوح اپنی خواب کو پوشیدہ رکھ۔ (صفحہ ۶۰۔ انجام آتھم)

(۳۳) یہ کسی قدر نمونہ ان الہامات کا ہے۔ جو وقتاً فوقتاً مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوئے ہیں اور ان کے سواء اور بھی الہامات ہیں مگر میں خیال کرتا ہوں۔ کہ جس قدر

۱۔ مرزا صاحب کو معراج ہوا جس کا وہ خود انکار کرتے ہیں اور یہاں آیت شریف معراج کا

آپ پر نزول دوبارہ ہوا۔ ۱۲ منہ غشی عنہ

میں نے لکھا ہے۔ وہ کافی ہے اب ظاہر ہے کہ ان الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے یہ خدا کا فرستادہ۔ خدا کا مامور۔ خدا کا امین۔ خدا کی طرف سے آیا ہے جو کچھ کہتا ہے۔ اس پر ایمان لاؤ۔ اس کا دشمن جہنمی ہے۔ (بلفظہ صفحہ ۶۲۔ انجام آتھم)

(۳۵) جس نے تیری بیعت کی اس کے ہاتھ پر خدا کا ہاتھ۔ (صفحہ ۷۸۔ انجام)

(۳۶) وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ۔ تجھ کو تمام جہاں کی رحمت کے

واسطے بھیجا۔ (صفحہ ۷۸۔ انجام آتھم)

(۳۷) إِنِّي مَرْسَلَك إِلَىٰ قَوْمِ الْمُفْسِدِينَ۔ میں نے تجھ کو قوم مفسدین کی

طرف رسول بنا کر بھیجا۔ (صفحہ ۷۹۔ انجام آتھم)

(۳۸) مجھ کو خدا نے قائم کیا مبعوث کیا اور خدا میرے ساتھ ہمکلام ہوا۔ (صفحہ ۱۱۳۔

انجام آتھم) THE NATURAL PHILOSOPHY

(۳۹) خدا کا روح میرے میں باتیں کرتا ہے۔ (صفحہ ۱۶۷۔ انجام آتھم)

(۴۰) جو شخص مجھے بے عزتی سے دیکھتا ہے۔ وہ اس خدا کو بے عزتی سے دیکھتا ہے

جس نے مجھے مامور کیا اور جو مجھے قبول کرتا ہے وہ اس خدا کو قبول کرتا ہے۔ جس نے

مجھے بھیجا ہے۔ (صفحہ ۳۶۶۔ ضمیر انجام آتھم)

(۴۱) خدا ان سب کے مقابل پر میری فتح کریگا کیونکہ میں خدا کی طرف سے ہوں

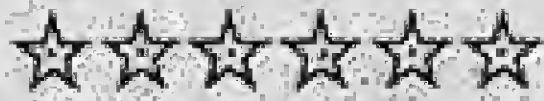
پس ضرور ہے بموجب آیہ کریمہ ”كَتَبَ اللَّهُ لَا غَلِبَنَّا أَنَا وَرُسُلُنَا“۔ (پ ۲۸ سورۃ

مجادلہ آیت ۲۱) میری فتح ہو (بلفظہ صفحہ ۵۸۔ ضمیر انجام آتھم)

(۴۲) میرے پاس خدا کے نشان بارش کی طرح برس رہے ہیں۔ (بلفظہ ص ۵۷۔

۶۲۔ ضمیر انجام آتھم)

یا داشت : دعویٰ نبوت کفر ہے۔ (دیکھو عقائد عظیم صفحہ ۱۶۶۔ دیگر کتب عقائد)



دوم توہینات انبیاء علیہم السلام

(۱) میں سچ جانتا ہوں کہ مسیح کے ہاتھ سے زندہ ہونے والے مر گئے جو شخص

میرے ہاتھ سے جام پئے گا وہ ہرگز نہ مرے گا۔ (بلغتہ صفحہ ۲۔ ازالہ اوہام)

(۲) جس قدر حضرت مسیح کی پیشگوئیاں غلط نکلیں اس قدر صحیح نہیں نکلیں۔ (بلغتہ

صفحہ ۷۔ ازالہ اوہام)

(۳) حضرت موسیٰ کی پیشگوئیاں بھی اس صورت پر ظہور پذیر نہیں ہوئیں۔ جس

صورت پر حضرت موسیٰ نے اپنے دل میں امید باندھی تھی۔ غایۃ مافی الباب یہ ہے کہ

حضرت مسیح کی پیشگوئیاں زیادہ غلط نکلیں۔ (صفحہ ۸۔ ازالہ اوہام)

(۴) سیر معراج (حضرت صلی اللہ علیہ وسلم) اس جسم کثیف کے ساتھ نہیں تھا۔ (بلغتہ۔

صفحہ ۴۷۔ ازالہ اوہام)

۱۔ توہینات انج... مسئلہ جو کوئی پیغمبر خدا کی اہانت کرے وہ کافر ہے۔ ”عقائد عظیم ص ۱۶۶،

۱۷۰“ مسئلہ ہر پیغمبر کی جناب میں بے ادبی کرنا کفر ہے۔ بلغتہ ضمان الفردوس ص ۳۲ سطر ۱

و دیگر کتب عقائد مالا بد نہ ص ۱۵۸ منہ غشی عنہ

۲۔ کثیف انج... مسئلہ جو کوئی پیغمبر علیہ السلام کے بال کو بائز یا بالٹا کہے وہ کافر ہے۔ ”بلغتہ

عقائد عظیم ص ۱۷۱ سطر ۱۲“ مسئلہ جس کلمے میں کسی طرح کی بے ادبی یا اہانت جناب رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی پائی جائے وہ یقیناً کفر ہے۔ بلکہ ایسا شخص واجب القتل ہے۔ بلغتہ ص ۳۶

سطر ۲۰ ضمان الفردوس ۱۲

(۵) بلکہ اکثر پیشگوئیوں میں ایسے اسرار پوشیدہ ہوتے ہیں۔ کہ خود انبیاء کو ہی جن پر وہ وحی نازل ہو سمجھ میں نہیں آسکتی۔ (صفحہ ۱۴۰۔ ازالہ اوہام)

(۶) انیک منم کہ حسب اشارات آدم عیسیٰ کجا ست تا بہ نہد یا بمنبرم (بلفظہ صفحہ ۱۵۸ ازالہ اوہام)

(۷) یہ حضرت مسیح کا معجزہ (پرندے بنا کر انہیں پھونک مار کر اوڑانا) حضرت سلمان کے معجزہ کی طرح عقلی تھا۔ تاریخ سے ثابت ہے۔ کہ ان دنوں ایسے امور کی طرف لوگوں کے خیالات جھکے ہوئے تھے۔ کہ جو شعبہ بازی کی قسم میں سے دراصل بے سود اور عوام کو فریفتہ کرنے والے تھے۔..... تعجب کی جگہ نہیں کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح کو عقلی طور پر ایسے طریق پر اطلاع دے دی ہو۔ جو مٹی کا کھلونا کسی کل کے دبانے یا کسی پھونک مارنے کے طور پر ایسا پرواز کرتا ہو۔ جیسے پرندہ پرواز کرتا ہے اگر پرواز نہیں تو پیروں سے چلتا ہے کیونکہ حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے ہیں اور ظاہر ہے کہ بڑھئی کا کام درحقیقت ایک ایسا کام ہے کہ جس میں کلوں کے ایجاد کرنے اور طرح طرح کی صنعتوں کے بنانے میں عقل تیز ہو جاتی ہے۔ (بلفظہ ملقطاً صفحہ ۳۰۲۔ ازالہ اوہام)

(۸) اس سے کچھ تعجب نہیں کرنا چاہئے۔ کہ حضرت مسیح نے اپنے دادا سلیمان کی طرح اس وقت کے مخالفین کو یہ عقلی معجزہ دکھایا ہو کیونکہ حال کے زمانہ میں بھی دیکھا جاتا ہے کہ اکثر صنایع ایسی ایسی چڑیاں بنا لیتے ہیں کہ وہ بولتی بھی ہیں اور ہلتی بھی ہیں اور دم بھی ہلاتی ہیں۔ بمبئی اور کلکتہ میں بھی ایسے کھلونے بہت بنتے ہیں اور یورپ اور امریکہ کے ملکوں سے بکثرت آتے ہیں۔ (بلفظہ ملقطاً صفحہ ۳۰۳۔ ازالہ اوہام)

(۹) حضرت مسیح ابن مریم باذن و حکم الہی المسیح نبی کی طرح اس عمل الترب (سمریزم) میں کمال رکھتے تھے۔ اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے امید تو یہ رکھتا تھا۔ کہ عجوبہ نمایوں میں حضرت ابن مریم سے کم نہ رہتا۔ بلفظہ (صفحہ ۳۰۸۔ ازالہ اوہام)

(۱۰) گو حضرت مسیح جسمانی بیماریوں کو اس عمل (سمریزم) کے ذریعہ سے اچھا کرتے رہے۔ مگر ہدایت اور توحید اور دینی استقامتوں کو کامل طور پر قائم کرنے کے بارے میں ان کی کاروائیوں کا نمبر ایسا کم درجہ کا رہا کہ قریب قریب ناکام کے رہے۔ (بلفظہ صفحہ ۳۱۰۔ ازالہ اوہام)

(۱۱) یہ جو میں نے سمریزی طریق کا نام عمل الترب رکھا ہے جس میں حضرت مسیح بھی کسی درجہ تک مشق رکھتے تھے۔ یہ الہامی نام ہے۔ (بلفظہ صفحہ ۳۱۲۔ ازالہ اوہام)

(۱۲) ایک بادشاہ کے وقت میں چار سو نبی نے اس کی فتح کے بارے میں پیشگوئی کی اور وہ جھوٹے نکلے اور بادشاہ کو شکست ہوئی۔ بلکہ وہ اسی میدان میں مر گیا۔ (صفحہ ۶۲۹۔ ازالہ اوہام)

(۱۳) جو پہلے اماموں کو معلوم نہیں ہوا تھا وہ ہم نے معلوم کر لیا۔ (صفحہ ۶۸۳۔ ازالہ اوہام)

۱۔ حضرت مسیح اے خدا کے حکم سے عمل سمریزم کرتے تھے۔ بقول مرزا صاحب وہ باذن اللہ یہ عمل کرتے تھے تو پھر مرزا صاحب اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت کس دلیل سے کہتے ہیں مگر یہ سچ ہے کہ خداوند کریم کا حکم مرزا صاحب کیلئے مکروہ اور قابل نفرت ہے۔ العیاذ باللہ۔
منہ غشی عنہ ۱۲

(۱۴) حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے الہام و وحی غلط نکلیں تھیں۔ (صفحہ ۶۸۸۔)

ازالہ اوہام)

(۱۵) اسی بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ابن مریم اور اور دجال

کی حقیقت کاملہ بوجہ نہ موجود ہونے کی نمونہ کے موبہ مشکشف نہ ہوئی ہو، اور نہ دجال

کے گدھے کی اصل کیفیت کھلی ہو اور نہ یا جوج ماجوج کی عمیق تک وحی الہی نے اطلاع

دی ہو اور نہ دلہ الارض کی ماہیت کما ہی بھی ظاہر فرمائی گئی ہو۔ (صفحہ ۶۹۱۔ ازالہ اوہام)

(۱۶) سورۃ بقرہ میں جو ایک قتل کا ذکر ہے کہ گائے کی بوٹیاں نعش پر مارنے سے وہ

مقتول زندہ ہو گیا تھا۔ اور اپنے قاتل کا پتہ دے دیا تھا۔ یہ محض موسیٰ کی دھمکی تھی اور علم

سمریتم تھا۔ (ملخصاً ص ۲۸۔ ازالہ اوہام)

(۱۷) حضرت ابراہیم کا چار پرندوں کے معجزہ کا ذکر جو قرآن شریف میں ہے وہ بھی

ان کا سمریتم کا عمل تھا۔ (ملخصاً صفحہ ۷۵۔ ازالہ اوہام)

(۱۸) مسیح کی دادیوں اور نانیوں کی نسبت جو اعتراض ہے اس کا جواب بھی آپ

نے سوچا ہوگا۔ بلفظہ ص ۱۲ (رسالہ نور القرآن ۹۵-۱۸۹۶ء)

(۱۹) یسوع نے ایک کنجری کو اپنی بغل میں لیا اور عطر ملوایا۔ ملخصاً ص ۴۷ (رسالہ

نور القرآن ۹۵-۱۸۹۶ء)

(۲۰) مسیح کا بے باپ پیدا ہونا میری نگاہ میں کچھ عجوبہ بات نہیں۔ حضرت آدم ماں

۱۔ مرزا صاحب کی دلیری اور بے باکی اور توہین نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر فرمائیے۔ اللہ تعالیٰ ان

کے حق میں سورۃ مریم فرماتا ہے۔ ”وَلَنَجْعَلَنَّ آيَةً لِلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِنَّا“ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام

کو بن باپ پیدا کرنا لوگوں کی واسطے نشانی ہے اور رحمت۔ مرزا صاحب کی نگاہ ایسی ہے کہ قرآن کریم بھی

کوئی چیز نہیں ہے۔ نعوذ باللہ منہا۔ غفرلہ

اور باپ دونوں نہیں رکھتے تھے۔ اب قریب برسات آئی ہے۔ باہر جا کر دیکھئے کہ کتنے کیڑے مکوڑے بغیر ماں باپ کے پیدا ہو جاتے ہیں۔ (بلفظہ صفحہ ۷۷ جنگ مقدس مرزا صاحب ۲۲ مئی سے ۵ جون ۱۸۹۳ء تک)

(۲۱) مریم کا بیٹا کشلیا کے بیٹے سے کچھ زیادت نہیں رکھتا۔ (بلفظہ ص ۴۱، انجام آتھم)

کشلیا راجہ رام چند جی کی والدہ کا نام ہے جس کو ہندو لوگ اوتار پر میسر (خدا) کہتے ہیں۔ آریہ لوگ صرف راجہ کہتے ہیں اور مسلمان لوگ ان کو کافر جانتے ہیں۔

(۲۲) (حضرت یسوع مسیح کی نسبت) شریر، مکار، موٹی عقل والا۔ بد زبان، غصہ ور،

گالیاں دینے والا، جھوٹا علمی اور عملی قویٰ میں کچا، چور۔ شیطان کے پیچھے چلنے والا،

شیطان کا ملہم۔ اس کے دماغ میں خلل تھا۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور

کسی عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا تھا۔ آپ کا کنجریوں

سے میلان جدی مناسبت سے تھا۔ زنا کاری کا عطر ایک کنجری سے سر پر ملوایا۔ ملخصاً

(ابتداء صفحہ ۳ الغایت ص ۷ ضمیر انجام آتھم) العیاذ باللہ۔ نقل کفر کفر نباشد۔

یادداشت : توہین انبیاء علیہم السلام کفر ہے۔



۱۔ کشلیا راجہ رام چند جی کی والدہ کا نام ہے۔ جس کو ہندو لوگ اوتار پر میسر (خدا) کہتے ہیں آریہ لوگ صرف راجہ کہتے ہیں اور مسلمان لوگ ان کو کافر جانتے ہیں۔

(سوم) مرزا صاحب کے عقائد

(جمہور اہل اسلام کے خلاف)

(۱) مرزا صاحب کا خدا (عاجی) ہاتھی دانت یا گوبر کا ہے۔

قولہ: ہمارا خدا عاجی ہے (اس کے معنی ابھی تک معلوم نہیں ہوئے) (بلفظہ صفحہ

۵۵۶۔ براہین احمدیہ)

عاجی کے معنی ہاتھی دانت کا گوبر کا کے ہیں۔ دیکھو کتب منتخب اللغات اور قاموس اور

اس کی تحقیقات میں۔ (صفحہ ۵۲-۵۳ کتاب ہذا)

(۲) فرشتے کوئی نہیں جو کچھ عالم میں ہو رہا ہے۔ وہ سیارات کی تاثیرات سے ہو

رہا ہے۔ (OF AHLESUNNAHAT WAL JAM)

قولہ: ملائکہ وہ روحانیات ہیں کہ ان کو یونانیوں کے خیال کے موافق نفوس فلکیہ

۱۔ عاجی الخ اس کے معنی پیچھے صفحات میں لکھ دیئے گئے ہیں۔ ۱۲ منہ عنہ

۲۔ قولہ سے مراد خاص مرزا صاحب کی کلام ہے اور قال سے کسی دیگر شخص کی۔ منہ عنہ

۳۔ ایمان تفصیلی میں فرشتوں پر ایمان لانا فرض ہے۔ اور منکران کا کافر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ

فرماتا ہے۔ ومن یکفر باللہ وملائکته وکعبہ والیوم الآخرہ فقد ضل ضللاً بعیداً۔

یعنی جو انکار کرے اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں کا اور اس کی کتابوں کا اور اس کے پیغمبروں کا

قیامت کے دن کا وہ گمراہ ہوا گمراہی دور کی۔ اور حدیث صحیحین میں ہے۔ ان تؤمن باللہ و

ملائکته وکعبہ ورسوله والیوم الآخر۔ (الحديث)۔ مرزا صاحب قرآن شریف اور

احادیث شریف کے انکاری ہیں۔ العیاذ باللہ۔ منہ عنہ ۱۲ دیکھو عقائد الاسلام۔

یاد سنا۔ ہر اور وید کے موافق ارواح کو اکب ان کو نام زد کریں یا نہایت طریق سے ملائکہ اللہ کا ان کو لقب دیں درحقیقت یہ ملائکہ ارواح کو اکب اور سیارات کیلئے جان کا حکم رکھتے ہیں اور عالم میں جو کچھ ہو رہا ہے۔ انہیں سیاروں کے قوالب اور ارواح کی تاثیرات سے ہو رہا ہے۔ ملخصاً بلفظہ (صفحات ۳۳-۳۷-۳۹-۴۰-۶۷-توضیح مرام)

(۳) جبریل علیہ السلام انبیاء علیہم السلام کے پاس زمین پر کبھی نہیں آئے اور نہ آتے ہیں۔

قولہ : جبریل امین جو انبیاء کو دکھائی دیتا ہے۔ وہ بذات خود زمین پر نہیں اترتا اور اپنے ہیڈ کوارٹر (صدر مقام) سے نہایت روشن منیر سے جدا نہیں ہوتا بلکہ صرف اس کی تاثیر نازل ہوتی ہے۔ اور اس کے عکس سے تصویر ان کے (یعنی انبیاء) دل میں منقوش ہو جاتی ہے۔ ملخصاً۔ (صفحات ۶۸-۷۰-۸۵-توضیح مرام)

(۴) انبیاء علیہم السلام جھوٹے ہوتے ہیں۔

قولہ : ایک بادشاہ کے وقت چار سو نبی نے اس کے فتح کے بارہ میں پیشگوئی کی اس میں وہ جھوٹے نکلے اور بادشاہ کو شکست آئی بلکہ اسی میدان میں مارا گیا۔ ملخصاً (صفحہ ۶۲۸-۶۲۹-ازالہ اوہام)

(۵) معجزات حضرت سلیمان و حضرت مسیح علیہما السلام کے محض عقلی اور بے سود از قسم

۱۔ انبیاء الخ..... جھوٹ بولنا گناہ کبیرہ ہے اور انبیاء علیہم السلام گناہ کبیرہ اور صغیرہ سے پاک ہیں اور وہ معصوم ہیں اور راستباز ہیں۔ اور اس کا انکار کفر ہے۔ جو انبیاء علیہم السلام کو جھوٹا کہے وہ کافر ہے۔ ”عقائد الاسلام ص ۵۲، ۳۸ وغیرہ۔ مؤلفہ مولانا ابو محمد عبدالحق دہلوی منہ غشی عنہ“

۲۔ معجزات الخ..... سید احمد خاں صاحب بہادر کی کا سہ لیس ہے وہ بھی اپنے رسالہ (باقی ص)

شعبہ بازی اور لوگوں کو فریفتہ کرنے والے تھے۔

قولہ: (الف) بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرت مسیح کا معجزہ (پرنڈے بنا کر ان میں پھونک مار کر اڑانا) حضرت سلیمان کے معجزہ کی طرح عقلی تھا۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ ان دنوں میں ایسے امور کی طرف لوگوں کے خیالات جھکے ہوئے تھے۔ کہ جو شعبہ بازی کی قسم میں سے اور دراصل بے سود اور عوام کو فریفتہ کرنے والے تھے۔ (بلفظہ صفحہ ۳۰۲۔ ازالہ اوہام)

(ب) دیکھو۔ صفحہ ۱۳۷۔ کتاب ہذا۔ توہینات میں درج ہو چکا ہے۔

(۶) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھی وحی غلط نکلی۔

قولہ: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے الہام اور وحی غلط نکلیں تھیں۔ ملخصاً (صفحہ ۶۸۸-۶۸۹ ازالہ اوہام)

(۷) حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ابن مریم اور دجال اور اس کے گدھے اور یا جوج ماجوج اور دلبۃ الارض کی حقیقت سے وحی الہی نے خبر نہیں دی۔

قولہ: اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت کاملہ بوجہ نہ موجود ہونے کسی نمونہ کے موبہ منکشف نہ ہوئی اور نہ دجال کے گدھے کی اصلی کیفیت کھلی ہو۔ اور نہ یا جوج ماجوج کے عیسیٰ تک وحی الہی

(بقیہ ص) تہذیب الاخلاق۔ جمادی الاول تارمضان المبارک ۱۲۹۶ء مطابق ۱۸۷۹ء میں

معجزات کو یہاں متی کا سانگ لکھتے ہیں۔ انکار معجزہ انکار کلام اللہ ہے جو کفر ہے۔ عقائد الاسلام

وغیرہ کتب عقائد ۱۲ منہ عنہ لہ حاشیہ صفحہ آئندہ

نے اطلاع دی ہو اور نہ دلہ الارض کی ماہیت کما ہی بھی ظاہر فرمائی گئی ہو۔ (بلفظہ ص ۶۹۱۔ ازالہ اوہام)

(۸) حضرت مسیح علیہ السلام یوسف نجار کے بیٹے تھے۔

قولہ : حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے تھے۔ (بلفظہ ص ۳۰۳۔ ازالہ اوہام)

(۹) حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسمریزم میں مشق کرتے اور کمال رکھتے تھے۔

قولہ : (۱) حضرت مسیح ابن مریم السبع نبی کی طرح اس عمل الترب (مسمریزم) میں کمال رکھتے تھے۔ (بلفظہ ص ۳۰۸۔ ازالہ اوہام)

(ب) جو میں نے مسمریزی عمل کا نام عمل الترب رکھا ہے۔ یہ الہامی نام ہے جس میں حضرت مسیح بھی کسی درجہ تک مشق رکھتے تھے۔ ملخصاً (بلفظہ ص ۳۱۲۔ ازالہ اوہام)

(۱۰) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معراج جسمانی کا انکار۔ (مرزا صاحب کے ایمان کا فلسفہ پر دار و مدار)

قولہ : (۱) نیا اور پرانا فلسفہ بالاتفاق اس بات کو ثابت کر رہا ہے کہ کوئی انسان

۱۔ وحی غلط الخ... حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت ایسا کہنا ان کو نعوذ باللہ جھوٹا سمجھنا ہے یہ سخت اہانت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے جو کفر ہے۔ عقائد الاسلام۔ مؤلفہ مولانا مولوی ابو محمد عبدالحق دہلوی ۱۲ منہ غنی عنہ ۲۔ قولہ یوسف نجار الخ... سید احمد خاں صاحب کی کاسہ لیلیٰ۔ صریح نص ولیم یمنسنی بشر الخ... حضرت مریم علیہا السلام کا قول مندرجہ قرآن مجید کا انکار کفر ہے۔ ۱۲ دیکھو کتب عقائد۔ منہ غنی عنہ

اپنے اس خاکی جسم کے ساتھ کرہ زمہریرۃ تک بھی پہنچ سکے پس اس جسم کا کرہ ماہتاب و آفتاب تک پہنچنا کس قدر لغو خیال ہے۔ (بلفظہ ص ۴۷۔ ازالہ اوہام)

(ب) سیر معراج اس جسم کثیف کے ساتھ نہیں تھا بلکہ وہ اعلیٰ درجہ کا کشف تھا۔ بلفظہ (صفحہ ۴۷ ازالہ اوہام)

(۱۱) قرآن شریف میں گندی گالیاں بھری ہیں۔

قولہ : (۱) قرآن شریف جس بلند آواز سے سخت زبانی کے طریق کو استعمال کر رہا ہے۔ ایک غایت درجہ کا غبی اور سخت درجہ کا نادان بھی اس سے بے خبر نہیں رہ سکتا۔ مثلاً زمانہ حال کے مہذبین کے نزدیک کسی پر لعنت بھیجنا ایک سخت گالی ہے لیکن قرآن شریف کفار کو سنا کر ان پر لعنت بھیجتا ہے۔ بلفظہ (صفحہ ۲۵-۲۶۔ ازالہ اوہام)

(ب) اس نے (قرآن شریف نے) ولید بن مغیرہ کی نسبت نہایت درجہ کے سخت الفاظ جو بصورت ظاہر گندی گالیاں معلوم ہوتے ہیں۔ استعمال کئے ہیں۔ (بلفظہ ملخصاً صفحہ ۲۷۔ ازالہ اوہام)

۱۔ معراج الخ.... خبر المعراج حق ومن رده فهو مبتدع منال۔ یعنی جو معراج جسمانی کا انکار کرے بدعتی گمراہ ہے۔ ۲۔ افتاء کبر صفحہ ۱۶۔ معراج جسمانی الخ عقائد اسلام و معراجہ فی القیظۃ الی السماء ثم الی ما شاء اللہ حق۔ یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معراج بیداری میں آسمان کی طرف پھر جہاں اللہ نے چاہا حق ہے۔ بلفظہ سبیل الجنان ترجمہ تحمیل الایمان ص ۳۹ سطر ۱۔ وشرح عقائد کثی و دیگر کتب عقائد۔ سبحان اللہ الذی اسری بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصا۔

۲۔ گندی گالیاں الخ۔ مسئلہ جس کلمے میں بے ادبی یا ہانت قرآن مجید یا کسی آیت کی ہو۔ بے شک کفر ہے۔ بلفظہ ص ۳۲ ضمان الفردوس وغایۃ الاوطار ترجمہ درمختار ص ۵۱۳ سطر ۳۱ منہ غشی عنہ

(۱۲) براہین احمدیہ (مؤلفہ مرزا صاحب) خدا کی کلام ہے۔

قولہ: خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں بھی اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا، اور نبی بھی۔

بلفظہ (صفحہ ۵۳۳۔ ازالہ اوہام)

(۱۳) قرآن شریف (کلام اللہ) مرزا صاحب کی کلام ہے۔

قولہ: اس نشان کا مدعا یہ ہے کہ قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی

باتیں ہیں۔ بلفظہ (صفحہ ۲۔ کالم دوم سطر ۳۲-۳۳-۳۴۔ اشتہار لیکھرام کی موت کی

نسبت مورخہ ۱۵۔ مارچ ۱۸۹۷ء)

جو شخص قرآن شریف کو مخلوق کہے وہ کافر ہے۔ (بلفظہ غالیہ الاوطار ترجمہ در مختار ص

۵۱۳ سطر ۲۱) www.NAFSEISLAM.COM

(۱۳) قرآن شریف میں جو معجزات ہیں وہ سب مسکریزم ہیں۔

قولہ: قرآن کریم سے ثابت ہوتا ہے کہ بعض مردے زندہ ہو گئے تھے۔ جیسے وہ مردہ

جس کا خون بنی اسرائیل نے چھپا لیا تھا۔ جس کا ذکر اس آیت **وَإِذْ قَتَلْتُمْ** (پا سوره

بقرہ: آیت ۷۲) میں ہے۔ کہ اس گائے کے گوشت کی بوٹیوں سے جس کے ہاتھ سے

مقتول کے جسم پر لگنے سے زندہ ہو گیا تھا یا ہو جائے گا۔ وغیرہ وغیرہ۔ اس قصہ سے

واقعی طور پر زندہ ہونا ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ صرف دھمکی تھی۔

۱۔ مرزا صاحب اٹخ جو شخص قرآن شریف کو مخلوق کہے وہ کافر ہے۔ بلفظہ غالیہ الاوطار ترجمہ

در مختار صفحہ ۵۱۳ سطر ۲۱

۲۔ معجزات اٹخ... معجزات قرآنی کا منکر قرآن شریف کا منکر ہے۔ قرآن شریف کا منکر کافر ہے

(عقائد الاسلام - منہ غنی عنہ)

تاکہ چور بے دل ہو کر اپنے تئیں ظاہر کر دے اصل حقیقت یہ ہے کہ یہ طریق عمل الترب یعنی مسریم کا ایک شعبہ تھا۔ (بلفظہ ملقطاً از صفحہ ۷۳۸ تا ۷۵۰۔ ازالہ اوہام) (ب) یاد رکھنا چاہئے کہ جو قرآن کریم میں چار پرندوں کا ذکر لکھا ہے کہ ان کو اجزا متفرقہ یعنی جدا جدا کر کے چاروں پہاڑوں پر چھوڑا گیا تھا۔ اور پھر وہ بلانے سے آگئے تھے۔ یہ بھی عمل الترب کی طرف اشارہ ہے۔ (بلفظہ ملقطاً صفحہ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ازالہ اوہام)

نوٹ: معجزات قرآنی کا منکر قرآن شریف کا منکر ہے قرآن شریف کا منکر کافر ہے۔

(۱۵) قرآن شریف میں یہ عبارت ”انا انزلناہ قریبا من القادیان“^۱۔ موجود ہے (کلام الہی میں کمی بیشی)

قولہ: جس روز وہ الہام مذکورہ بالا جس میں قادیان میں نازل ہونے کا ذکر ہے ہوا تھا۔ اس روز کشفی طور پر میں نے دیکھا کہ میرے بھائی مرحوم میرزا غلام قادر میرے قریب بیٹھ کر باواز بلند قرآن شریف پڑھ رہے ہیں۔ اور پڑھتے پڑھتے انہوں نے ان فقرات کو پڑھا۔ ”انا انزلنا قریبا من القادیان“۔ تو میں نے سن کر بہت تعجب کیا کہ قادیان کا نام قرآن شریف میں لکھا ہوا ہے۔ تب انہوں نے کہا کہ یہ دیکھو لکھا ہوا ہے۔ تب میں نے نظر ڈال کر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ فی الحقیقت قرآن شریف کے دائیں صفحہ میں شاید قریب نصف کے موقع پر بھی الہامی عبارت لکھی ہوئی موجود ہے۔ تب میں نے دل میں کہا کہ ہاں واقعی طور پر قادیان کا نام قرآن شریف

۱۔ انا انزلناہ الخ... آیت شریف وانا لحافظون کا انکار گویا قرآن شریف کا انکار ہے۔

منہ عفی عنہ۔

میں درج ہے اور تین شہروں کا نام قرآن شریف میں اعزاز کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔ مکہ

مدینہ۔ قادیان۔ (بلفظہ۔ ملقطاً صفحہ ۷۶۔ ۷۷۔ ازالہ اوہام)

(۱۶) قادیان بمثل حرم کعبۃ اللہ ہے۔

قولہ : وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا۔ (پ ۳ سورۃ آل عمران آیت ۹۷) ہم نے تیرا

سینہ نہیں کھولا۔ ہم نے ہر ایک بات میں تیرے لئے آسانی نہیں کی کہ تجھ کو بیت الفکر

۱۔ حرم کعبہ الخ۔ آیت قرآن شریف کو خلاف ظاہر نص کے منطبق کرنا یا کسی اور مطلب کے مطابق کرنا جس کا قرآن شریف میں عبارت ظاہرہ نہ کر نہیں تحریف قرآن شریف ہے جو کفر ہے۔
نحوذ باللہ عقائد الاسلام وغیرہ کتب عقائد ۱۴۱۲ھ عنہ۔

۲۔ یہاں پر حضرت مولانا حاجی الحرمین شریفین ابقاہ اللہ تعالیٰ مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری
حضور کی کتاب رجم الشیطن بروا غلطیات براہین سے نقل کر کے ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔ وضو
ہذا فقیر کہتا ہے کہ آیت وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا۔ قرآن شریف میں بیت اللہ شریف کے ہی حق
میں وارد ہے۔ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور نہ مسجد انصاری (جس کی تعریف سورۃ بنی
اسرائیل کی ابتداء میں ہے۔ اور وہ قبلہ انبیاء ہے) کے حق میں وارد ہے پس یہ ادعا صاحب براہین
کا کہ اس کی خانگی مسجد کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا۔ نازل کیا ہے۔ یہاں
اپنی مسجد کو ان دونوں مسجدوں پر فضیلت دی ہے۔ ان مناقب سے ایک اور امر ظاہر ہو گیا اور وہ یہ
ہے کہ مرزا صاحب نے ابتداء براہین احمدیہ کے اشتہار میں درج کیا ہے کہ ان کی جائیداد و سہزار
روپیہ کی ہے پھر ادعا کیا ہے کہ مجھ کو الہام ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے مخاطبت یعنی ہمکلامی کا منصب
حاصل ہے۔ پس باوجود اسکے وہ اب تک حج کو نہیں گئے اس لئے کہ حج گناہ کے بخشوانے اور
قیامت کے امن کے واسطے ہے اور یہ دونوں امر مرزا صاحب کو حاصل ہیں کیونکہ ان کو اللہ تعالیٰ
نے کہا ہے جو جی چاہے سو کہ بے شک ہم نے تجھے بخش چھوڑا ہے۔ جیسا کہ براہین احمدیہ (بازنظریہ)

اور بیت الذکر عطا کیا۔ بیت الفکر سے اس جگہ مراد وہ چوبارہ ہے جس میں یہ عاجز کتاب کی تالیف کیلئے مشغول رہا ہے اور رہتا ہے۔ اور بیت الذکر سے مراد وہ مسجد ہے جو اس چوبارہ کے پہلو میں بنائی گئی ہے اور وَمَنْ ذَخَلَهُ كَانَ آمِنًا۔ اس مسجد کی صفت میں بیان فرمایا ہے۔ بلفظہ۔ (ملقطا صفحہ ۵۵۸۔ براہین احمدیہ)

نوٹ: قرآن شریف کو خلاف ظاہر نص کے منطبق کرنا یا کسی اور مطلب کے مطابق کرنا اس کا قرآن شریف میں بعبارت ظاہر ذکر نہ ہو تحریف قرآن شریف ہے جو کفر ہے (۱۷) حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ دوبارہ دنیا میں تحریف نہیں لائیں گے۔ آنے والے مسیح مرزا صاحب ہی ہیں۔

قولہ: [الف] یہ تو سچ ہے کہ مسیح اپنے وطن گلیل میں جا کر فوت ہو گیا۔ بلفظہ (صفحہ ۴۷۳-۴۷۴۔ ازالہ اوہام)

نوٹ: اجماع امت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ بحکم عنصری آسمان پر ہیں قیامت کے قریب نزول فرمائیں گے وغیرہ وغیرہ۔ منکر اجماع امت کا کافر ہے۔

(بقیہ ص ۳۹۴) کے ص ۵۶۰ میں درج ہے۔ اور امن تو ان کی مسجد کے نمازیوں کو حاصل ہے۔ مرزا صاحب تو خود اس کے امام اور بانی ہیں نیز ان پر براہین احمدیہ کے صفحہ اخیر ۵۶۲ سے منقول ہو چکا ہے کہ دین اسلام سب پر مشتبہ ہو گیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے سب کو حکم کیا ہے کہ طریقہ حقہ مرزا صاحب مرزا قادیانی سے حاصل کریں اچھا۔ ملخصاً۔ پس اب سب اقرار ان کے قادیان خود مکہ معظمہ ہو گئی اور ان کو حج کرنے کی کیا حاجت رہی۔ بلفظہ ص ۵۲، ۵۳۔ خوب یاد آ گیا ہے کہ مرزا صاحب کے بھائی مرزا امام الدین اوتار لال بیکیان نے بھی قادیان ہی میں چوہڑوں کا حج مقرر کیا تھا۔ دیکھو کتاب دید حق مؤلفہ مرزا امام الدین۔ منہ عنہ۔

(ب) خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ عیسیٰ مرچکے خدا نے حکم موت ان پر جاری دیا۔ اور آنے والا مسیح میں ہوں۔ بلفظہ (صفحہ ۸۰-۱۱۱-انجام آتھم)

(۱۸) حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیینؐ والمرسلین نہیں ہیں۔

قولہ : [الف] اگر عذر ہو کہ باب نبوت مسدود ہے اور وحی جو انبیاء پر نازل ہوئی ہے اس پر مہر لگ چکی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ نہ من کل الوجوہ باب نبوت مسدود ہوا ہے اور نہ ہر ایک طور سے وحی پر مہر لگائی گئی ہے بلکہ جزوی طور پر وحی اور نبوت کا اس امت مرحومہ کیلئے ہمیشہ دروازہ کھلا ہے۔ (بلفظہ ص ۱۸-توضیح مرام)

[ب] وحی الہی پر صرف نبوت کاملہ کی حد تک کہاں مہر لگ گئی ہے۔ اے غافل و اس امت مرحومہ میں وحی کی مالیات قیامت تک جاری ہیں۔ (بلفظہ ص ۲۲۱-۲۲۲۔

ازالہ اوہام) "THE NATURAL PHILOSOPHY OF THE HUMAN MIND" نوٹ : ختم نبوت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا منکر کافر ہے۔

(۱۹) حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چار یاروں کے شمار میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہیں ہیں۔

قولہ : [الف] صدیق اور فاروق اور حیدر کی طرح اسلامی برکتوں اور استقامتوں

(بقیہ ص ۳۹۲) ۱۔ فوت ہو چکے۔ الخ اجماع امت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ بحکم عصری آسمان پر ہیں قیامت کے قریب نزول فرمائیں گے وغیرہ وغیرہ مکر اجماع امت کا کافر ہے۔ عقائد اسلام ص ۶۔ منہ عفی عنہ

۲۔ خاتم النبیین الخ۔ ختم نبوت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منکر کافر ہے۔ ۱۲۔ دیکھو عقائد اسلام۔ منہ عفی عنہ۔

دکھلا کر امن میں آ جانے کا موجب ہوگا۔۔۔ بلفظہ (صفحہ ۱۰۰۔ سطر ۱۰۔ ازالہ اوہام)

[ب] اور وہ چشمہ اسی چشمہ کا ہم رنگ ہوگا جو قریش کے مقدس بزرگوں صدیق اور فاروق اور علی مرتضیٰ کو ملا تھا جن کے ایمان کو آسمان کے فرشتے بھی تعجب کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ بلفظہ (صفحہ ۱۰۶۔ ۱۱۲۔ سطر ۷۔ ازالہ اوہام)

(۲۰) قیامت نہیں ہوگی۔ تقدیر کوئی چیز نہیں۔

قولہ : میں ایک مسلمان ہوں ”أَمِنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلِكُكَهٗ وَرَسَلُهُ وَالْبَعْثُ بَعْدَ الْمَوْتِ“ (پورا ایمان نہیں) بلفظہ (صفحہ دوم تا مکمل ازالہ اوہام)

(۲۱) حضرت مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہیں آئیں گے۔

قولہ : [۱] محققین کے نزدیک مہدی کا آنا کوئی یقینی امر نہیں۔ بلفظہ (ص ۳۵۷۔ ازالہ اوہام)

۱۔ آمِنْتُ بِاللّٰهِ اِنّی... عقائد اسلام میں صفت ایمان یہ ہے۔ آمِنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلِكُكَهٗ وَرَسَلُهُ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْقَدَرِ خَيْرٌ وَشَرٌّ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰی وَالْبَعْثُ بَعْدَ الْمَوْتِ۔ ہر ایک کتاب عقائد وغیرہ میں درج ہے۔ مسئلہ جو قیامت اور جنت اور نار اور میزان یا کسی بات کا جو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بالیقین فرمائی ہے انکار کرے کافر ہے۔ ترجمہ در مختار ص ۵۱۴ و ضمان فردوس ص ۳۲ وغیرہ۔ ۱۲۔ منہ غفی عنہ

۲۔ صحیح نہیں اِنّی... بایں ہمدان خود مرزا صاحب مہدی بن گئے۔ ۱۲۔ آمِنْتُ

۳۔ دجال اِنّی... عقیدہ اہل اسلام یہ ہے۔ وخروج الدجال وياجوج وماجوج وطلوع الشمس من مغربها ونزول عیسیٰ علیہ السلام من السماء وسائر (باقی صفحہ ۳۹۷)

[ب] امام مہدی کا آنا بالکل صحیح نہیں۔ بلفظہ (صفحہ ۵۱۸۔ ازالہ اوہام)

(۲۲) دجال پادری ہیں اور کوئی دجال نہیں آئے گا۔

قولہ : پاسیہ ثبوت کو پہنچ گیا ہے کہ سچ دجال جس کے آنے کی انتظار تھی یہی پادریوں کا

گروہ ہے۔ جو ٹی کی طرح دنیا میں پھیل گیا ہے۔ بلفظہ۔ (ص ۴۹۵-۴۹۶۔ ازالہ

اوہام۔ انجام آتھم وضمیمہ)

(۲۳) دجال کا یہی ریل گدھا ہے اور کوئی گدھا نہیں۔

قولہ : وہ گدھا دجال کا اپنا ہی بتایا ہوا ہوگا۔ پھر اگر وہ ریل نہیں ہے تو اور کیا ہے۔

(صفحہ ۶۸۵۔ ازالہ اوہام)

(۲۴) یاجوج ماجوج کوئی نہیں ہوں گے۔

قولہ : یاجوج ماجوج سے دو قومیں انگریز اور روس مراد ہیں اور کچھ نہیں۔ بلفظہ

(صفحہ ۵۰۲-۵۰۸۔ ازالہ اوہام)

(۲۵) دلبۃ الارض علماء ہوں گے اور کچھ نہیں۔

قولہ : دلبۃ الارض وہ علماء اور واعظین ہیں جو آسمانی قوت اپنے میں نہیں رکھتے

آخری زمانہ میں ان کی کثرت ہوگی۔ بلفظہ (ملخصاً۔ صفحہ ۵۱۰۔ ازالہ اوہام)

(بقیہ صفحہ ۳۹۶) علامات یوم القیامہ علی ماروت بہ الاخبار الصحیحہ حق

کائن۔ بلفظہ فقہ اکبر ص ۱۶۔ یعنی نکلنا دجال اور ماجوج کا اور نکلنا سورج کا مغرب سے اور

اترنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر سے اور باقی تمام نشانیوں قیامت کا جیسا کہ صحیح

حدیثوں میں ہوا ہے حق ہے اور ضرور ہونے والا ہے۔ ۱۲۔ منہ غنی عنہ

(۲۶) دُخان کچھ نہیں ہوگا۔

قولہ : دُخان سے مراد قحطِ عظیم و شدید ہے۔ (صفحہ ۵۱۳۔ ازالہ اوہام)

(۲۷) آفتاب مغرب سے نہیں نکلے گا۔

قولہ : مغرب کی طرف سے آفتاب کا چڑھنا یہ معنی رکھتا ہے کہ ممالک مغربی آفتاب

سے منور کئے جائیں گے۔ اور ان کو اسلام سے حصہ ملے گا۔ بلفظہ (صفحہ ۵۱۵۔ ازالہ

اوہام)

(۲۸) عذابِ قبر نہیں ہے۔

قولہ : کسی قبر میں سانپ اور بچھو دکھاؤ۔ ملخصاً۔ (صفحہ ۵۱۵۔ ازالہ اوہام)

(۲۹) سماج صحیح ہے۔

قولہ : [۱] مقصد و مقصدِ قالب دیدہ ام بارہا چون سبزہ ہار و سیدہ ام۔ بلفظہ

(صفحہ ۸۴۔ کتاب ست بچن مرزا صاحب کی ۱۸۹۵ء کی مطبوعہ)

[ب] ہمیشہ انسان کے بدن میں سلسلہ تحلیل جاری ہے یہاں تک کہ تحقیقات قدیمہ

وجدیدہ سے ثابت ہے کہ چند سال میں پہلا جسم تحلیل پا کر معدوم ہو جاتا ہے۔ اور

دوسرا بدن بدل کر ماخلل ہو جاتا ہے۔ بلفظہ۔ (صفحہ ۱۰۔ جنگ مقدس ۱۲ مئی سے

۵ جون ۱۸۹۳ء)

(۳۰) مرزا صاحب کا الہام قطعی اور یقینی مثل وحی انبیاء علیہم السلام کے ہے۔

۱۔ قطعی یقینی الخ۔ یہ دعویٰ نبوت ہے جو کفر ہے کیونکہ قطعی اور یقینی الہام سوائے پیغمبران علیہم

السلام کے اور کسی کا نہیں ہے نہایت تعجب ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وحی غلط نکلی ہو اور

قولہ : وہ الہامات جن پر خدا نے مجھ کو اطلاع دی ہے۔ بلفظہ (ص ۲۲۳۔ براہین احمدیہ)

[ب] جب کسی دل پر نبوی برکتوں کا پرتوہ پڑے گا تو ضروری ہے کہ اس کو اپنے متبوع کی طرح علم یقینی قطعی حاصل ہو۔ بلفظہ (صفحہ ۲۳۲۔ براہین احمدیہ)

(ج) ایسے وقتوں میں وہی لوگ محبت اسلام ٹھہرتے ہیں۔ جن کا الہام قطعی اور یقینی ہوتا ہے۔ بلفظہ۔ (صفحہ ۲۳۲۔ براہین احمدیہ)

(د) رسولوں اور نبیوں کی وحی کی طرح اس کو (الہام مرزا صاحب) بھی دخل شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے۔ بلفظہ (صفحہ ۱۸۔ توضیح مرام)

(ه) اس جگہ (مرزا صاحب پر) الہام بارش کی طرح برس رہا ہے۔ میں خدا سے یقینی علم پا کر کہتا ہوں۔ بلفظہ۔ (ملخصاً۔ صفحہ ۵ ضمیمہ انجام آتھم)

(۳۱) خدا نے مرزا صاحب کے اگلے پچھلے سب گناہ بخش دیے ہیں۔

قولہ : (الہام) ہم نے تجھ کو بخش چھوڑا ہے جو جی چاہے سو کر۔ بلفظہ ملخصاً (صفحہ

۵۶۰۔ براہین احمدیہ) اصل عبارت عربی اعمل شئت فانی قد غفرت لک۔

(ب) پھر فرمایا کہ ہم نے تجھے کھلی کھلی فتح دی ہے۔ یعنی کھلی کھلی فتح دیں گے تاکہ تیرا

(بقیہ صفحہ ۳۹۸) مرزا صاحب کا الہام وحی کی طرح قطعی اور یقینی ہو یہاں مرزا صاحب نے تمام انبیاء علیہم السلام اور بالخصوص حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اپنی فضیلت کو ثابت کیا ہے۔

۲۔ جو جی چاہے الخ... یہی وجہ ہے کہ مرزا صاحب کی عقائد و اعمال اہل اسلام کے مخالفین اور ان کی پرواہ نہیں اور نہ کسی گناہ کا کوئی اثر پہنچتا ہے۔ منہ غشی عنہ۔

خدا (عاجی) تیرے اگلے پچھلے گناہ بخش دے۔ بلفظہ، (صفحہ ۵۷۔ ضمیر انجام آتھم)

(چہارم) مرزا صاحب کے اعمال

(۱) مالک نصاب ہیں لیکن فرض حج ادا نہیں کرتے۔

قولہ : ایسے مجیب کو بلا عذر دے دیتے اپنی جائیداد و قیمتی دس ہزار روپیہ پر قبضہ و دخل دے دوں گا۔ بلفظہ (برائین احمدیہ ص ۲۵-۲۶، اشتہار قلم جلی)

(ب) مجھ کو پندرہ ہزار روپیہ کے قریب فتوح کا آیا جس کو شک ہو وہ ڈاک خانہ کی کتابوں کو دیکھ لے۔ بلفظہ (ضمیر انجام آتھم صفحہ ۲۸)

(ج) حاجی سیٹھ عبدالرحمن صاحب تاجر مدراس نے کئی ہزار روپیہ لگا دیا ہے۔ ملخصاً (صفحہ ۲۸۔ ضمیر انجام آتھم)

(د) شیخ رحمت اللہ صاحب دو ہزار روپیہ دے چکے ہیں۔ ملخصاً (صفحہ ۲۸-۲۹۔ ضمیر انجام آتھم) (اور بہت سی تنخواہیں مرزا صاحب کی مقرر ہیں)

(۲) مرزا صاحب نماز پنجگانہ بھی دل سے باجماعت ادا نہیں کرتے۔

۱۔ حج کے ادا کرنے کی وجہ مرزا صاحب کی عقیدہ نمبر ۱۶ میں گذر چکی ہے زکوٰۃ بھی مرزا صاحب ادا نہیں کرتے جیسے قرآن سے ثابت ہے۔ زکوٰۃ پر مرزا صاحب کا عذر ہو سکتا ہے کہ ہم خفیہ طور پر ادا کرتے ہیں اس لئے زکوٰۃ کا نمبر شمار علیحدہ نہیں لکھا گیا۔ منہ عفی عنہ۔ ترک کرنا حج کا گناہ کبیرہ ہے اور انکار کرنا کفر ہے۔ کتب عقائد۔ منہ عفی عنہ۔

۲۔ باجماعت الحج۔ عہد اداستہ نماز باجماعت کو ترک کرنا گناہ کبیرہ ہے۔ دیکھو کتب عقائد۔ مسئلہ جماعت سنت مؤکدہ قریب واجب کے ہے تارک اس کا منافق ہے۔ الہدایہ ص ۱۱۳ سطر ۵۔ منہ

دوسری عملی کاروائیاں آپ کو سیرت محمدی سے کوسوں دور پھینک رہی ہیں۔ بلفظہ (رسالہ تائید آسمانی صفحہ ۱۳ سطر ۵۔ مولفہ منشی محمد جعفر وکیل)

(ب) شعر ۔

تے مرزا جمعہ جماعت کو لوں تارک منیا جاوے جھرید یوچہ رہے ہمیشہ مسجد و بیچ نہ آوے

بلفظہ (رسالہ الفصل الخطاب۔ صفحہ ۱۶ سطر ۱۳۔ مولفہ مولوی خدا بخش واعظ امرتسر)

(۳) نماز پنجگانہ قبل از وقت پڑھتے ہیں۔

قال : اور جواب ڈیڑھ بج لکھا۔ جسمیں پہلے رقعہ کا عادیہ کیا گیا تھا۔ ادھر سے بھی

حجت تمام کرنے کی غرض سے اسی وقت جوابی رقعہ لکھا گیا۔ اور ساتھ ہی یہ لکھ دیا گیا کہ

ہم اب جلسہ میں جاتے ہیں۔ چنانچہ حضرت اقدس (مرزا صاحب) معہ چند خادموں

کے دو بجے ہی جامع مسجد میں جا پہنچے۔ چنانچہ جب انہیں خبر ملی کہ مرزا صاحب

تیار و مستعد مسجد میں تشریف رکھتے ہیں۔ تو وہ بھی مقررہ وقت سے آدھ گھنٹہ بعد بصد

جبر و اکراہ آئے۔ ٹھیک ساڑھے تین بجے تھے۔ جب انہوں نے مسجد میں قدم رکھا اور

نماز عصر کے ادا کرنے میں مصروف ہوئے۔ حضرت اقدس اور ان کے خدام ظہر اور

عصر جمع کر کے باجماعت ہی پڑھ آئے تھے۔ بلفظہ (ضمیمہ اخبار پنجاب گزٹ صفحہ

۲ قبل از وقت الخ ... اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان الصلوٰۃ کانت علی المؤمنین

کتابا موقوتاً۔ یعنی تحقیق نماز ہے مسلمانوں پر فرض وقت مقرر پر۔ کیا مرزا صاحب نے

اس آیت شریف کی پرواہ کی قبل از وقت نماز پڑھنا کبیرہ گناہ ہے۔ عقائد عظیم ص ۱۶۰ وغیرہ

کتب۔ منہ عفی عنہ

۳۔ قال سے مراد کسی اور کا کلام ہے سوائے مرزا صاحب کے۔ منہ عفی عنہ

۷۔ کالم دوم مورخہ ۱۳۔ نومبر ۱۸۹۱ء کیفیت مناظرہ مرزا صاحب و مولوی نذیر حسین صاحب جو جامع مسجد دہلی میں ستمبر و اکتوبر ۱۸۹۱ء کے دنوں میں ہوا تھا) گویا ایک بچے دن کے جو ظہر کا وقت ہے ظہر اور عصر دونوں کو جمع کر کے پڑھ لیا۔
(۳) مرزا صاحب روزے بھی رمضان شریف میں نہیں رکھتے۔

قال ۔

روزے رکھنے والے بیماری و اعذر بناوے تے حج زکوٰتوں تارک چنگا بھلا غنی دسیا دے
(یعنی مرزا صاحب روزہ رمضان المبارک کے رکھنے کے وقت بیمار ہو جاتے ہیں۔ اور روزہ نہیں رکھتے) (رسالہ الفصل الخطاب مؤلفہ مولوی خدا بخش واعظ صفحہ ۱۶۔ سطر ۱۲)
(۵) اپنی مؤلفہ کتاب میں اشتہارات انعامی شائع کرتے ہیں اور مقابلہ مناظرہ کے واسطے انعام کی شرطیں لگاتے ہیں مگر ادا نہیں کرتے۔

اقول : کوئی بھی کتاب یا اشتہار ایسا نہیں ہوگا جس میں کوئی نہ کوئی شرط باندھی ہوئی موجود نہ ہو۔ ابتداء براہین احمدیہ سے۔ آج تک انجام آتھم و آخر ضمیمہ انجام آتھم

۱۔ روزے الخ.... روزہ (بلاعذر) نہ رکھنا گناہ کبیرہ ہے۔ عقائد اسلام ص ۱۲۶۔ منہ
۲۔ مرزا صاحب نے کتاب براہین احمدیہ کے اول میں جلی قلم کا اشتہار دسہزار روپیہ کا دیا۔ کہ جو کوئی اس کا رد کرے اس کو دیا جائے گا۔ سو حضرت مولا نا غلام دہلوی صاحب نے اس کا ایسا رد لکھا کہ علماء پنجاب و ہندوستان کے علاوہ علماء حرمین شریفین نے بھی تصدیق فرما کر مرزا صاحب کو اسلام سے خارج کر دیا۔ مگر افسوس مرزا صاحب نے وہ دس ہزار روپیہ ادا نہیں کئے۔ اس کتاب میں مؤلفہ مولا نا موصوف کا نام رجیم الشیطان بردا غلو طات براہین ہے۔ ۱۲

تک کہ اس کی خبر صفحہ دوسرے اشتہار میں ایک ہزار روپیہ کی شرط لگائی ہوئی موجود ہے جو شرعاً جائز نہیں۔

(۶) قبل از تصنیف کتب و تیاری کے حق التصنیف فروخت کرتے ہیں اور قیمت وصول کرتے ہیں یعنی بیع فاسد آپ کا عمل مادی ہے۔

قولہ : نام ان معاون صاحبان کے جنہوں نے خریداری کتاب سے اعانت فرمائی حضرت خلیفہ سید محمد حسن خاں صاحب بہادر وزیراعظم ریاست پٹیالہ بابت خریداری کتاب براہین احمدیہ۔ بلفظہ براہین احمدیہ جلد اول صفحہ ج۔ یہ اس وقت کا ذکر ہے کہ ابھی تک کتاب کا وجود بھی نہیں تھا۔ سترہ اٹھارہ سال ہو گئے ہیں اب تک لوگوں کو کتاب نہیں ملی۔ اول اس کتاب براہین احمدیہ کی قیمت پانچ روپے مقرر کی۔ پھر پچیس روپے پھر دس روپیہ۔ دیکھو اعلان براہین احمدیہ حصہ اول دوم۔ پھر حصہ سوم کے آخر میں مرزا صاحب نے ایک گزارش اس طرح پر لکھی ہے۔ اب اصلی قیمت اس کتاب کی سو روپے ہے۔ اور اسکے عوض میں دس یا پچیس روپیہ قیمت قرار پائی ہے۔ پس اگر یہ ناچیز قیمت بھی مسلمان لوگ بطور پیشگی ادا نہ کریں تو گویا وہ کام کے انجام میں خود مانع ہیں؟

(ب) رسالہ سراج منیر کے واسطے بہت سا روپیہ وصول کیا۔ مگر اب تک اس کا وجود نہیں۔ دیکھو اعلان مندرجہ رسالہ شحہ حق۔ ابتدائی صفحہ کا دوسرا صفحہ۔

۱۔ بیع فاسد الخ... حدیث شریف میں ہے کہ حرام ہے کہ بیچے وہ چیز کہ جو اس کے

پاس نہیں۔ ۱۲ اترندی ابواب البیوع در مختار باب البیوع وغیرہ ۱۲۔ منہ عفی عنہ

(۷) اپنا وعدہ ایفا نہیں کرتے اور جھوٹ بولتے ہیں۔

قولہ : (۱) کتاب ہذا (براہین احمدیہ) بڑی مبسوط کتاب ہے یہاں تک کہ جس کی ضخامت سو جز سے کچھ زیادہ ہوگی۔ بلفظہ اعلان براہین احمدیہ صفحہ ابتدائی جلد اول سطر اول و دوم۔

(ب) چونکہ کتاب (براہین احمدیہ) اب تین سو جز تک بڑھ گئی ہے۔ بلفظہ سطر اول۔ گذارش ضروری آخر صفحہ براہین احمدیہ حصہ سوم۔

(ج) یہ امر بھی واجب الاطلاع ہے کہ پہلے یہ کتاب (براہین احمدیہ) صرف تیس پچیس جز تک تالیف ہوئی تھی۔ پھر سو جز تک بڑھا دی گئی مگر اب یہ کتاب تین سو جز تک پہنچ گئی ہے۔ بلفظہ ملخصاً صفحہ ۳۔ ٹائٹل پیج حصہ سوم براہین احمدیہ۔

(د) حصہ سوم کے چھپنے میں دو سال کا توقف ہو گیا ہے۔ لوگ حیران ہوں گے۔ بلفظہ ملخصاً صفحہ ۳۔ عذر۔ ٹائٹل پیج حصہ سوم براہین احمدیہ۔

(ه) اب کی دفعہ ان صاحبوں کے نام جنہوں نے قیمت پیشگی بھیجی اور کتاب کی خریداری سے اعانت فرمائی گئی ہے۔ بوجہ عدم گنجائش لکھے نہیں گئے۔ حصہ چہارم میں

۱۔ اپنا وعدہ الٹ... جھوٹ بولنا گناہ کبیرہ ہے۔ عقائد الاسلام و عقائد عظیم و غیرہ تمام کتب عقائد ﴿مسئلہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ منافق کی تین علامات ہیں۔ ایک تو یہ کہ جب بات کہتا ہے جھوٹ کہتا ہے دوسرا یہ کہ جب کسی سے وعدہ کرتا ہے خلاف کرتا ہے۔ تیسرا یہ کہ جب کوئی اس کے پاس امانت رکھتا ہے اس میں خیانت کرتا ہے۔ (تنبیہ الغافلین ص ۱۸۰) دیگر کتب احادیث و غیرہ۔ یہ تینوں علامتیں مرزا صاحب میں موجود ہیں۔ ۱۲۔ غشی عنہ

جو مصلحت ہوگی، کیا جائے گا۔ بلفظہ (اعلام صفحہ دوم حصہ سوم براہین احمدیہ)

(و) ہم اور ہماری کتاب۔ ابتداء میں جب یہ کتاب تالیف کی گئی تھی۔ اس وقت اس کی اور صورت تھی پھر بعد اس کے قدرت الہیہ ناگہانی تجلی نے اس احقر کو موسیٰ علیہ السلام کی طرح ایک ایسے عالم کی خبر دی جس سے پہلے خبر نہ تھی اور ایک دفعہ پردہ غیب سے انی انار بکٹ۔ کی آواز آئی..... اس کتاب کی خریداری کی مدد میں غریب لوگ ہیں اگر حضرت احدیث کا ارادہ ہے تو کسی ذی قدرت کے دل کو بھی اس کام کے انجام دینے کیلئے کھول دے گا۔ بلفظہ ملقطاً جلد چہارم براہین احمدیہ کا آخری صفحہ (مراد یہ کہ روساء بہت بہت روپیہ بذریعہ منی آرڈر بھیجیں)

(ج) اب یہ سلسلہ تالیف کتاب بوجہ الہامات البتہ دوسرا رنگ پکڑ گیا ہے اور اب ہماری طرف سے کوئی ایسی شرط نہیں کہ کتاب (براہین احمدیہ) تین سو جز تک ضرور پہنچے۔ بلفظہ ملخصاً۔ اشتہار صفحہ ابتداء کتاب سرمہ چشم آریہ۔ (گویا صاف جواب دیا)

(ط) رسالہ سراج منیر جو چودہ سو روپیہ کی لاگت سے چھپے گا۔ اور درخواستیں آنے پر چھپنا شروع ہو جائے گا۔ قیمت ایک روپیہ ہوگی۔ بلفظہ ملقطاً اعلان ٹائٹل صفحہ دوم مندرجہ شحہ حق۔ دس گیارہ سال ہو گئے ابھی تک سراج منیر شلم میں ہی ہے)

(ی) اور قصد کر لیا گیا ہے کہ ان توضیحات کے بعد علماء کو مخاطب نہ کروں گا۔ بلفظہ ۲۸۲ انجام آتھم (بعد اس کے خلاف اس کے لکھتے ہیں)

(ک) میں نے اشتہار روے دیا ہے۔ کہ اس کے بعد جو میرے ساتھ مباہلہ نہ کرے وہ خدا کی لعنت فرشتوں کی لعنت اور تمام صلحاء کی لعنت کے نیچے ہے۔ بلفظہ ملقطاً صفحہ

(ل) اے میرے دوستو! میری آخری وصیت سنو کہ عیسائیوں کے ساتھ بحث کرنا چھوڑ دو۔ (بلفظہ صفحہ ۵۶۱۔ ازالہ اوہام) (اس کے بعد مرزا صاحب نے خود امر تسریع کر کے ۱۸۹۳ء میں چار سال بعد عیسائیوں کے ساتھ ۲۲ مئی سے ۵ جون ۱۸۹۳ء پندرہ یوم تک بحث کر کے جنگ مقدس کے نام پر شائع کیا) اور عبد اللہ آتھم کی نسبت موت کی پیش گوئی کر کے سخت جھوٹے اور نادام ہوئے شاید یہ وہ نصیحت تھی جو دوسروں کے واسطے تھی خود اس کے پابند نہ تھے۔ دیگر آں نصیحت خود را نصیحت)

قال: اپنے اشتہار میں مرزا صاحب نے کہا کہ ”ہمارے پاس ازالہ اوہام کی جلدیں موجود ہیں۔ جو صاحب تین روپیہ قیمت داخل کریں خرید سکتے ہیں۔“ میں خود ازالہ اوہام لینے گیا۔ (دہلی میں مرزا صاحب کے پاس اکتوبر ۱۸۹۱ء کو) بعد اشتہار کے تین روز تک بہت آدمی روپیہ لے کر گئے آپ نے فرمایا میرے پاس ابھی طبع ہو کر نہیں آئی۔ بلفظہ ملقطہ۔ جواب اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی۔ ۲، اکتوبر ۱۸۹۱ء منجانب عبد اللطیف خلف الصدق مولوی عبد المجید مالک مطبع انصاری دہلی مورخہ ۵، اکتوبر ۱۸۹۱ء)

(۸) مرزا صاحب تمام مولویوں اور سجادہ نشین صاحبوں کو سخت گالیاں دیتے اور لعنتیں بھیجتے ہیں۔

قولہ: اخرهم شیطان الاعمی والغول الاغوی یقال له رشید احمد

۱۔ سخت گالیاں ان کے گالی دینا گناہ کبیرہ ہے۔ عقائد الاسلام ص ۱۷۷ اور دیگر کتب عقائد

منہ عفی عنہ

الجنجوهی وهو شقی کالا مروہی ومن الملعونین۔ بلفظہ (صفحہ ۲۵۲)
 انجام آتھم) (یعنی سب سے پچھلا) تمام علماء و مشائخ کا) ان کا اندھا شیطان اور دیو
 گمراہ رشید احمد گنگوہی کہتے ہیں اور وہ بد بخت امر دے (محمد حسن) کی طرح ہے اور
 تمام ملعونوں میں سے ہے)

(۹) مسلمانوں کو برے لقبوں سے بلاتے ہیں۔

قولہ و جال: بطل۔ شیخ نجدی، شیطان۔ دیو گمراہ۔ فرعون، ہامان۔ وغیرہ۔ دیکھو
 کتاب (انجام آتھم و ضمیر)

(۱۰) مرزا صاحب غضب و غیظ کا خوب استعمال کرتے ہیں۔ دیکھو (کتاب انجام
 آتھم)

(۱۱) غیر مذاہب کے معبودوں کو بھی گالیاں دیتے ہیں۔ دیکھو (ضمیر انجام آتھم۔
 دیکھو تو بینات انبیاء علیہم السلام کتاب ہذا)

(۱۲) مرزا صاحب مسلمانوں کے جانی دشمن ہیں۔

قولہ: جو شریر بد باطن نالائق نام کے مسلمان جمعہ کی نماز نہ پڑھیں گے۔ وہ

۱۔ برے لقب الخ..... آیت شریف وَلَا تَنَابِزُ بِالْأَلْقَابِ۔ یعنی برے لقبوں سے نہ پکارو کا
 انکار۔ ۱۲ منہ غفی عنہ

۲۔ غضب الخ... حضرت نے تین دفعہ فرما کر نصیحت کی کہ لا تعصب۔ یعنی غصہ مت کر۔
 انکار حدیث شریف۔ (تنبیہ الغافلین ص ۱۹۷) ۱۲۔ منہ

۳۔ معبودوں الخ... آیت شریف وَلَا تَسْبُو الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ۔ کا
 انکار۔ ۱۲ منہ غفی عنہ۔

گورنمنٹ برٹش انڈیا کے باغی ہیں۔ ان کو سزا ملنی چاہئے۔ دیکھو اشتہار جمعہ کی تعطیل کا مورخہ یکم جنوری ۱۸۹۶ء (دیہاتی مسلمان جہاں نماز نہیں پڑھی جاتی سب باغی ہوئے۔ نعوذ باللہ)

(۱۳) مرزا صاحب اپنی کتابوں میں تصویریں بھی بناتے ہیں۔ (خلاف احادیث صحیحہ آپ کا عمل ہے)

قولہ : ہم یسوع کے شاگردوں کو ابھی ان کے تین مجسم خداؤں کے درشن کرا دیتے ہیں۔ اور ان کے سہ گوشہ تشکیلی خدا کو دکھا دیتے ہیں۔ چاہئے کہ اس کے آگے جھکیں اور سیس نوائیں اور وہ یہ ہے کہ جس کو ہم نے عیسائیسوں کی شائع کردہ تصویروں سے لیا ہے۔ تصویر یسوع کی شکل پر مجسم بیٹا۔ تصویر کبوتر کی شکل پر مجسم روح القدس۔ تصویر آدم کی شکل پر مجسم باپ۔ بلفظہ صفحہ ۳۵۔ انجام آئیم (تین تصویریں۔ کبوتر۔ آدم۔ یسوع کی بنائی ہیں)

(۱۴) خدا کی حفاظت سے ناامید ہو کر اپنی جان کی حفاظت کیلئے پولیس کی مدد کی

۱۔ تصویریں اے... حدیث شریف میں روایت ہے ابن عباس سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس نے کوئی تصویر بنائی اللہ عذاب کرے گا اس کو قیامت کے دن یہاں تک کہ وہ پھونکے اس میں روح اور کبھی پھونکنے والا نہیں اسی طرح وہ کبھی عذاب سے پھونکنے والا نہیں۔ (جامع الترمذی۔ ابواب اللباس) اور سید احمد طحاوی حاشیہ در مختار میں فرماتے ہیں کہ ظاہر کلام امام نووی کی صحیح مسلم کی شرح میں یہ ہے کہ اجماع امت سے تصویر جاندار کی بنانی حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔ بلفظہ ص ۳۲۲-۳۲۳... تقدیس الوکیل مؤلفہ مولانا مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری۔ ۱۲ منہ عفی عنہ

درخواست کرتے ہیں۔ (جب لیکھرام آریہ واقعہ ۷۔ مارچ ۱۸۹۷ء کو لاہور میں قتل ہوا تو بعض آریہ لوگوں نے سخت طیش میں آکر بطور گناہ مرزا صاحب کے قتل کی دھمکیاں دیں۔ تب انہوں نے خدا سے روگردان ہو کر گورنمنٹ میں درخواست کی کہ میری جان کی حفاظت کے واسطے پولیس کنسٹبلان مقرر کئے جائیں۔ ورنہ میں ضرور قتل ہو جاؤں گا۔ گورنمنٹ عالیہ نے ایسی لغویات پر کچھ بھی پروا نہیں کی اور ”وَإِنَّا كُنَّا نَسْتَعِينُ“ حکم خداوند تعالیٰ اور تیری ہی مدد چاہتے ہیں پر عمل نہ کیا۔

قال: اے مرزا قادیانی تمہیں اگر کچھ خوف خدا ہوتا تو چند پولیس کے سپاہیوں کا بھروسہ نہ کرتا سوائے اس خدائے قادر مطلق کے۔ جس نے زمین و آسمان پیدا کئے۔

(۱۵) مرزا صاحب کا کوئی پیرو مرشد نہیں۔

قولہ: میرا کوئی والد روحانی نہیں ہے۔ کیا تم ثبوت دے سکتے ہو کہ تمہارے سلاسل

اربعہ (نقشبندی۔ قادری۔ چشتی۔ سہروردی) میں سے کسی سلسلہ میں داخل ہے؟ بلفظہ ملخصاً۔ صفحات ۶۵۸-۶۵۹-۶۶۰۔ (ازالہ اوہام)

(۱۶) تعالیٰ اور غرور۔ تکبر اور فحور بہت کرتے ہیں۔

۱۔ پیرو مرشد الخ... حکم خدا تعالیٰ ”ان السلیس یبایعون اللہ یداً للہ فوق ایدہم (الآیہ)“ یعنی خداوند کریم فرماتا ہے کہ جو لوگ بیعت کرتے تجھ سے اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھ پر ہے۔ کہ تعمیل کی۔ فالہ ان البیعتہ سنۃ۔ یعنی بیعت تحقیق سنت ہے۔ مگر مرزا صاحب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کی پروا نہیں کی۔ دیکھو القول الجلیل مؤلفہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔ ۱۲ منہ عنہ ۲۔ تکبر الخ... حدیث شریف میں مس العبد عبد خلیل واختال۔ (باقی ص ۴۱۰)

قولہ : جو کچھ اس عاجز کو رویا صالحہ اور مکاشفہ اور استجاب دعا اور الہامات صحیحہ صادقہ سے حصہ وافرہ نبیوں کے قریب قریب دیا گیا ہے۔ وہ دوسروں کو تمام حال کے مسلمانوں میں سے کسی کو ہرگز نہیں دیا گیا۔ (بلفظہ صفحہ ۷۰۲۔ ازالہ اوہام)

(ب) میں بڑے اطمینان اور یقین کامل سے کہتا ہوں کہ میری ساری قوم کیا پنجاب کے رہنے والے اور کیا ہندوستان کے باشندے اور کیا عرب کے مسلمان اور کیا روم اور فارس کے کلمہ گو اور کیا افریقہ اور دیگر بلاد کے اہل اسلام اور ان کے علماء اور ان کے فقراء اور ان کے مشائخ اور ان کے صلحاء اور ان کے مرد اور ان کی عورتیں مجھے کاذب خیال کر کے پھر میرے مقابل دیکھنا چاہیں کہ قبولیت کے نشان مجھ میں ہیں یا ان میں (بلفظہ ۷۰۳۔ ازالہ اوہام)

(ج) یا احمد فصیح الرحمة علی شفیق۔ اے احمد فصاحت اور بلاغت کے چشمے تیرے لبوں پر جاری کئے گئے (بلفظہ ص ۲۳۱ براہین احمدیہ صفحہ ۶۔ ضمیر انجام آتھم)

(د) میرے برابر کوئی کلام فصیح نہیں لکھ سکتا۔ (صفحہ ۵۵۔ انجام آتھم)

(ه) میں علم عربی میں دریا ہوں۔ (صفحہ ۱۵۶۔ انجام آتھم)

(۱۷) اپنے مریدوں سے چندہ یک مشیت اور ماہ وار وصول کر کے اپنی آسائش اور آرام کے سامان تیار کرتے ہیں۔ (دیکھو۔ کتب مرزا صاحب کی)

قولہ : ہم کو مکان فراغ کرنے کا دوبارہ الہام ہوا ہے۔ جماعت مخلصین دو ہزار روپیہ جلد بہم پہنچائیں اور پہلے سے ثابت قدم ہو جائیں (دیکھو اشتہار مورخہ ۷۱۔

(باقی صفحہ ۲۰۹) (الحمد) یہ بندہ وہ بندہ ہے جو اپنے تئیں اچھا جانتا ہے۔ (منہیہ الغافلین

ص ۱۹۸۔ منہ)

فروری ۱۸۹۷ء مرزا صاحب)

(۱۸) مرزا صاحب مسیح ہیں اور دجال کا گدھاریل ہے۔ اسی دجال کے گدھے پر ہمیشہ سوار ہوتے ہیں۔

(۱۹) اپنی بے گناہ نیک بیوی سے ناراض ہوتے ہیں۔ اور اپنے فرزند سے اس کی بیوی کو طلاق دلوانے کیلئے مجبور کرتے ہیں۔

قال : ایک عجیب قصہ ہے کہ حضرت قادیانی نے ایک الہام مشتہر کیا کہ مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کی بڑی صاحبزادی میرے ساتھ مقدر ہے۔ لڑکی کے اولیاء کو نا منظور ہوا۔ تو اپنے چند لطائف الخیل طمع وغیرہ پر ان کو راضی کرنا چاہا۔ وہ راضی نہ ہوئے چونکہ مرزا احمد بیگ صاحب مدعی مثیلیت کی زوجہ کے رشتہ دار تھے۔ اس لئے مدعی مثیلیت نے اس کو اور اپنے دیگر رشتہ داروں کو وضعداری سے بلکہ صاف لفظوں میں دھمکا کر مجبور کیا وہ اس لڑکی نکاح کسی دوسری جگہ نہ ہونے دیں اور جس طرح ممکن ہو روک کر میری طرف مائل کریں جب ان سے یہ کاروائی نہ ہو سکی تو اپنی پہلی نیک بخت بیوی اور اس کے لائق فرزندوں سے ناراضگی ظاہر کر کے ایک بیٹے کو عاق کرنے کی دھمکی میں یہ لکھا کہ اگر وہ شرطیہ اپنی بیوی کو طلاق نہ دے گا تو میری وارثت سے ایک دانہ نہ پائے گا۔ وغیرہ وغیرہ۔ ایسی دھمکی سے مرزا صاحب کی غرض یہ تھی کہ فضل احمد کی منکوحہ (جو مرزا احمد بیگ صاحب کی ہمیشہ زادی تھی) اس کو طلاق ملنے سے احمد بیگ اور اس کے دیگر قرابت داروں کو رنج پہنچے گا۔ جس سے وہ مرزا کی الہامی تائید کے موید ہو جائیں گے۔ اور مرزا احمد بیگ کی دختر کلاں کا عقد مرزا غلام احمد صاحب کے ساتھ ہو جانے سے ان کے الہام کی تصدیق ہو جائے گی۔ جس کی تصدیق ذیل کے خطوط

(جو مرزا قادیانی کے قلم کے لکھے ہوئے ہیں) سے بوجہ احسن ہو جائے گی۔



نقل اصل جو خطوط مرزا صاحب قادیانی نے مرزا احمد بیگ

صاحب اور دیگر رشتہ داروں کو بھیجے تھے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مشفق مکرّمی اخویم مرزا احمد بیگ صاحب سلمہ تعالیٰ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي

السلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ قادیان میں جب واقعہ ہائیکہ محمود فرزند آں مکرم کی خبر سنی

تھی تو بہت درد اور رنج اور غم ہوا لیکن بوجہ اس کے کہ یہ عاجز بیمار تھا اور خط نہیں لکھ سکتا

تھا۔ اس لئے عزائری سے مجبور رہا۔ صدمہ وفات فرزند ان حقیقت میں ایک ایسا

۱۔ اس جگہ مرزا صاحب کے خاص دستخطی خطوں کو جو مجھے ایک دوست شیخ نظام الدین

صاحب پنشن راہون کی معرفت مرزا علی شیر صاحب سمد ہی مرزا صاحب سے ملے ہیں

درج کرتا ہوں۔ جس سے مرزا صاحب کی سچ موعودی اور نبوت بخوبی ظاہر ہوتی ہے۔

ان خطوں کے ملاحظہ سے ناظرین معلوم کر لیں گے کہ مرزا صاحب کیا ہیں۔ کوئی ادنیٰ

اور جاہل مسلمان بھی ایسا نہیں کرے گا اور نہ کر سکتا ہے۔

یادداشت : مرزا احمد بیگ کی زوجہ مرزا غلام احمد قادیانی کی تایا چچا زاد ہمشیرہ

ہے۔ مرزا علی شیر صاحب کی لڑکی عزت بی بی فضل احمد پسر مرزا غلام احمد کی زوجہ تھی۔

اب مرزا احمد حسین ساکن راہون کے خط سے معلوم ہوا کہ باوجود بہت دھمکانے کے بھی

فضل احمد نے اپنی بیوی کو اطلاع نہیں دی اس لئے فضل احمد کو بھی مرزا صاحب نے الگ

کر دیا۔

صدمہ ہے کہ شاید اس کے برابر دنیا میں اور کوئی صدمہ نہ ہوگا۔ خصوصاً بچوں کی ماؤں
 کیلئے تو سخت مصیبت ہوتی ہے۔ خداوند تعالیٰ آپ کو صبر بخشنے۔ اور اس کا بدلہ صاحب
 عمر عطا فرمائے۔ اور عزیزی مرزا محمد بیگ کو عمر دراز بخشنے۔ کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے جو
 چاہتا ہے کرتا ہے کوئی بات اس کے آگے انہونی نہیں۔ آپ کے دل میں گو اس عاجز
 کی نسبت کچھ غبار ہو لیکن خداوند علیم جانتا ہے کہ اس عاجز کا دل بالکل صاف ہے اور
 خدائے قادر مطلق سے آپ کے لئے خیر و برکت چاہتا ہوں۔ میں نہیں جانتا کہ میں
 کس طریق اور کن لفظوں میں بیان کروں تا کہ میرے دل کی محبت اور خلوص اور
 ہمدردی جو آپ کی نسبت مجھ کو ہے۔ آپ پر ظاہر ہو جائے مسلمانوں کے ہر ایک نزاع
 کا آخری فیصلہ قسم پر ہوتا ہے۔ جب ایک مسلمان خدا تعالیٰ کی قسم کھاتا ہے تو دوسرا
 مسلمان اس کی نسبت فی الفور دل صاف کر لیتا ہے۔ سو مجھے خدا تعالیٰ قادر مطلق کی قسم
 ہے کہ میں اس بات میں بالکل سچا ہوں کہ مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا تھا کہ
 آپ کی دختر کلاں کا رشتہ اسی عاجز سے ہوگا۔ اگر دوسری جگہ ہوگا تو خدا تعالیٰ کی تسبیحیں
 وارد ہوں گی۔ اور آخر اسی جگہ ہوگا۔ کیونکہ آپ میرے عزیز اور پیارے تھے اس لئے
 میں نے عین خیر خواہی سے آپ کو جتلا دیا ہے کہ دوسری جگہ اس کا رشتہ کرنا ہرگز مبارک
 نہ ہوگا۔ میں نہایت ظالم طبع ہوتا جو آپ پر ظاہر نہ کرتا۔ اور میں اب بھی عاجزی اور
 ادب سے آپ کی خدمت میں ملتمس ہوں کہ اس رشتہ سے آپ انحراف نہ فرمائیں کہ
 یہ آپ کی لڑکی کیلئے نہایت درجہ موجب برکت ہوگا۔ اور خدا تعالیٰ ان برکتوں کا دروازہ
 کھول دے گا۔ جو آپ کے خیال میں نہیں۔ کوئی غم اور فکر کی بات نہیں ہوگی۔ جیسا کہ
 یہ اس کا حکم ہے جس کے ہاتھ میں زمین اور آسمان کی کنجی ہے۔ تو پھر کیوں اس میں

خرابی ہوگی۔ اور آپ کو شاید معلوم ہوگا۔ یا نہیں کہ یہ پیشین گوئی اس عاجز کی ہزار ہا لوگوں میں مشہور ہو چکی ہے۔ اور میرے خیال میں شاید دس لاکھ سے زیادہ آدمی ہوگا کہ جو اس پیشگوئی پر اطلاع رکھتا ہے اور ایک جہان کی اس کی طرف نظر لگی ہوئی ہے اور ہزاروں پادری شرارت سے نہیں بلکہ حماقت سے منتظر ہیں کہ یہ پیشین گوئی جھوٹی نکلے تو ہمارا پلہ بھاری ہو لیکن یقیناً خدا تعالیٰ ان کو رسوا کرے گا۔ اور اپنے دین کی مدد کرے گا۔ میں نے لاہور میں جا کر معلوم کیا کہ ہزاروں مسلمان مساجد میں نماز کے بعد اس پیش گوئی کے ظہور کیلئے بصدق دل دعا کرتے ہیں۔ سو یہ ان کی ہمدردی اور محبت ایمانی کا تقاضا ہے اور یہ عاجز جیسے (لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ) پر ایمان لایا ہے ویسے ہی خدا تعالیٰ کے ان الہامات پر جو تو اترے اس عاجز پر ہوئے ایمان لاتا ہے اور آپ سے متمسک ہے کہ آپ اپنے ہاتھ سے اس پیش گوئی کے پورا ہونے کیلئے معاون نہیں تاکہ خدا تعالیٰ کی برکتیں آپ پر نازل ہوں خدا تعالیٰ سے کوئی بندہ لڑائی نہیں کر سکتا اور جو امر آسمان پر ٹھہر چکا ہے۔ زمین پر وہ ہرگز بدل نہیں سکتا ہے۔ خدا تعالیٰ آپ کو دین اور دنیا کی برکتیں عطا کرے اور اب آپ کے دل میں وہ بات ڈالے جس کا اس نے آسمان پر سے مجھے الہام کیا ہے۔ آپ کے سب غم دور ہوں۔ اور دین اور دنیا دونوں آپ کو خدا تعالیٰ عطا فرمائے اگر میرے اس خط میں کوئی تا ملائم لفظ ہو تو معاف فرمائیں..... والسلام

خاکسار احقر عباد اللہ۔ غلام احمد عفی عنہ

۷۔ جولائی ۱۸۹۰ء بروز جمعہ



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ . نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّیْ

مشفق مرزا علی شریک صاحب سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ کہ مجھ کو آپ سے کسی طرح سے فرق نہ تھا۔ اور میں آپ کو ایک غریب طلح اور نیک خیال آدمی اور اسلام پر قائم سمجھتا ہوں۔ لیکن اب جو آپ کو ایک خبر سنا تا ہوں آپ کو اس سے بہت رنج گزرے گا مگر میں محض اللہ ان لوگوں سے تعلق چھوڑنا چاہتا ہوں جو مجھے ناچیز بتاتے ہیں۔ اور دین کی پرواہ نہیں رکھتے۔ آپ کو معلوم ہے کہ مرزا احمد بیگ کی لڑکی کے بارے میں ان لوگوں کے ساتھ کس قدر میری عداوت ہو رہی ہے۔ اب میں نے سنا ہے کہ عید کے دوسری یا تیسری تاریخ کو اس لڑکی کا نکاح ہونے والا ہے اور آپ کے گھر کے لوگ اس مشورہ میں ساتھ ہیں۔ آپ سمجھ سکتے ہیں کہاں نکاح کے شریک میرے سخت دشمن ہیں۔ بلکہ میرے کیا دین اسلام کے سخت دشمن ہیں۔ عیسائیوں کو ہنسنا چاہتے ہیں ہندوؤں کو خوش کرنا چاہتے ہیں۔ اور اللہ رسول کے دین کی کچھ بھی پرواہ نہیں رکھتے۔ اور اپنی طرف سے میری نسبت ان لوگوں نے پختہ ارادہ کر لیا ہے کہ اس کو خوار کیا جائے ذلیل کیا جائے، رو سیاہ کیا جائے۔ یہ اپنی طرف سے ایک تلواریں چلانے لگے ہیں اب مجھ کو بچالینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ اگر میں اس کا ہوں گا تو ضرور مجھے بچائے گا، اگر آپ کے گھر کے لوگ سخت مقابلہ کر کے اپنے بھائی کو سمجھاتے تو کیوں نہ سمجھ سکتا۔ کیا میں چوہڑا یا چمار تھا۔ جو مجھ کو لڑکی دینا عاری یا تنگ تھی بلکہ وہ تو اب تک ہاں سے ہاں ملاتے رہے اور اپنے بھائی کیلئے مجھے چھوڑ دیا اور اب اس لڑکی کے نکاح کیلئے سب ایک ہو گئے۔ یوں تو مجھے کسی لڑکی سے کیا غرض کہیں جائے مگر یہ تو آزمایا گیا کہ جن کو میں خویش سمجھتا

تھا اور جن کی لڑکی کیلئے چاہتا تھا کہ اس کی اولاد ہو وہ میری وارث ہو۔ وہی میرے خون کے پیاسے وہی میری عزت کے پیاسے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ خوار ہو اور اس کا روسیہ ہو۔ خدا بے نیاز ہے۔ جس کو چاہے روسیہ کرے مگر اب تو وہ مجھے آگ میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ میں نے خط لکھے کہ پرانا رشتہ مت توڑو۔ خدا تعالیٰ سے خوف کرو۔ کسی نے جواب نہ دیا۔ بلکہ میں نے سنا ہے کہ آپ کی بیوی نے جوش میں آ کر کہا کہ ہمارا کیا رشتہ ہے صرف عزت بی بی نام کے لئے فضل احمد کے گھر میں ہے۔ بیشک وہ طلاق دیدے۔ ہم راضی ہیں۔ اور ہم نہیں جانتے کہ یہ شخص کیا بلا ہے۔ ہم اپنے بھائی کے خلاف مرضی نہیں کریں گے۔ یہ شخص کہیں مرتا بھی نہیں۔ پھر میں نے رجسٹری کر کر آپ کی بیوی صاحبہ کے نام خط بھیجا۔ مگر کوئی جواب نہ آیا۔ اور بار بار کہا کہ اس سے کیا ہمارا رشتہ باقی رہ گیا ہے۔ جو چاہے کرے ہم اس کیلئے اپنے خویشتوں سے اپنے بھائیوں سے جدا نہیں ہو سکتے۔ مرتا مرتا رہ گیا۔ کہیں مرا بھی ہوتا۔ یہ باتیں آپ کی بیوی صاحبہ کی مجھے پہنچی ہیں۔ بے شک میں ناچیز ہوں ذلیل ہوں اور خوار ہوں مگر خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں میری عزت ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اب جب میں ایسا ذلیل ہوں تو میرے بیٹے سے تعلق رکھنے کی کیا حاجت ہے لہذا میں نے ان کی خدمت میں خط لکھ دیا ہے کہ اگر آپ اپنے ارادہ سے باز نہ آئیں اور اپنے بھائی کو اس نکاح سے روک نہ دیں پھر جیسا کہ آپ کی خود منشا ہے میرا بیٹا فضل احمد بھی آپ کی لڑکی کو اپنے نکاح میں نہیں رکھ سکتا۔ بلکہ ایک طرف جب (محمدی) کا کسی شخص سے نکاح ہو گا تو دوسری طرف فضل احمد آپ کی لڑکی کو طلاق دیدے گا اگر نہیں دے گا تو میں اس کو عاق اور لاوارث کروں گا۔ اور اگر میرے لئے احمد بیگ سے مقابلہ کرو گے اور یہ ارادہ اس کا

بند کرادو گے تو میں بدل و جان حاضر ہوں۔ اور فضل احمد کو جواب میرے قبضہ میں ہے ہر طرح سے درست کر کے آپ کی لڑکی کی آبادی کیلئے کوشش کروں گا اور میرا مال ان کا مال ہو گا لہذا آپ کو بھی لکھتا ہوں کہ آپ اس وقت کو سنبھال لیں۔ اور احمد بیک کو پورے زور سے خط لکھیں کہ باز آجائیں اور اپنے گھر کے لوگوں کو تاکید کریں کہ وہ بھائی کو لڑائی کر کے روک دے ورنہ مجھے خدا تعالیٰ کی قسم ہے میں ہمیشہ کیلئے یہ تمام رشتے ناطے توڑ دوں گا اگر فضل احمد میرا فرزند اور وارث بننا چاہتا ہے تو اسی حالت میں آپ کی لڑکی کو گھر میں رکھے گا۔ اور جب آپ کی بیوی کی خوشی ثابت ہو۔ ورنہ جہاں میں رخصت ہوا ایسا ہی سب رشتے ناطے بھی ٹوٹ گئے۔ یہ باتیں خطوں کی معرفت مجھے معلوم ہوئیں ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ کہاں تک درست ہیں۔ واللہ اعلم۔

راقم خاکسار غلام احمد

از لودھیانہ اقبال گنج۔ ۳۔ مئی ۱۸۹۱ء

نقل اصل خط مرزا صاحب جو بنام والدہ عزت بی بی تحریر کیا تھا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّیْ

والدہ عزت بی بی کو معلوم ہو کہ مجھ کو خبر پہنچی ہے کہ چند روز تک (محمدی) مرزا احمد بیک کی لڑکی کا نکاح ہونے والا ہے۔ اور میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا چکا ہوں کہ اس نکاح سے سارے رشتے ناطے توڑ دوں گا اور کوئی تعلق نہیں رہے گا۔ اس لئے نصیحت کی راہ سے لکھتا ہوں کہ اپنے بھائی مرزا احمد بیک کو سمجھا کر یہ ارادہ موقوف کراؤ۔ اور جس طرح تم سمجھا سکتے ہو اس کو سمجھا دو اور اگر ایسا نہیں ہوگا۔ تو آج میں نے مولوی نور دین

صاحب اور فضل احمد کو خط لکھ دیا ہے۔ کہ اگر تم اس ارادہ سے باز نہ آؤ تو فضل احمد عزت بی بی کیلئے طلاق نامہ لکھ کر بھیج دے۔ اور اگر فضل احمد طلاق نامہ لکھنے میں عذر کرے۔ تو اس کو عاق کیا جائے۔ اور اپنے بعد اس کو وارث نہ سمجھا جائے۔ اور ایک پیسہ وراثت کا اس کو نہ ملے۔ سو امید رکھتا ہوں کہ شرطی طور پر اس کی طرف سے طلاق نامہ لکھا آ جائے گا۔ جس کا یہ مضمون ہوگا۔ کہ اگر مرزا احمد بیگ محمدی کے غیر کے ساتھ نکاح کرنے سے باز نہ آئے تو پھر اسی روز سے جو محمدی کا کسی اور سے نکاح ہو جائے۔ عزت بی بی کو تین طلاق ہیں سو اس طرح پر لکھنے سے اس طرف تو محمدی کا کسی دوسرے سے نکاح ہو گا اور اس طرح عزت بی بی پر فضل احمد کی طلاق پڑ جائے گی۔ سو یہ شرطی طلاق ہے۔ اور مجھے اللہ کی قسم ہے۔ کہ اب بجز قبول کرنے کے کوئی راہ نہیں۔ اور اگر فضل احمد نے نہ مانا تو میں فی الفور اس کو عاق کر دوں گا۔ اور پھر وہ میری وارثت سے ایک دانہ نہیں پا سکتا اور اگر آپ اس وقت اپنے بھائی کو سمجھا لو تو آپ کیلئے بہتر ہوگا۔ مجھے افسوس ہے کہ میں نے عزت بی بی کے بہتری کیلئے ہر طرح سے کوشش کرنا چاہا تھا۔ اور میری کوشش سے سب نیک بات ہو جاتی۔ مگر آدمی پر تقدیر غالب ہے۔ یاد رہے۔ کہ میں نے کوئی کچی بات نہیں لکھی۔ مجھے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ میں ایسا ہی کروں گا اور خدا تعالیٰ میرے ساتھ ہے۔ جس دن نکاح ہوگا اس دن عزت بی بی کا نکاح باقی نہیں رہے گا۔

راقم مرزا غلام احمد از لودھیانہ۔ اقبال گنج۔ ۴۔ مئی ۱۸۹۱ء



از طرف عزت بی بی بطرف والدہ

اس وقت میری بربادی اور تباہی کی طرف خیال کرو۔ مرزا صاحب کسی طرح مجھ سے فرق نہیں کرتے۔ اگر تم اپنے بھائی میرے ماموں کو سمجھاؤ تو سمجھا سکتے ہو۔ اگر نہیں تو پھر طلاق ہوگی۔ اور ہزار طرح کی رسوائی ہوگی۔ اگر منظور نہیں تو خیر جلدی مجھے اس جگہ سے لے جاؤ پھر میرا اس جگہ ٹھہرنا مناسب نہیں۔ (جیسا کہ عزت بی بی نے تاکید سے کہا ہے اگر نکاح رک نہیں سکتا پھر بلا توقف عزت بی بی کیلئے کوئی قادیان سے آدمی بھیج دو۔ تاکہ اس کو لے جائے۔)

(۲۱) مرزا صاحب کے طالب دنیا اور عبدالدینا والدراہم ہیں۔

قولہ: (۱) مالی فتوحات آج تک پندرہ ہزار کے قریب فتوح غیب کا روپیہ آیا۔ جس کو شک ہو ڈاک خانہ کی کتابیں دیکھ لے۔ بلفظہ (ملخصاً صفحہ ۲۸ ضمیرہ انجام آتھم) (ب) حاجی سیٹھ عبدالرحمن اللہ رکھا۔ تاجر مدراس نے کئی ہزار روپیہ دیا۔ بلفظہ ملخصاً (ص ۲۸۔ ضمیرہ انجام آتھم)

(ج) شیخ رحمت اللہ صاحب دو ہزار سے زیادہ روپیہ دے چکے ہیں۔ بلفظہ (ملخصاً)

۱۔ دو ہزار انج.... روپیہ کا جمع کرنا اور اس کا حساب رکھنا اور جائیداد پیدا کرنا مرزا صاحب کے اصل الاصول ہیں۔ جس کی بابت قرآن شریف میں سخت وعیدیں اور عذاب ہیں۔ جیسے اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔ سورۃ الزمرہ۔ وَبَلِّ لِكُلِّ هُمَزَةٍ فِي الدِّينِ جَمْعَ مَا لَا وَعْدَ لَهُ۔ يَحْسَبُ أَنَّ مَالَهُ أَخْلَدَهُ۔ كَلَّا لَيُبَدِّلَنَّهُ فِي الْخُطْمَةِ۔ (الآیہ)..... یعنی خرابی ہے طعنہ دینے اور عیب چونے کی۔ جس نے سمیٹا مال اور گن گن رکھا، خیال رکھتا ہے کہ اس کا مال اس کے ساتھ ہمیشہ رہے گا۔ یہ ہرگز نہیں وہ دوزخ میں ڈالا جائے گا۔ انج... منہ

صفحہ ۲۸ ضمیمہ انجام آتھم)

(د) منشی رستم علی کورٹ انسپکٹر گوروا سپورٹس روپیہ ماہوار دیتے ہیں۔ بلفظہ (صفحہ ۲۹)

ضمیمہ انجام آتھم)

(ہ) حیدر آباد کی جماعت مولوی سید مردان علی۔ مولوی سید ظہور علی اور مولوی عبد

المجید صاحب دس دس روپیہ اپنی تنخواہ سے دیتے ہیں۔ (بلفظہ ص ۲۸۔ ضمیمہ انجام آتھم)

(و) خلیفہ نور الدین صاحب پانچ سو روپیہ دے چکے ہیں۔ بلفظہ (ضمیمہ انجام آتھم)

ص ۲۸) علی ہذا القیاس ہر طرف سے روپیہ کی درخواست رات دن روپیہ کی آمدنی

ادھیڑ میں گزارتا ہے۔ منی آرڈر پر منی آرڈر آرہے ہیں۔ یا قوتیاں اور زیور تیار ہو

رہے ہیں۔ (العیاذ باللہ)

(۲۲) برائی اور حرام کی کمائی کے مال کیلئے درخواست کرتے ہیں۔

قال : انہیں دنوں میں مرزا صاحب کو معلوم ہوا۔ کہ الہ دیا نام طوائف۔ ایک شخص

اپنے برے کاموں اور پیشہ سے تائب ہو کر موحد مسلمان ہو گیا ہے۔ اور اس کے پاس

چند ہزار روپیہ حرام کی کمائی کا موجود ہے۔ جس کو وہ بوجہ اتقاء اور پرہیزگاری کے اپنے

کام میں خرچ نہیں کرتا۔ مرزا صاحب نے خبر فرحت اثر من کر فوراً کہلا بھیجا کہ وہ کل

۱۔ حرام کی کمائی الخ... حدیث صحیح میں ہے۔ ”الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ“۔ یعنی عملوں کا حساب

نیتوں پر ہے۔ مسئلہ : اگر کوئی مسلم شخص یہ نیت کرے کہ میں اگلے سال عیسائی ہو جاؤں

گاہ اسی وقت مرتد ہو گیا۔ اسی طرح سے اگرچہ مرزا صاحب کو بد قسمتی سے حرام کی کمائی کا مال

نہیں ملا لیکن اس کی نیت واردہ اور جہد و اقدام کے عمل کامل سے جاری ہو گیا اور جاری رہے گا۔

العیاذ باللہ۔ منہ عنہ۔ دیکھو کتب عقائد۔

روپیہ ہمارے پاس بھیج دو۔ ہم اشتہارات وغیرہ میں خرچ کر دیں گے، جب اللہ دیا
مذکور نے دیگر علماء ویندار سے اس کے جواز کا فتویٰ پوچھا تو انہوں نے منع کر دیا کہ راہ
خدا میں ایسے روپیہ کا دینا ہرگز جائز نہیں۔ اس سبب سے مرزا صاحب کا شکار خالی گیا۔
بلفظہ (صفحہ ۳۳۔ رسالہ تائید آسمانی بروثانی آسمانی تصنیف منشی محمد جعفر تھامیری مطبوعہ اختر ہند
پریس امرتسر ۲۳۔ ماہ جولائی ۱۸۹۲ء)

خاتمہ کتاب اور التماس بخدمت شریف علماء و فضلاء و

مفتیان شرع العلما ابقا ہم اللہ تعالیٰ بطور استفتاء

الحمد للہ والحمد للہ کتاب ہذا مختصر اہام و ضوابط و مسائل اربعہ انجام آتھم و ضمیرہ تصنیف
مرزا غلام احمد صاحب قادیانی باعث عدیم الفرستی پانچ ماہ کے عرصہ میں ختم ہوئی۔
میں نے اس میں مرزا صاحب کے خیالات ابتدائی و انتہائی کو حتی الوسع انہیں کی
تالیفات سے نہایت تہذیب کے ساتھ نقل کیا ہے۔ بعد اس کے ان کے دعاوی نبوت
اور توہینات انبیاء علیہم السلام اور عقائد اور اعمال کو بھی انہیں کی تصانیف الہامی سے
ہدیہ ناظرین کیا ہے اور علمی بحثیں اور آیات و احادیث کی تاویلات اور منطقی جھگڑوں
اور صرف و نحو کے بکھیروں سے مطلق تعلق نہیں رکھا اور نہ اس طرف رجوع کیا کیونکہ
عوام کو ان سے دلچسپی نہیں ہوتی۔ اس واسطے میں نے زیادہ تر عوام کے ہی سمجھانے
کیلئے کوشش کی ہے۔ اور یہی مدعا ہے۔ امید ہے کہ جہاں کہیں کوئی سہو یا غلطی بہ
تقاضائے بشریت ہوئی ہو تو اس سے معاف فرما کر اصلاح فرمائی جائے۔ اور

بالخصوص حضرات علماء وفضلاء و مفتیان شرع دین متین کی خدمت بابرکت میں نہایت ہی ادب سے التماس ہے کہ مجھے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی سے کوئی ذاتی عداوت یا دشمنی نہیں ہے۔ بلکہ وہ میرے ہم وطن ہیں۔ اور مرزا سلطان احمد صاحب تحصیلدار ضلع ملتان مرزا صاحب کے فرزند کلاں میرے نہایت دوست ہیں درنحالیکہ ابھی مرزا صاحب ان سے ناراض نہیں ہوئے تھے۔ میں اور وہ ایک ہی وقت میں (۷۷ء) پولیس ضلع گرداسپور میں نوکر ہوئے تھے۔ اور چند روز کے بعد وہ صیغہ سول میں نوکر ہو گئے تھے۔ مگر افسوس ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے فوراً کایا پلٹ لی اور کایا بھی ایسی پلٹی کہ شناخت کرنا ہی نہایت مشکل ہو گیا اور اسلام کے دائرہ سے ایسا تجاوز کیا کہ گویا استعفاء قطعی داخل کر دیا۔

حضرات علماء مرزا صاحب کے خیالات و توہمات، الہامات، وسوسات، دعاوی نبوت اور توہینات انبیاء علیہم السلام و عقائد و اعمال پر توجہ مبذول فرما کر عوام کو صاف صاف طور پر اس اجلاء سے بچائیں اور اپنے فرائض کے پورا کرنے میں سعی بلیغ فرمائیں اور اس خاکسار ذرہ بے مقدار کو دعائے خیر سے مشکور فرمائیں۔ ”رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ“ (پ ۳ سورۃ آل عمران آیت ۸) آمین ثم آمین۔ نام اس کتاب کا خدا کی طرف سے تاریخی طور پر حسب ذیل رکھا گیا۔ ”کلمہ فضل رحمانی (۱۳۱۴ھ) بجواب ادہام غلام قادیانی (۱۳۱۴ھ)“۔ راقم عاجز فقیر فضل احمد عفی عنہ کورٹ اسپیکٹر لودھیانہ آخر ذی الحج ۱۳۱۴ھ ہجری المقدس۔

رویا صادقہ

آج واقعہ ۵۔ جمادی الثانی ۱۳۱۵ھ ہجری المقدس کی صبح ساڑھے چار بجے جبکہ میں مسودہ اصلی پر سے پورے طور پر کتاب ہذا لکھ چکا اور ختم کر چکا خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک جگہ مجلس میں جہاں قریباً سات آٹھ آدمی بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور مولانا مولوی مشتاق احمد صاحب چشتی صابری مدرس گورنمنٹ سکول لودھیانہ بھی میرے پاس داہنی طرف بیٹھے ہوئے ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی بھی وہاں پاؤں پیارے پڑے ہیں۔ مرزا صاحب کا سر ننگا ہے اور سران کا عین وسط سے لیکر پیشانی تک استرا سے منڈا ہوا ہے۔ (خلاف شرع) اور داڑھی آپ کی قینچی سے کتری ہوئی ہے۔ (خلاف شرع) اس مجلس میں سے کسی شخص نے کہا کہ آپ سب لوگ مرزا صاحب کے مخالف کیوں ہیں میں نے کہا کہ ہم کو بلکہ کل اہل اسلام کو مرزا صاحب سے کوئی ذاتی یا دنیاوی غرض سے مخالفت نہیں مرزا صاحب نے ہی اپنے عقائد اور اعمال اہل اسلام کے مخالف کر لئے ہیں یہی وجہ مخالفت ہے۔ مرزا صاحب نے کہا ”ایویں کوئی کچھ کہدے“ (پنجابی) یعنی یونہی ناحق کوئی کچھ کہدے۔ میں نے کہا مرزا صاحب! کیا آپ کے کل الہاموں اور مؤلفہ کتابوں میں عقائد اور اعمال درج نہیں ہیں؟ کیا ان تحریری دستاویزات سے جو بڑی تعلی سے شائع کئے ہیں انکار ہے؟ ناحق کہنے کی کسی کو کیا ضرورت ہے۔ تب مرزا صاحب نے گھسیانی صورت بنائی اور نیچے آنکھیں کر لیں اور خاموش ہو گئے اور جواب نہ دیا۔ اتنے میں آنکھ کھل گئی۔ گھڑی (کلاک) کو دیکھا ساڑھے چار بجے تھے۔ مجھے اس خواب سے نہایت ہی اطمینان ہوئی۔

حضرات ناظرین بھی اس کی تعبیر سمجھ لیں اور یہ بھی عرض کر دینا ناظرین کیلئے خالی از
منفعت نہ ہوگا۔ کہ خاکسار راقم الحروف ملازم پولیس ہے اور سخت درجہ کا گنہگار لیکن
الحمد للہ عقائد و اعمال مطابق جمہور اہل اسلام کے عین مطابق رکھتا ہے۔ یہی امید فضل
رحمائی سے ہے، مغفرت کرے گا۔ ہر وقت اس کے فضل کی امید اور عذاب کا ڈر دل
میں ہے۔ یا الہی اس کو قائم رکھ۔ آمین ثم آمین۔



مرزا صاحب قادیانی کے دستخطی خطوط اور ان کے مضامین کی

تصدیق کے متعلق تازہ خطوط اور مصنف کتاب کا مذہبی خیال

۲۔ اگست ۱۸۹۸ء

از بندہ مسکین محمد حسین عفی عنہ۔ راہون

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي : حضور من ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ !

ورود اعزاز نامہ سے مشرف و ممتاز فرمایا۔ (۱) اب اصل ماجرا عرض کرتا ہوں۔ جس

روز بندہ نے حضور کی خدمت بابرکت میں نیاز نامہ لکھا۔ اس سے دوسرے روز قادیان

سے میرے حضرت کا فرمان فیض بنیان معہ ایک نقل رہن نامہ رجسٹری شدہ کے شرف

صدور لایا۔ جو بجنہ ارسال حضور ہے۔ (۲) قادیانی نے اپنی جائیداد جدی میں سے

ایک باغ اپنی منکووحہ کے نام رہن کر دیا ہے۔ اور اس کے عوض اس سے زیور اور نوٹ

کرنسی لئے ہیں۔ چار ہزار کا زیور اور ایک ہزار کے نوٹ۔ ہر ایک عقلمند سوچ سکتا ہے

کہ یہ کام اس مرزا نے فقط اس غرض سے کیا ہے۔ تاکہ دوسرے لڑکے جو پہلی بیوی سے ہیں۔ محروم رہ جائیں بھلا خیال تو فرمائیں کہ زیور اور نوٹ بیوی کہاں سے لائی۔ آیا وہ اس کے والدین کی کمائی کے ہیں۔ دوسری بعد لکھنے رہن نامہ کے مرزا موصوف نے وہ زیور کیا کیا۔ بیوی ہی کو دے دیا ہوگا۔ یہ فقط ایک دھوکا تھا۔ حضور پر پہلے بھی روشن ہے کہ مرزا صاحب کے والد مرزا غلام مرتضیٰ صاحب مرحوم کے گھر میں ہمارے مرزا علی شیر صاحب کی حقیقی پھوپھی تھی۔ اور علی ہذا القیاس مرزا غلام احمد کی بڑی بیوی بھی ہمارے حضرت کی حقیقی ہمشیرہ ہے۔ جو عرصہ دو ماہ سے فوت ہو گئی ہے۔ اور اس کے بطن سے دو بیٹے ہیں۔ بڑے کا نام سلطان احمد جو آجکل ملتان کے ضلع میں تحصیل شجاع آباد میں تحصیلدار ہے۔ اور چھوٹے کا نام فضل احمد جو ہمارے حضرت کا داماد ہے مرزا غلام احمد کے ایک بھائی ان سے بڑے اور تھے۔ جن کا نام غلام قادر تھا۔ وہ بے اولاد تھے۔ انہوں نے سلطان احمد فرزند کلاں مرزا صاحب کو اپنا متبنی کر لیا۔ لہذا کل جائیداد میں نصف مرزا غلام احمد اور نصف سلطان احمد حصہ دار ہے۔ اب فضل احمد چھوٹا بیٹا مرزا کی جائیداد کا حسب حصہ حقدار ہے کیونکہ مرزا کی دوسری بیوی سے جس کے نام باغ رہن کیا گیا ہے۔ شاید دو بیٹے اور ایک بیٹی ہے۔ اب فضل احمد کو جدی جائیداد سے محروم کرنے کیلئے مرزا صاحب قادیانی نے یہ حیلہ کیا ہے کہ باغ بیوی کے نام رہن کر دیا اور باقی جائیداد کا کوئی اور بندوبست کرے گا۔ خیر حضور کو یاد ہوگا کہ مرزا کے دونوں خط خود مرزا علی شیر اور ان کی بیوی کے نام ہیں۔ انہیں حضور نے پڑھا ہوگا کہ اگر ”فضل احمد نے میرے کہنے سے منکوحہ دختر مرزا علی شیر کو طلاق نہ دیا۔ تو میری وارثت سے ایک دانہ نہیں پاسکتا“۔ مرزا صاحب اسی امر میں ساعی رہے۔ کہ میرے ہر دو

بیٹے اور مرزا علی شیر صاحب اور ان کی زوجہ جو مرزا احمد بیگ کی ہمیشہ نہیں اپنے بھائی سے لڑ بھڑ کرنا طہ پر راضی کریں۔ تاکہ میرا الہام سچا ہو۔ مرزا صاحب علی شیر کی ہمیشہ یعنی اپنی بڑی بیوی کو انہوں نے جی بھی سے ناراض ہو کر الگ کر دیا ہوا تھا۔ کہ اس نے کچھ نمایاں کام نہ کیا وہ اپنے بیٹے سلطان احمد کے ساتھ ہے۔ چونکہ ان متعلقین نے مرزا صاحب کی کچھ بھی مدد نہ کی۔ لہذا ان سب کو الگ کر دیا اور ان سے کھانا پینا گفتگو بالکل ترک کر دیا۔ بلکہ یہ لوگ مرزا کی الہامی جو رو کے نکاح میں شریک ہوئے اور اس کو مجبوظ الحواس سمجھ کر جلدی اس امر میں کوشش کر کے اس کا نکاح موضع پٹی میں ایک لڑکے مسکئی مرزا سلطان محمد سے کر دیا۔ اور مرزا صاحب اپنے ایک خط میں فرما چکے ہیں کہ اس نکاح کے شریک میرے دشمن ہوں گے۔ افسوس مرزا صاحب کی عقل پر الہامی بات اور بندوں پر مخالفت کے سبب غم

ع ”چولا اور است و زوے بکف چراغ دارد“۔

خیر فضل احمد نے مرزا صاحب اپنے والد کی عدول حکمی کی۔ کیونکہ اس نے اپنی بیوی کو طلاق نہ دی۔ اسی لئے فضل احمد اور متعلقین سے قطع تعلق کر بیٹھے ہیں۔ لہذا بعد مفصل حال کی عرض ہے کہ نقل رہن نامہ رجسٹری شدہ ارسال حضور ہے۔ اس کو بھی درج کتاب فرمادیں۔ حضرت صاحب نے یہ وثیقہ کی نقل حکم نامہ کے ساتھ بندہ کو بھیجی ہے اور بایں الفاظ لکھا ہے۔ وثیقہ کا کاغذ بھیجا جاتا ہے۔ اس کی نقل کر کے اپنے پاس رکھ لو اور اصل کاغذ کورٹ انسپکٹر صاحب کی خدمت میں بغرض اندراج کتاب بھیج دو۔

باسمہ سبحانہ

مخدوم مکرم بندہ حضرت مولانا صاحب !

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ کا نوازش نامہ معہ دو کاپی کتاب کلمہ فضل رحمانی شرف صدور لایا اور مشکور فرمایا جناب من مرزائی گروہ کے معلومات سے صاف پایا جاتا ہے کہ ان کو اپنے پیغمبر کے حالات اندرونی معلوم نہیں ہیں۔ اسلئے دھوکہ میں ہیں کتنی بڑی موٹی بات سے انکار کر دیا۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ بندہ خدا اگر فضل احمد ان کا کوئی بیٹا نہ ہو تو مجھے اس کے بیٹے بنانے کی خواہ مخواہ کچھ ضرورت ہے۔ جو کچھ کہ خطوط مرزا صاحب قادیانی میں درج ہے۔ اس میں سرسفرق نہیں۔ میں بھی باشندہ اسی ضلع کا ہوں۔ مجھے خود اس کا علم ہے کہ مرزا سلطان احمد صاحب فرزند کلاں مرزا صاحب اور بندہ ایک ہی ماہ ستمبر ۱۸۷۷ء میں محکمہ پولیس گورداسپور میں ملازم ہوئے تھے اور اسکٹھے قواعد پریڈ کرتے رہے۔ اور وہ میرے نہایت دوست ہیں۔ پھر محکمہ پولیس کو چھوڑ کر رسول میں ملازم ہو گئے تھے۔ مرزا سلطان احمد اور مرزا فضل احمد دونوں حقیقی بھائی پہلی بیوی سے ہیں جس کو مرزا صاحب نے ناراض ہو کر الگ کر رکھا تھا۔ اب عرصہ دو ماہ سے ان کا انتقال ہو گیا ہے اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مرزا فضل احمد مرزا صاحب قادیانی کا فرزند دلبد ہے۔ جس نے باوجود سخت دھمکانے مرزا صاحب کے اور خوف دلانے محروم الارث کرنے کے اپنی بیوی کو جو مرزا علی شیر صاحب کی دختر ہے طلاق نہ دی، جس کا نتیجہ مرزا صاحب نے حسب وعدہ خود یہ دکھلایا کہ ان کو محروم الارث کرنے کیلئے اپنی جائیداد کو پانچ ہزار میں اپنی بیوی کے پاس گروی رکھ دیا ہے۔ جس کی نقل رجسٹری آپ کی

خدمت میں بھیجی جا چکی ہے۔ زیادہ طویل تحریر سے کچھ فائدہ نہیں۔ اب میں دو خط مرزا محمد حسین صاحب ساکن راہون ضلع جالندھر تلینڈ و مرید حضرت مرزا علی شیر صاحب سدھی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی آپ کی خدمت میں اس عریضہ کے ساتھ بھیجتا ہوں۔ جس سے ایسی تسلی ہو جائے گی کہ چوں و چرا کرنے کی بھی نوبت نہ ہوگی۔ مجھے نہایت افسوس اور ساتھ ہی اس کے نہایت تعجب ہے کہ مرزا صاحب اور مرزائی لوگوں کے دماغ میں ایسی ضد بھر گئی ہے۔ کہ جب کسی کو مخالف دیکھتے ہیں۔ تو اسکو بھی دھمکی ایک سال کی پیش گوئی اس کی موت کی بابت دیتے ہیں۔ اس بات کو میں اپنی کتاب میں بھی درج کر چکا ہوں کہ مرزا صاحب نے کبھی یہ دعائے کی میرے مخالف بقول ان کے راستہ پر آجائیں۔ جب غصہ میں آئے یہی پیش گوئی کی کہ وہ پندرہ ماہ میں مر جائے گا۔ وہ ایک سال میں مرے گا۔ مزہ تب تھا کہ مرزا صاحب کی دعا سے لیکھرام مسلمان ہوتا، پادری ہنری کلارک صاحب بہادر ایمان لا کر اسلام قبول کرتے، ماسٹر مرلی دھر مسلمان ہوتے۔ عبداللہ آتھم ایمان قبول کرتے۔ مرزا امام الدین بیگ برادر کلاں مرزا صاحب برے نہ بنتے۔ مرزا صاحب کی اولاد بھی مرزا صاحب کو قبول کر لیتی۔ قادیان کے لوگ بھی ایمان لے آتے۔ اتنی شورشوری اور صرف ۳۱۳ مرید وہ بھی ڈہلے یقین۔ مرزا صاحب کی الہامی جو روح جس کا نکاح مرزا صاحب کے خدا نے آسمان پر کر دیا تھا۔ مرزا صاحب کے دیکھتے دیکھتے اور ان کے خدا کی موجودگی میں دوسرے شخص مرزا سلطان محمد ساکن پٹی علاقہ لاہور کے گھر میں آباد اور شاد بلکہ صاحب اولاد نہ ہوتی۔ افسوس میں نے اپنی کتاب میں مرزا صاحب کو کافر کذاب مخالف بزرگان اسلام مسلمانوں کا دشمن عبدالدینا نیر اور دراہم وغیرہ وغیرہ خارج از اسلام لکھ

دیا ہے۔ میری کتاب کا پچھلا حصہ جس میں توہینات انبیاء علیہم السلام، دعویٰ نبوت۔
 عقائد و اعمال مرزا صاحب کے درج ہیں۔ صاف ثابت کر دیا ہے کہ مرزا صاحب
 بموجب اقوال خود کافر اور نائب دجال وغیرہ ہیں۔ اور یہی میرا عقیدہ ہے اور ویسا ہی
 مرزا صاحب کو جانتا ہوں۔ ان کا دعویٰ مسیح موعود اور مہدی مسعود اور مجدد وغیرہ کا بالکل
 لغو اور جھوٹ ہے۔ بس جو مرزائی اس بات کا انکار کرتے ہیں کہ فضل احمد مرزا صاحب
 کا کوئی بیٹا نہیں۔ وہ معہ مرزا صاحب اس بات کا انکار لکھوادیں یا مرزا صاحب خود ان
 خطوط کا انکار کر کے اشتہار دیں کہ یہ خطوط جھوٹے اور جعلی ہیں۔ اور پھر اپنی موت کے
 بارہ میں ایک سال یا جتنا مناسب سمجھیں۔ اقرار شائع کر دیں۔ اگر وہ سچے ہیں مگر وہ
 ہرگز ایسا نہیں کر سکتے۔ آپ کی ان خطوط سے جو بھیجتا ہوں اور بھی تسلی ہوگی۔ اور مرزا
 صاحب اور مرزائی بخوبی نادام ہوں گے۔
 مرزائی لوگوں کو شرم کرنی چاہئے۔ میں نے اپنا عقیدہ لکھ دیا ہے اور جو کتاب
 میں مدلل لکھا ہے۔ مرزا صاحب یا ان کے حواریں ایک دفعہ نہیں میں دفعہ پیش گوئی
 کرتے پھریں اور معیار بھی مقرر کر لیں۔ بندہ ان گیدڑ بھکیوں سے نہیں ڈرتا۔ مرزا
 صاحب اپنی پیشگوئیوں سے عبد اللہ آتھم کو تو مار چکے ہیں۔ اپنی الہامی جو رو کے خاوند کو
 مار چکے ہیں۔ مرزا امام الدین کو مار چکے۔ پادریوں، آریوں کو مار چکے ہیں۔ اگر مرزا
 صاحب ایسا کر چکے ہیں۔ تو سچے ہیں ورنہ وہ ہی کذاب۔ جب یہ حالت ہے تو
 مسلمانوں کو موت کی پیشگوئی کی دھمکی دینا ہیچ ہے۔ بے مولوی محمد حسین صاحب
 بٹالوی ہی کو مارا ہوتا۔ یا مولوی عبد الحق امرتسری کو فنا کیا ہوتا۔ کیا شرم کی بات ہے۔ خدا
 کا خوف کرنا چاہئے۔ مخلص من! مرزائیوں کی ایسی ویسی باتوں پر امید ہے کہ آپ

الذکر تحصیل شجاع آباد و ضلع ملتان میں تحصیل دار ہیں۔ اور فضل احمد کو مرزا صاحب علی شیر کی بیٹی بیاہی ہوئی ہے۔ گو مرزا قادیانی اپنے بیٹے فضل احمد کو ہر طرح چا پلوسی اور خاطر داری اور جائیداد سے بے تعلق کر دینے کی بھی دھمکی دی مگر اس نے ہرگز طلاق دینا منظور نہیں کیا اور وہ اپنے باپ غلام احمد کا سخت مخالف ہے۔ اور اپنی بیوی سے ہر طرح سے راضی و خوشی ہے۔ بڑا بیٹا بھی مرزا سے مخالف ہے۔ ہاں مرزا نے اپنی بڑی بیوی ان دونوں کی والدہ کو اپنے سے علیحدہ کر دیا ہے۔ اور مرزا صاحب علی شیر اپنے بھائی کے ہاں قادیان ہی میں رہتی ہے۔ مرزا غلام احمد اور ہمارے حضرت کے مکان میں صرف ایک دیوار ہی ہے۔ بندہ خود قادیان جا کر دیکھ آیا ہے۔ ایک طرف وہ رہتے ہیں اور ایک طرف وہ۔ اور حضرت صاحب مرزا علی شیر کی ہمیشہ کا نان نفقہ اس کا بڑا بیٹا سلطان احمد تحصیل دار دیتا ہے۔ (۲) مرزا احمد بیک ہشیار پوری کی ہمیشہ ہمارے حضرت کے نکاح میں تھی جو کئی سال سے انتقال کر گئیں۔ جن کی بیٹی کے بارے میں مرزا کا الہام ہے۔

(۳) شاید حضور نے ایک شخص خاکی شاہ باشندہ راہون کا ملاحظہ فرمایا ہے۔ جو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے معتقد اور مرزا صاحب قادیانی کے خلیفہ حکیم نور الدین صاحب کے قدم بقدم چلنے والا ہے۔ وہ چند مہینے ہوئے راہون میں آیا اور اسی مرزا کے مسج موعود اور مہدی مسعود ہونے کے بابت بڑی واعظ کی۔ اور اکثر شہر والوں کے اعتقاد میں فرق ڈالا۔ اس شخص کو مرزا کا بندہ نے سارا حال سنایا کہ مرزا کے دستخطی خطوط میرے حضرت کے پاس ہیں اور ہم تو اس مرزا کو بڑا مکار اور کذاب جانتے ہیں بندہ نے حضرت کی خدمت میں نیاز نامہ بطلب خطوط لکھا چونکہ حضرت عرصہ ڈیڑھ سال

سے راہون میں تشریف نہیں لائے تھے۔ بندہ کی عرض پر معہ ہر سہ خطوط تشریف لائے
 خاک کی شاہ پہلے ہی چلتا ہوا۔ راہون میں ہر سہ خطوط سب روساء کو دکھلائے گئے۔ جس
 سے مرزا کا مکر و فریب اظہر من الشمس ظاہر ہو گیا۔ جب حضور کا فرمان طلبی ہر سہ خطوط کا
 صادر ہوا تھا۔ اور معرفت چچا صاحب نظام الدین بندہ کو ملا تھا۔ اس وقت میرے
 حضرت رڑ کی کی مغلان میں راہون سے چھ کوس کے فاصلے پر ہے تشریف لے گئے
 تھے۔ آپ کے فرمان کو پڑھ کر بندہ خود جا کر ہر سہ خطوط بڑے اصرار سے لایا تھا۔ وہ
 فرماتے تھے۔ کہ کہیں گم نہ ہو جائیں۔ آج کل وہی خاک کی شاہ قادیان میں ہے۔
 حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ خط جلدی راہون سے میرے پاس روانہ کر دو۔ اس
 لئے بندہ نے حضور کی خدمت بابرکت میں عریضہ طلبی خطوط کا لکھا تھا۔ شاید آنحضرت
 نے اسی خاک کی شاہ کو دکھلانے ہوں گے۔ آپ بلا اشتباہ ان خطوط کو مستہر فرمادیں۔ بندہ
 حضور کو پورا یقین دلاتا ہے۔ کہ حضرت مرزا علی شیر صاحب ہرگز ہرگز اس پائے کے
 آدمی نہیں کہ حق کی مخالفت کریں۔ حضرت حاجی محمود صاحب جالندھری نقشبندی کے
 خلیفے ہیں اور اس وقت ان کی نظیر کا درویش با خدا کم ہوگا۔ شاید حضور نے بھی جالندھر
 پولیس میں آنحضرت کی زیارت کی ہوگی جس وقت خط میں رڑ کی سے لینے گیا تھا۔ تو
 انہوں نے اس وقت بھی مجھے تاکید فرمایا تھا کہ دیکھنا کہیں گم نہ ہو جائیں اور لدھیانہ
 سے واپس آنے کے بعد رجسٹری کرا کر ہمارے پاس بھیج دینا۔ بندہ نے عرض کی کہ
 بہت خوب۔

(۳) لہذا اب آخری عرض یہ ہے کہ ہر سہ خطوط یا تو بسبیل ڈاک یا کسی خاص معتبر کے
 ہاتھ لفافہ میں بند کر کے روانہ فرمادیں اور کسی طرح کا شک و شبہ اپنے خیال مبارک

میں نہ لائیں۔ بندہ نے مفصل سب حال عرض کر دیا ہے۔ اب بندہ کو بھی انشاء اللہ امید ہے کہ حضور کے کل شبہات دور ہو جائیں گے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

از بندہ مسکین مرزا محمد حسین عفی عنہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ

جامع فضائل و کمالات روحانی و ایمانی حضرت مولانا مولوی صاحب دمام برکاتکم

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

اشتہادات مرسلہ آنحضور مد اعزاز نامہ پہنچے حضور نے اپنے اخلاق بزرگانہ

وطبع کریمانہ سے اس قدر اس عاجز کو ممنون احسان فرمایا ہے۔ جس کا بیان مالا کلام ہے

البتہ اللہ تعالیٰ جل شانہ عم نوالہ اس کے عوض میں اپنی رحمت کاملہ سے آنحضور پر رحمت

فرمائے۔ اور اپنی درگاہ عالیہ سے حضور کو اپنے خاصوں کے زمرہ میں منسلک فرمائے۔

آمین ثم آمین۔ بحر مت سید عالم و سرور بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم۔ حضور کے اشفاق نامہ

سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ مرزائی بھائی صاحب مرزا فضل احمد کو مرزا غلام احمد صاحب کا بیٹا

ہونے سے انکار کرتے ہیں۔ اور دختر مرشدنا حضرت مرزا علی شیر صاحب منکوحہ اخویم

مرزا فضل صاحب کی بہو ہونے سے بھی منکر ہیں۔ یہ ان کا ان حضرات کی لاعلمی پر

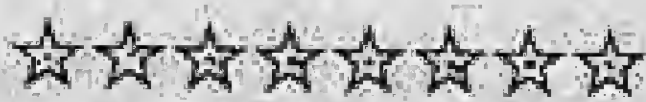
دال ہے۔ یہ احقر بھی حضور ہی کا فقرہ لکھتا ہے کہ افسوس ہے کہ مرزائیوں کو اپنے پیغمبر

کے گھر کا حال معلوم نہیں ہے۔ بندہ نے جو کچھ پہلے عریضوں میں حالات عرض کئے

ہیں۔ بوجہ ہم قوم ہونے کے اچھی طرح معلوم ہیں۔ اس میں ہرگز کچھ بھی غلطی نہیں

ہے۔ جو صاحب اس کو غلط سمجھیں انہیں ان معاملات سے بے خبری ہے کسی اور مرزا صاحب کے رشتہ دار سے اگر یہ امر دریافت کیا جائے تو وہ بھی اسی طرح بیان کریں گے۔ مرزا صاحب خود بھی فضل احمد کے بیٹا ہونے سے انکار نہیں کر سکتے اگرچہ نکاح میں کوشش نہ کرنے کی وجہ سے اس سے ناراض ہیں۔ مرزا صاحب سے ان کے معتقدین دریافت کر لیں۔ مرزا سلطان احمد و فضل احمد کی والدہ یا دوسرے الفاظ میں ہمارے حضرت صاحب کی حقیقی ہمشیرہ کو مرزا صاحب نے طلاق تو نہیں دی۔ مگر ان کو جب سے ان کی الہامی زوجہ کا نکاح سلطان محمد سکند پٹی سے ہوا۔ الگ کر چھوڑا تھا۔ کسی قسم کا تعلق خرچ وغیرہ کا نہیں رکھا تھا۔ مرزا سلطان احمد اپنے بیٹے کے مکان میں ان کی والدہ شریفہ آگئی تھیں۔ بالکل آمد و رفت گفت کلام باہمی بند رہی حتیٰ کہ عرصہ چند ماہ کا ہوا کہ اس مرحومہ نے اس جہان سے رحلت کی۔ بندہ قادیان جا کر آخر جنوری ۱۸۹۳ء میں یہ امر پچشم خود دیکھ آیا تھا۔ اور وفات تک وہ اسی طرح گذر گئیں۔ کسی طرح سے مرزا صاحب نے ان سے صفائی نہیں کی۔ بلکہ مجھے کامل امید ہے کہ ان کی تجھیز و تکفین میں بھی مرزا صاحب شریک نہیں ہوئے ہوں گے۔ کیونکہ اسی نکاح سے سب رشتہ داروں سے مرزا صاحب موصوف نے قطع تعلق کر دیا ہے۔ اور مرزا صاحب حضرت خواجہ محمد علی شیر سے اور ادھر مرزا نظام الدین و کمال الدین سے (امام الدین پیر خا کروبان کے بھائی ہیں) رشتہ ناطہ مرگ شادی پر آمد و رفت بند ہے۔ جو کچھ میں نے لکھا ہے پوری واقفیت سے لکھا ہے اور یہ عین ٹھیک ہے۔ اس سے زیادہ اور کیا عرض کروں۔ ایک بندہ پھر عرض کرے گا وہ کیا کہ مرزا صاحب اپنی بڑی بیوی صاحبہ کے جنازہ پر تشریف لے گئے ہیں یا نہیں؟ اوپر کی سطروں میں بندہ نے اپنا قیاس ظاہر کیا

ہے۔ دختر مرزا احمد بیک ہوشیار پوری کے نکاح سے مرزا سلطان احمد صاحب تامرگ اپنی والدہ مرحومہ کے خرچ کے متکفل رہے ہیں۔ اور مرزا صاحب نے انہیں کچھ مدد نہیں دی۔



نظم نصیحت نامہ و تاریخ مؤلف باسمہ سبحانہ

اے مخلصان باصفا دنیا پرانی زال ہے چالوں سے اسکے تم بچو ہر چال اک بھونچال ہے
سب اہل دل کہتے ہیں یوں لیکر سلف سے تا خلف جو اس کا طالب ہو گیا وہ رگ صفت بد حال ہے
ایمان کو ثابت رکھو اسلام پر قائم رہو اجماع امت پر مٹو اس کا عدد پامال ہے
قرب قیامت ہے لگتے دجال مہدی بن گئے جھوٹوں نے گوسچا کہا پر جھوٹ کا دلال ہے
ان مہدیوں سے تم بچو ان کا ذہن کی مت سنو اے مومنو مومن رہو پر کید انکا قال ہے
یہ قادیانی مرزا ہے پرفریب و بد دعا عیسیٰ نہیں مہدی نہیں ہاں کاذب و بطلان ہے
اسلام کی تخریب سے گو کافر و مرتد ہوا پس اس کا قلبی مدعا بس عورتیں یا مال ہے
تاریخ کا کچھ فکر تھا تسخیر ہاتف نے کہا

یہ قادیانی مفتری بقال اور دجال ہے

کل مصرعہ ۱۳۱۲ھ



ذیل میں ملک کے ان علمائے فضلاء کی تقریظوں کو درج کیا جاتا ہے۔ جو خدا کے فضل سے حامی دین ہونے کے علاوہ اپنے علم و فضل کے لحاظ سے ملک کیلئے باعث فخر اور قوم کیلئے موجب ہدایات ہیں اور جو ملک و قوم

میں ہر ایک طرح واجب التعظیم سمجھے جاتے ہیں۔ جنہوں نے اس کتاب کو بغور ملاحظہ فرما کر یہ ظاہر اور ثابت کیا ہے۔ کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی تمام تصانیف کی تردید کتاب ”کلمہ فضل رحمانی“ سے بڑھ کر اس وقت تک کوئی کتاب اسلام اور اہل اسلام کی حفاظت کیلئے نہیں شائع ہوئی اور وہ تقریظیں یہ ہیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي انزل الشريعة المطهرة الحنيفية البيضاء
والملة المقدسة الاسلامية السمحاء على لبياء ورسولنا
وسيدنا محمد افضل الرسل وخاتم الانبياء صلوات الله
وسلامه عليه وعلى آله الاصفياء واصحابه الاتقياء وبعد فقد
حملتني على هذا التحرير وهداني الى ذاك السطير وصول
رسالة مطبوعة من طرف المرزا القادياني بعضها في اللسان
الهندي وبعضها في العربي تحدى فيها بالعلماء الكبار ودعا
هم للمباهلة والمقابلة واخذ الشار طابعتها وامعت النظر فيها
فوجدتها مملوءة بالخرافات ومحشوة بالخزعبيلات اظهر
فيها دعاويه الفاسدة واختراعاته الكاسدة من انه هو المسيح
الموعود والمهدي المنتظر المذكور في الاحاديث النبويه

واطال فيها اللسان بالسب والشتم والطغيان في حق الاخيار
 من علماء الرحمن الموجودين في هذا الزمان وفي سابق
 الدوران كاطالة العاجز عن ايراد الدليل والبرهان كما هو
 ديدنه في جميع مولفاته المستقبحة وتصانيف المتشعبة
 فتباعد عن مقام التهذيب وازاد في التدريب والتشريب اتي
 فيها بكلمات تنفر عنها الطباع السليمة وتتقرفها القرائح
 المستقيمة بالغ في كناية الفحش واللغويات والتشنيع
 والدليات حتى انصلت في الجهالات واضرم نار الخصومات
 حيث قال مرة للاعلام الكبار والصالحين الاخبار (هم تسعة
 رهط من الاشرار) ولقب بعضهم (الشيطان الاعمي والغول
 الاغوى) وشنع بعضهم باقبح التشنعات واسود الهنات
 وماخاف من خالق الارض والسموات فقد قال جل
 وعلا (الشيطان بعدكم الفقر ويامركم بالفحشاء) ومن كلام
 رسوله صلى الله عليه وآله وسلم (المسلم من سلم
 المسلمون من لسانه ويده) فاقواله زائفة خاطئة وخيالاته لاية
 ضائعة ارتكب جازة فخيمة وكبيرة مهلكة . كلامه ذليل
 ومرامه كليل لم يتادب مع العلماء والصلحاء في الخطاب

ولم يسلك مسلك الصدق والصواب فلا يخفى على اهل
 النهي ان هذا الداب الذي اختاره المرز اخلاف اهل الجحى
 ثم ان كان القاديانى يناظر العلماء ولا يبارى السفهاء . فكان
 عليه ان يخاصمهم بعد التزام التهذيب بايراد الاحاديث
 والآيات مع حملها على معانيها الظاهرة المسلمة عند الائمة
 اللغات حتى لا يستنكره اهل الصناعات ولكنه حرف
 النصوص عن مقصودها الاصلى المنقول بروايته الثقات من
 الصحابة والصحابة وفسر برائه ولم يبان بحديث سيد
 الابرار حيث قال عليه وعلى اله الصلوات من الواحد الغفار .
 ان من فسر القرآن برائه فليتبوا عقده من النار فعليه
 ما يستحقه من الويل والتبار . ثم انى كنت اردت التردد
 لدعاوى هذا المتبنى الشريد بالتفصيل المزيد مع الاسلوب
 الجريد لكن منعنى من هذا الخيال فاضل كريم البال وامرنى
 الذى اعتمد عليه فى جل الاقوال بطر الكشح عن هذا البطل
 ولله در اللوذعى المستند والالمع الشريف المحتد حبه
 قاضى فضل احمد حماه الله من شر حاسد اذا حسد فانه كفانا
 التردد الكتاب القاديانى الطريد واجابه بجوابات مفحمة

والزّمه بالزّامات مسكّة جزاه الله عنا خير الجزاء وجعل
اخرته خيرا من الاولى (وانا العبد العاصي ابو الظهور حنفى
البيّھوى مشتاق احمد)



تقریظ حضرت مولانا الحافظ مولوی مشتاق احمد صاحب

صابری انیسٹھوی (مدرس اول عربی گورنمنٹ سکول لودھیانہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حامد اومصلیٰ۔ اما بعد راقم الحروف نے کتاب مستطاب ”کلمہ فضل رحمانی
بجواب اوہام غلام قادیانی“ کو اول سے آخر تک دیکھا۔ عقائد قادیانی کی
تردید میں لاٹھانی پایا۔ حق تو یہ ہے کہ اس سے پہلے جس قدر کتب اور رسائل
مرزا کی تردید میں لکھے گئے۔ اپنی طرز میں یہ کتاب ان سب میں بہتر اور
مفید ہے کیونکہ نہایت سلیس اور عام فہم ہے اول سے آخر تک تہذیب کی
رعایت رکھی ہے۔ اور کیا اچھا التزام کیا ہے کہ اکثر جگہ خود مرزا ہی کے اقوال
اور اس کی تصنیفات کی عبارت نقل کر کے دندان شکن جوابات دیئے ہیں۔
علی الخصوص تحقیق لفظ یسوع اور لفظ کدعہ ایسے بسط اور تفصیل سے لکھی ہے جو
حضرت مصنف ہی کا حصہ ہے اور کیوں نہ ہو جناب مولانا قاضی فضل احمد

کورٹ انسپکٹر لو دھیانہ نے اپنی اس کتاب ”کلمہ فضل رحمانی“ میں حتیٰ الوسع
 عمدہ تردید کے ساتھ لکھا ہے۔ قادیان کا مفتری و نائب الدجال ہونا اظہر من
 الشمس ہے۔ کمالا یخفی علی من له ادنی تامل فی اقوال
 المسيح الکذاب الذی یزعم انه محدث وله نوع نبوة ویحقر
 الانبیاء وینکر معجزاتهم الباهرة ویسقط یدیه الی عرض
 الصحابة رضوان الله علیهم ویسب العلماء والصلحاء
 ویقول بابوته المسيح علی خلاف النص الصریح ولا يفهم
 معنی لم یمسني بشر ولم اک بغیا الایة ویصرف النصوص
 بلا دلیل قطعی عن ظواهرها ویلبس الحق بالباطل بتاویلات
 رکیکة واستعارات بعيدة التي یابی عنها العقل السليم والفهم
 المستقیم کل اباء ویدعی ان عیسیٰ بن مریم علیہ السلام لا
 ینزل وانه عیسیٰ بذاته و غیر ذالک من الخرافات و کفریاتہ
 واللہ اعلم و علمہ اتم۔ هذا ما تيسر لي في هذا المقام فتفكر
 فيه ولا تكن من الغافلين و آخر دعوانا ان الحمد لله رب
 العالمين والصلوة والسلام علی خير البرية محمد و علی اله
 واصحابه اجمعين۔

کتبہ المسکین مفتی شاہدین عفی عنہ مفتی لو دھانہ

تقریظ حضرت مولانا مولوی محمد صاحب لودھیانوی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بَعْدَ الْحَمْدِ وَالصَّلَاةِ !

مسکین محمد بن مولوی عبد القادر صاحب مرحوم لودھیانوی اہل اسلام کی خدمت میں عموماً وگروہ قادیانی کو خصوصاً بیان کرتا ہے۔ کہ جس شخص کے اقوال و افعال آیات قطعیہ کے مخالف ہوں اور وہ شخص اپنے آپکو مقتدی اور ملہم بالہامات یقینیہ قرار دے تو ایسے موقع پر اہل اسلام کو لازم ہے کہ فوراً اس کی گمراہی کو عوام پر ظاہر کر دیں۔ ورنہ وہ بھی گمراہوں میں شمار ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ صاحب طریقہ محمدیہ نے لکھا ہے۔ وَمَا يَدْعِيهِ بَعْضُ الْمُتَصَوِّفَةِ إِذَا انْكَرَ عَلَيْهِ بَعْضُ أُمُورِهِمُ الْمَخَالِفَ لِلشَّرِيعَةِ أَنَّ حُرْمَتَهُ ذَالِكَ فِي الْعِلْمِ الظَّاهِرِ وَأَنَا أَصْحَابُ الْعِلْمِ الْبَاطِنِ وَإِذَا اشْكَل عَلَيْنَا اسْتَفْتَيْنَا مِنْ صَاحِبِ الشَّرِيعَةِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ فَإِنْ حَصَلَ قَنَاعَتُهُ فِيهَا وَالْإِجْعَالُ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى فَمَا خَذَ مِنْهُ وَنَحَرُ ذَلِكَ مِنَ التَّرَهَاتِ كُلِّهَا فَالْوَجِبُ عَلَى كُلِّ مَنْ سَمِعَ الْإِنْكَارَ عَلَى قَائِلِهِ بِالشُّكِّ وَلَا تَرَدُّ وَلَا تَوَقُّفٌ وَالْإِفْهَامُ مِنْ جَمَلَتِهِمْ وَيُحْكَمُ عَلَيْهِ بِالزُّنْدَقَةِ الْبُتْلَى - ملخصاً یعنی جب کسی صوفی بناوٹی کو امور غیر شرع سے روکا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ تم کو علم ظاہری ہے اور ہم کو علم باطنی ہے۔ جب ہم کو کسی مسئلہ میں شک پڑے تو ہم خود حضرت سے دریافت کر لیتے ہیں۔ اگر وہاں بھی اطمینان حاصل نہ ہو تو ہم خداوند کریم سے خود دریافت کر لیتے ہیں۔ ایسے بے دین کی

تردید کرنی اہل علم پر واجب اور لازم ہے۔ ورنہ وہ بھی زندیقوں میں شمار ہوگا۔ اسی طرح جب اس زمانہ میں قادیانی نے اپنے آپ کو ملہم من اللہ قرار دیکر یہ دعویٰ کیا کہ عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا معاذ اللہ یوسف نجار والد تھا۔ اور جو معجزات ان کے خدا جل جلالہ نے قرآن میں صریح طور پر بیان کئے ہیں۔ ان کو یہاں متینوں کا کھیل قرار دیکر حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے اور عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام وغیرہ انبیاء پر شب و ستم کا شیوہ اختیار کر کے اپنے آپ کو بے دین قرار دیا اور قرآن شریف کو اس کذاب نے غبی ٹھہرایا وغیرہ وغیرہ جو رسالہ ہذا میں تفصیل وار مرقوم ہیں۔ سب علماء اسلام نے اس کی تردید میں قلم اٹھا کر دائرہ اسلام سے اس کا خارج ہونا ظاہر کیا۔ اگرچہ ابتداء میں مولانا مولوی عبداللہ صاحب مرحوم برادر حقیقی و راقم الحروف و مولوی اسماعیل صاحب نے اس کی تکفیر کا فتویٰ ۱۳۱۵ھ میں شائع کیا اور باقی اہل علم اس موقع پر اکثر خاموش اور بعض ہمارے مخالف ہوئے لیکن بعد میں رفتہ رفتہ کلہم نے اس کی تھلیل و تکفیر پر اتفاق ظاہر کیا۔ قاضی فضل احمد صاحب مصنف رسالہ ہدائے اس کے کل اقوال کا بطلان اور اس کی تکفیر کا اثبات خود اس کی تصانیف سے ظاہر کر دیا تا کہ عوام کا لالہ انعام کو یہ شبہ نہ رہے کہ قادیانی کو اہل علم صرف ضد سے کفر کا فتویٰ دیتے ہیں اور جو لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں۔ کہ قادیانی اہل قبلہ ہے اور اہل قبلہ کو کافر کہنا درست نہیں اور نیز جس شخص میں ایک کم سو وجہ کفر کی ہوں اور ایک وجہ اس میں اسلام کی ہو اس کو کافر قرار دینا درست نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے۔ اہل قبلہ کو کافر کہنا اس وقت تک درست نہیں جب تک ان میں کوئی وجہ کفر قطعی کی پائی نہ جائے۔ جیسا کہ جو رافضی نماز روزہ کا پابند ہو کر یہ کہے کہ پیغمبری اصل میں حضرت علی رضی اللہ

عنه کے واسطے اتری تھی، ناحق جبریل نے حضرت کو دے دی۔ تو ایسے اہل قبلہ کو ضرور بالضرور کافر قرار دینا لازم ہے بلکہ جو عالم ایسے رافضی کو کافر قرار نہ دے وہ خود کافر ہو جاتا ہے۔ اسی طرح سو وجہ کفر کا مسئلہ بھی غلط ہے ورنہ جو شخص نماز روزہ کا پابند ہو کر بتوں سے مراد اپنی مانگتا ہو اور بتوں کو بھی سجدہ کرتا ہو تو اس شخص کو تم لوگ معاذ اللہ مسلمان سمجھو گے حالانکہ ایسے شخص کے کفر میں کسی کو بھی کلام نہیں اصل میں سو وجہ کے مسئلہ کے یہ معنی ہیں کہ اگر کسی شخص نے ایک کلمہ کہا اور اس کلمہ کے سو معنی ہیں۔ باعتبار ایک معنی کے وہ کلمہ کفر نہیں ہو سکتا باقی ایک کم سو معنی اس کے سب کفر کی طرف عائد ہیں تو ایسی صورت میں مفتی کو لازم ہے کہ بلا تحقیق اس پر فتویٰ کفر جاری نہ کرے جیسا کہ ایک شخص کو کسی دوسرے نے نماز کے واسطے بلایا اس نے نماز سے انکار کیا کہ میں نماز نہیں پڑھتا تو یہ انکار اس کا اگر نماز کو ادا جان کر ہوا یا نماز کے فرضیت کا منکر ہے یا نماز کا پڑھنا اس کے نزدیک حقیر لوگوں کا کام ہے وغیرہ وغیرہ جن کا مرجع کفر کی طرف ہے تو بے شک وہ شخص شرعاً کافر ہے اگر غرض اس کی اس انکار سے صرف یہی ہے کہ میں نماز تیرے کہنے سے ادا نہیں کروں گا خود اپنی خوشی سے ادا کروں گا تو اس صورت میں یہ انکار کفر نہیں ایسی صورتوں میں مفتی کو لازم ہے کہ بلا تحقیق نیت کے کفر کا فتویٰ دینے میں جلدی نہ کرے، ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر میں ان دونوں مسئلوں کو وضاحت کیساتھ بیان کیا ہے۔ رسالہ فیوضات مکی کے آخر میں جو مولوی رشید احمد گنگوہی کی ترویج لکھی گئی ہے اس میں اس راقم نے خوب ببط سے اس کا کفر ثابت کیا ہے۔ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ۔ (پ ۹)

اعراف آیت ۸۹) آمین ثم آمین۔ الراقم خادم الطلبة محمد عفی عنه

لدهیا نوی .. احباب من اجاب بقلم دین محمد ساکن موضع بلیہ وال۔ ابتداء میں جب مولوی عبداللہ صاحب مرحوم نے قادیانی کو کافر کہا تھا۔ اور لوگوں کو اس کے کفر کا یقین نہیں آتا تھا اور قادیانی کا لودھیانہ میں آنے کا چرچا تھا مولوی صاحب مرحوم نے شب کو یہ خواب دیکھا کہ تین شخص ایک آگے اور دو اس کے پیچھے چلے آتے دور سے نظر پڑے اور تینوں نے دھوتیاں ہندوؤں کی طرح باندھی ہوئی ہیں۔ جب قریب آئے تو جو شخص امام کی طرح آگے تھا اس نے دھوتی کی بندش کو کھول کر تہ بند کی بندش مسلمانوں کی طرح کر لی اور غیب سے آواز آئی کہ قادیانی یہی ہے، چنانچہ فجر کو یہ خواب لوگوں کو سنایا گیا اور تعبیر اس کی یہ بیان کی گئی کہ یہ شخص بظاہر لباس اسلام کا پہن کر لوگوں کو مثل اپنے کذاب بنانا چاہتا ہے اسی روز بوقت نصف النہار قادیانی معہ دو ہندوؤں کے لودھیانہ میں آیا جس سے صداقت خواب مولوی عبداللہ صاحب معہ تعبیر بخوبی پایہ ثبوت کو پہنچی اسی طرح اور بہت خواب بزرگان دین کو اس کی تفصیل و تکفیر کی تائید میں معلوم ہوئے۔ آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔

خادم الطلاب محمد عفی عنہ لودھیانوی۔



تقریظ حضرت مولانا مولوی عبدالعزیز صاحب واعظ نقشبندی لودھیانوی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بعد الحمد لمن هداانا وعلمانا والصلوة علی نبیہ مولینا وآلہ وصحبہ

وکل من کان علی الهدایا مقتدیا او اماما اجمعین۔ معلوم ہوا کہ اس

خاکسار عبدالعزیز بن مولینا مولوی عبدالقادر مرحوم نے کتاب ہدای اسمیٰ بہ کلمہ فضل
رحمانی بجواب اوہام غلام احمد قادیانی کے بعض مقامات کو سماع کیا جس سے دریافت
ہوا کہ یہ کتاب خواص و عوام کو واسطے دفع کید مرزا قادیانی و حفظ عقائد ایمانی درباب
عیسیٰ و مہدی یمانی کافی و شافی ہے۔ امید کہ جس کو ہدایت یزدانی و شگری ہو خواہ
مرزائی نہ ہو راہ ہدایت پر آئے اور مصنف کے حق میں دعا خیر اور شکر یہ ادا کرے کہ
مجھے قعر جہنم سے نکال کر ریاض جنت دلایا اور دعا کرے کہ اے اللہ جل و علا اسی عمل
کے عوض اس کو مقرب اپنا بنا۔ آمین۔ فقط واللہ اعلم و علمہ اتم۔

الراقم عبدالعزیز عفی عنہ نقشبندی لودھیانوی۔

تقریظ حضرت مولوی محمد اسماعیل صاحب لودھیانوی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خامد مُصَلِّیاً۔ مسکین اسماعیل خدمت الہ اسلام میں عرض کرتا ہے۔ کہ میں نے چند
مقامات اس رسالہ کے سنی حقیقت میں رسالہ واسطے تسلیل اور تحقیر کے اظہار کرنے
میں کافی اور وافی ہے۔ الہ اسلام پر لازم ہے کہ اس مرتد سے دور رہیں۔ وَاللّٰهُ
یَهْدِیْ مَنْ یَّشَاءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔ (پ ۲ سورۃ بقرہ آیت ۲۱۳)
راقم۔ خادم العلماء محمد اسماعیل خواہر زادہ مولوی عبدالقادر لودھیانوی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

تقریظ حضرت مولانا مولوی ابوالاحسان محمد عبدالحق صاحب سہارنپوری

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حامد مصلیٰ۔ اما بعد اس احقر الخلاق نے یہ کتاب لامبانی مسکی بہ ”کلمہ فضل رحمانی“ بجواب اوہام غلام قادیانی مؤلفہ قاضی فضل احمد صاحب گورداسپوری لا ذال علیہ الفضل الربانی۔ مختلف مقامات سے دیکھی شرع شریف کے مطابق اور عین صواب پائی اس کے مصنف کی سعی جمیل فی سبیل اللہ کو دیکھ کر بے اختیار زبان و قلم دعائے شکر اللہ سعید نکلتی ہے۔

خاص و عام اہل اسلام کی خدمت میں عرض ہے کہ اس زمانہ میں کہ شرعی درہ اور طرہ سے خالی ہے۔ اور بعض بے دینوں نے اس کو زمانہ آزادی خیال کیا ہے کہ شرع کے احکام اور کالیف اسلام سے آزاد ہیں اور جو چاہتے ہیں کہتے اور لکھتے ہیں اکثر لوگوں نے باغوائے و نفس دین اسلام میں رخسار اندازی چاہی ہے۔ مگر بحکم آیت وانا لہ لحاظون خداوند تعالیٰ اپنے دین اور اپنی کتاب کا خود نگہبان ہے۔ جہاں کوئی ایسا بے دین سر اٹھاتا ہے اس کے سر کو ب بھی فوراً موجود ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ اسی زمانہ آزادی نام میں یہ قادیانی صاحب مطلق العنان ہوئے اور اپنے شیطانی خیالات کو الہامات سمجھ کر اتنے بڑھے کہ بڑھتے بڑھتے ہی گھٹ گئے اور اوج سے حسیض پر جا پہنچے۔ اول ہم ان کے اچھے خیالات سنا کرتے تھے۔ مگر اب بالکل برعکس ہو گئے حتیٰ کہ دعویٰ مسیحیت کر کے گویا مسیح ہی ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ سب کو گمراہی کے خیال اور ضلالت کے اقوال سے بچائے۔ آمین۔ یہ کتاب مستطاب فی الواقع اہل ایمان کیلئے حیات قلبی اور بصیرت باطنی کی موجب ہے۔ جس سے عام و خاص مردمان اسلام ایسے مدعیان بے دین کے اقوال ضلالت استعمال کو بخوبی تمیز کر سکتے ہیں۔

ہ کتاب لو تاملہ ضریر لا صبح وہو ذوبصر صحیح

فانی لا یخل و فیہ مغبے یذکرنا بمعجزۃ المسح

اور درحقیقت یہ قادیانی اپنی کیدانی باتوں سے شرع شریف میں رخنہ انداز ہے اس کی صحبت موجب گمراہی اور اس کے اقوال سے بے راہ کرنا چاہیں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی آل اطہار کی برکت سے ہم سب مسلمانوں کو ان کے شر سے بچائے۔ آمین اللہم آمین۔

معروضہ ابوالاحسان محمد عبدالحق سہارنپوری عفا اللہ تعالیٰ عنہ۔ ۱۹۔ دسمبر ۱۸۹۸ء۔

☆☆☆☆☆☆

تقریظ مولوی نظام الدین صاحب مدرس مدرسہ حقانی لودھیانہ

هو الهادی . بسم الله الرحمن الرحيم .

اللهم ربنا اهدنا الصراط المستقيم - اللهم ربنا انصر من نصر دين محمد صلى الله عليه وآله وسلم واجعلنا منهم - اللهم اخذل من اخذل دين محمد صلى الله عليه وآله وسلم ولا تجعلنا منهم - اللهم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعه - وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابه -

اما بعد۔ کترین نے اکثر مقامات سے ”کلمہ فضل رحمانی“ کا مطالعہ کیا۔ گو کہ اس سے پہلے بھی اپنی اپنی طرز پر مناظرین علماء دین نے عقائد باطلہ مخترعہ مرزا کا خوب ہی قلع قمع کیا ہے۔ لیکن یہ جدید تصنیف اپنی طرز تالیف میں نہایت ہی دلپذیر اور اپنی آپ ہی نظیر ہے۔ وجہ یہ کہ اس کتاب کا مصنف عموماً مرزا ہی کی تصانیف سے اپنے براہین و دلائل لایا ہے۔ اور دروغ گو کو اچھی طرح اس کے گھرتک پہنچایا ہے۔ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب کوئی شخص مناظرہ اور بحث و مباحثہ کی کوئی کتاب بناتا ہے اس

کے ہر پہلو پر دوراندیشی سے نظر دوڑاتا ہے۔ تاکہ کسی کو حرف گیری کا موقع نہ ملے۔
 خصوصاً مرزا نے تو (بقول خود) اپنی کتابوں کو وحی اور الہام سے لکھا ہے اور مرزا اپنی
 وحی اور الہام کو قطعی اور واجب العمل بھی سمجھتا ہے۔ پس یہ نہایت ہی عمدہ بات ہوئی کہ
 اسی کا جواب اسی کی کتاب سے ہوا اور یہ بعینہ ایسی مثال ہے۔ جیسا کہ کوئی مغرور
 و متکبر و گروں کش بہمہ وجوہ مسلح ہو کر اور ہتھیار باندھ کر میدان کارزار میں آئے۔ اور
 نبرد آزماؤں کو اپنے مقابلہ میں بلائے۔ دوسری جانب سے ایک بندہ خدا تنہا بلا
 ہتھیار مردانہ وار اس سے برسر پیکار ہو کے اسی کے ہتھیاروں سے اسی پر وار کرے۔
 اور اسی کی شمشیر سے اسی کا سر قلم کرے۔ اصل وجہ یہ ہے کہ مرزا اپنے اوہام باطلہ اور
 عقائد فاسدہ کا خود ہی مخترع نہیں ہے۔ بلکہ اہل فلسفہ اور ملاحدہ اور معتزلہ اور نیچر یہ کی
 کاسہ لیس کی ہے۔ اور انہیں کی تے چائی ہے۔ چنانچہ ماہرین کتب پر پوشیدہ نہیں ہے
 خلاصہ یہ کہ یہ کتاب لا جواب ہے۔ اور مصداق مثل مشہور اسی کی جوتی اسی کا سر ہے۔

والسلام

المصنف الی اللہ الصمد فقیر نور محمد عفی عنہ مالک مطبع حقانی لودھیانہ۔



حامداً مصلیاً۔ میں نے کتاب سہمی ”بکلمہ فضل رحمانی بجواب اوہام غلام قادیانی“
 مؤلفہ جناب قاضی فضل احمد صاحب کورٹ انسپکٹر لودھیانہ کو اول سے آخر تک پڑھا
 نہایت مدلل و لا جواب پایا۔ اس کتاب میں مرزا صاحب کے ہر ایک عقیدہ باطلہ کی
 تردید بڑی پر زور تقریروں سے کی گئی ہے۔ خداوند جل و علا مؤلف صاحب کی سعی
 قبول فرمائے اور قادیانی اور اس کے حواریین کو توفیق ہدایت کرے۔ اور عامہ اہل

اسلام کو اسکے شر سے محفوظ رکھے۔ آمین

(مسکین نظام الدین عفی عنہ مدرس مدرسہ حقانی لودھیانہ)

تقریظ حضرت مولانا و بالفضل اولینا مولوی محمد عبداللہ

صاحب فاضل ٹوئنگی اول مدرس عربی یونیورسٹی لاہور۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّيْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْاَمِیْنِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ اَجْمَعِیْنَ۔ اَمَّا بَعْدُ

اگرچہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے خیالات اور دعاوی اس قدر ضعیف و خف ہیں کہ ان کی صحت و صداقت کی طرف کسی ادنیٰ ذی ہوش کا تامل ہونا بھی مستبعد تھا

چہ جائیکہ علمائے اسلام کو ان کے نقص و کسر کیلئے تالیفات کی ضرورت پڑتی لیکن افسوس ہمارے ہی بعض ابنائے علمات (تلفہ سے محروم ہونے کے ساتھ بھی بزعم خود فقہائے

اعلام کی اغلاط اور مخفیات کو پبلک کے سامنے لا کر اپنی فضیلت کا ثبوت دینے میں

کوشش کرتے رہے ہیں) مرزا صاحب موصوف کی براہین احمدیہ پر نہ صرف ایمان

ہی لے آئے بلکہ ان کے زعم رسالت و نبوت، وحی و الہام اور خیال مماثلت مسیح علیہ

الصلوٰۃ والسلام کو ایک کافی عرصہ تک بزعم خویش پر زور تحریروں سے رولت دیتے رہے۔

ایسی حالت میں عوام الناس اور خصوصاً ان بچارے نادان مسلمانوں کا جو پہلے ہی

علمائے اسلام سے بدظن اور ان کی مخالفت سے بے پرواہ تھے لغزش میں آ جانا اور مرزا

صاحب کے خیالات کو سادگی سے تسلیم کر لینا بالکل قرین قیاس تھا چنانچہ ایسا ہی ہوا اور

مجبوراً علمائے اسلام کو بھی باقتضائے فرمان نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام ”مَنْ رَاَیَ

منکم منکر اقلی غیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ
 وذلک اضعف الایمان۔“ اپنا فرض کفایہ ادا کرنے میں کوشش کرنی پڑی
 جنہوں نے اپنی قیمتی تالیفات سے اہل اسلام کو فائدہ پہنچایا۔ کلمہ فضل رحمانی بھی جس کا
 معتد بہ حصہ میری نظر سے گزرا ہے۔ اس قسم کا ایک رسالہ ہے۔ اور اپنے عام فہم اور
 سلیس البیان ہونے کے لحاظ سے ممکن ہے کہ پبلک کو زیادہ مستفید ہونے کا موقعہ
 دے۔ اس کے مولف مولوی قاضی فضل احمد صاحب نے الزامی جوابات کی استعمال
 کی خصوصیت کو بہت زیادہ مد نظر رکھا ہے جو بیشک موثر اور دل پسند طریقہ ہے مجھے امید
 ہے کہ عام مسلمان جن کو پیچیدہ تقریروں اور تحقیقی جوابات سمجھنے میں بہت کچھ دشواری
 ہوتی ہے۔ اس رسالہ سے کافی فائدہ اٹھائیں گے۔ جزاء اللہ عنا وعن سائر المسلمین
 خیر الجزاء۔

کتبہ العبد المذنب المفتی محمد عبداللہ عفا عنہ باحناہ۔ ۱۹ شوال ۱۳۱۵ھ



ملک کے بہت سے نامور علماء و فضلاء کی جانب سے بوجہ ان کے سفر میں ہونے
 کے تقاریظ نہیں پہنچ سکیں۔ جس وقت پہنچ جائیں گی وہ بھی بطور ضمیمہ اخبار و قادیار میں
 شائع کی جائیں گی۔ جو اسی کتاب کے ناظرین کی خدمت میں ابلاغ ہوں گی یہ تقاریظ
 حسب ذیل علمائے فضلاء ہندوستان کی ہوں گی۔

(۱) جناب مولوی لطف اللہ صاحب علی گڑھی مفتی دارالسلام حیدرآباد دکن۔

(۲) جناب خان بہادر مولوی شاہ محمد حسین صاحب الہ آبادی۔

(۳) جناب مولوی ابو محمد عبدالحق صاحب مفسر تفسیر حقانی دہلوی۔

(۴) جناب مولوی شاہ محمد سلیمان صاحب سجادہ نشین پھلواری شریف پٹنہ۔

(۵) جناب مولوی ابو محمد ابراہیم صاحب آروی۔

(۶) جناب مولوی عبد الماجد صاحب بھاگلپوری۔



جناب باری میں مالک اخبار و فادار کی پکی التجاء مرزا صاحب قادیانی

کے الہامات وغیرہ کی نسبت اور اس التجاء پر بشارت ایزوی

آج رات دو بجے بعد نماز تہجد میرے دل میں اتفاقہ خیال گذرا کہ جناب قاضی

فضل احمد صاحب کورٹ انسپکٹر پولیس لودھیانہ نے اسلامی حفاظت کے خیال سے بلا

کسی ذاتی مخالفت کے جناب مرزا غلام احمد صاحب ساکن قادیان ضلع گورداسپور کی

تصانیف کی تردید میں جو کتاب موسوم بہ ”کلمہ فضل رحمانی“ بجواب اوہام غلام احمد

قادیانی لکھی ہے۔ اور جس پر ملک کے نامور مولوی صاحبان نے اپنی اپنی اسلامی

حمیت سے رائیں لکھ کر یہ ثابت کیا ہے۔ کہ مرزا صاحب قادیانی لاریب۔ دجال۔

کذاب۔ مخالف اسلام اور اہل اسلام۔ مفتری وغیرہ وغیرہ ہیں۔ ایسا ہی اس کتاب

سے پہلے بہت سے علماء دین ان کے خلاف تکفیر کا فتویٰ بھی دے چکے ہیں۔

کلمہ فضل رحمانی کے مولف صاحب نے بھی مرزا صاحب کو کذاب۔ باطل۔ مکار اور

خارج از اسلام۔ عبد الدراہم والدہ دنا نیر۔ خود غرض وغیرہ لکھ کر مرزا صاحب کی پیش

گوئیوں کو باطل محض اور ان کے دعویٰ مسیحائی مہدویت کو مکاری۔ فریب پر بدلائل

مہقول ثابت کر کے مرزا صاحب کی اپنی ہی تصانیف سے بحوالہ ان کی کتاب کے صفحہ

سطر کے مرزا صاحب کے تمام دعاوی کی اصلیت ظاہر کر دی ہے۔ جس سے ہر ایک
 مسلمان کو پورا یقین ہوتا ہے کہ واقعی مرزا صاحب قادیانی کے تمام دعاوی غلط
 ہیں۔ اور وہ سچ سچ دنیا پرست اور اسلامی اصول سے بہت دور ہیں۔ ادھر مرزا صاحب
 کی اپنی تصانیف سے جو صاحب مولف کتاب نے بحوالہ ان کے صفحہ، سطر اس کتاب
 میں حرف بحرف عبارت یا فقرے نقل کئے ہیں۔ ان سے صاف ظاہر ہے کہ مرزا غلام
 احمد صاحب نے بھی پیغمبر اسلام اور دیگر پیغمبروں، اولیاءوں۔ انبیاءوں اور تمام دنیا کے
 گذشتہ و موجودہ بزرگوں کو بدرجہ غایت گالیاں دیکر اپنے کو سچ موعود۔ مہدی مسعود۔
 ملہم۔ خدا سے ہمکلام اور پھر روز مرہ باتیں کرنے والا اپنے ایسے یقین سے ظاہر
 کیا ہے کہ کسی کو سوائے لا حول پڑھنے کے کوئی محل کلام نہیں حتیٰ کہ مرزا صاحب نے اپنی
 تصانیف اور اشتہارات میں آجکل کے تمام دنیا کے صاحب فتویٰ علماء فضلاء کو بد
 ذات۔ بے ایمان۔ شیطان وغیرہ ایسے دل آزار فقرات لکھے ہیں کہ خدایا تیری پناہ۔
 اور ایسے ہی اپنے الہامات میں کسی کی جوان لڑکی کا اپنے ساتھ آسمان پر نکاح ہونا اور
 زمین پر نہ ملنا بیان کر کے بصورت خلاف اس کے والد اور خاوند کی موت اور تمام آسمانی
 مصیبتوں کا ان پر نازل ہونا بذریعہ اپنے الہام کے بیان کیا ہے اور پھر کسی کے لئے
 ایک سال کسی کے لئے ۱۸ ماہ کسی کے لئے دو سال کسی کیلئے چھ سال تک مرنے کی پیش
 گوئی کر کے اس پر ہزاروں روپیہ کی شرطیں باندھ کر آخر ان کے غلط محض ہونے پر مرزا
 صاحب کا یہ کہہ دینا کہ چونکہ اس نے دل سے ہمارے الہام اور خیال کو مان لیا ہے اس
 لئے ایسا نہیں ہوا۔ وغیرہ وغیرہ

مرزا صاحب کے بعد ان کے مرید (جو اپنے کو مرزائی کے خطاب سے مخاطب

اور مشہور ہونا) مرزا صاحب کی مسیحائی اور مہدویت کی تقویت کا باعث سمجھتے ہیں عموماً ہر موقع پر پہنچ کر مرزا صاحب کے مرسل یزدانی۔ نبی۔ محدث ربانی۔ مسیح موعود۔ مہدی مسعود۔ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام ہونے کی منادی کر کے ان کو ”سچا نبی“ اور ”مرسل برحق“ اور ان کے الہام کو خدا کی باتیں ہونے کا وعظ کر کے عام اہل اسلام کو ان کی طرف رجوع ہونے کی تحریک کرتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ غرضیکہ مرزا صاحب کے دعاوی۔ تصانیف ان کے مریدوں کے بحث مولف کتاب کلمہ فضل رحمانی کی بدلائل معقول تردید اور دیگر علماء فضلاء کی تقاریض اسلامی اصول کے مطابق اسلامی حفاظت کے خیالات پر غور کرتے کرتے میں نے مکرر با وضو ہو کر خاص اس معاملہ کی تحقیق کیلئے بصدق دل محض بے تعصب ہو کر بغرض اطمینان جناب باری عز و جل کو حاضر و ناظر سمجھ کر یہ التجاء کی کہ۔

”اے پروردگار عالم الغیب! میں کیا اور میری ہستی و حقیقت کیا جو ایسے بھاری معاملہ میں تیرے سامنے حاضر ہو کر اپنا کوئی خیال ظاہر کر سکوں سوائے اس کے کہ میں بصدق دل یہ اقرار کروں کہ تو عالم الغیب اور کل شے محیط ہے کوئی بات اور کوئی فعل میرا ہو یا دوسرے کا۔ اچھا ہو یا بُرا۔ جھوٹا ہو یا سچا تجھ سے نہ تو پوشیدہ ہے اور نہ پوشیدہ رہ سکتا ہے اور پھر اس کے ساتھ ہی تو ہر ایک فرد بشر کی نیکی بدی اور نیت و اعمال سے پورا پورا واقف ہے غرضکہ انسان کا کوئی فعل کوئی حرکت۔ کوئی ارادہ کوئی معاملہ خواہ وہ کسی غرض اور مدعا سے ہو تیرے علم سے باہر نہیں رہ سکتا۔

اے خداوند قادر مطلق! میں تیرا شکر کرتا ہوں کہ تو نے اپنے فیضان خاص سے

مجھے انسان بنا کر اپنے محبوب پاک پیغمبر آخر الزمان ﷺ کی امت میں پیدا کیا اور پھر اپنی رحمانی صفات سے مجھے بتایا کہ تیرا مذہب اسلام تیرا پیغمبر برحق تیرا ہادی قرآن مجید ہے اور اس کے عالم اس کے عامل اس پر ایمان لانے والے میرے مقبول اور میرے پیارے ہیں۔ اے میرے غفور الرحیم! تو نے اپنے فضل سے یہ بھی بتا دیا کہ میں جسے رسول کہوں۔ نبی کہوں۔ پیغمبر کہوں۔ غوث کہوں۔ قطب کہوں۔ اولیاء کہوں۔ انبیاء کہوں۔ ولی کہوں۔ وہ میرے فرستادہ ہونے کے علاوہ میرے مجوزہ قانون (فرقان حمید) کو تمہیں بغرض ہدایات سنانے والے اور تمہیں سیدھا راستہ بتانے والے ہیں۔ ان کی نصائح پر عمل کر کے بصدق دل ان کی مطابقت اور فرمان برداری اپنا ایمان اور ایمان کا اعلیٰ اصول سمجھو۔

اے زمین و آسمان کے مالک خداوند! تیرے رسول مقبول نے تیرے ارشاد کے مطابق اپنی امت کو بھی ہدایت کی کہ بزرگوں کی ہدایتوں کی پابندی خداوند کریم کی رضا مندی اور خوشنودی ہے۔ تیرے رسول پاک کی یہ بھی تاکید ہے کہ علماء و فضلاء دین کی عظمت و توقیر تمام امت پر فرض ہے جو اسکے خلاف ہو تحقیق وہ مجھے اور میری امت کو بدنام کرنے والا ہے۔ پس اگر کوئی شخص تیرے کلام پاک (جو امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دینی اور دنیاوی امور کیلئے بوجہ احسن قانون قدرت سمجھا جا کر ہدایت کرنے والا ہے مثل اور بغیر کسی قسم کے شک کے ایمان مضبوط کرنے والا ہے) کی بغرض شہرت مخالفت کر کے اس کے صاف اور سیدھے معنوں اور آیتوں کی الٹی تفسیریں کر کے تیرے پیغمبر کو برحق ماننے میں اپنے لفاظی دکھائے اور تیرے دیگر

پیغمبروں تیرے انبیاءوں تیرے غوث اور تیرے قطبوں کی ہدایتوں کے مطابق ان کی قدم بقدم چلنے والوں اسلامی فضلاء علماء وغیرہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی جھٹلائے اور ان کو یوسف نجار کا بیٹا پکارے اور پھر ایسا شخص مسلمان بھی ہو تہجد گزار بھی ہو۔ مولوی بھی ہو۔ عالم و فاضل بھی ہو۔ قرآن پڑھنے والا اور سننے والا بھی ہو۔ اسکے مرید شاگرد پیشہ بھی اسی کی پیروی کرنے والے ہوں۔ ان کا پیر زبان سے خدا اور رسول کی تعریف بھی کرے مگر تحریر میں آکر سب کچھ لیٹا ڈبو دے۔ جس سے دوسرے مذاہب کے لوگوں کو اسلام پر مذاق اور طعن سے ایسی کاموقعہ ملے۔ وغیرہ وغیرہ۔ توبہ توبہ استغفر اللہ ایسے شخص مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہیں جنہوں نے اپنے ایسے خیالات سے اہل اسلام اور بزرگان اسلام کو مختلف قسم کے وہم اور خدشہ میں ڈال رکھا ہے (جنہوں نے سچ مچ تیرے قرآنی احکام اور حدیثوں کے مناد اور مفسرین) کی بدذبانی سے توہین کر کے عام پر ہمیشہ یہ ظاہر کیا ہے کہ میں خدا سے ہمکلام ہوتا ہے۔ اور مجھے ایسے الہام ہوتے ہیں۔ کہ جو شخص میری فرمانبرداری نہ کرے اور میرے الہاموں کو سچا نہ مانے اور مجھے خدا کا فرستادہ نبی نہ تسلیم کرے وہ ایک سال۔ ڈیڑھ سال حد درجہ چھ سال میں مرجائے گا۔ اور پھر جو تیرے پیغمبر برحق کے دین میں ایسے دوسو سے اور فتور ڈالنے کیلئے اپنی ایسی تصانیف کی اشاعت کر کے تیرے رسول کے اصحاب کبار کی بھی مخالفت کر کے تیرے پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزوں کو (جس کا تذکرہ تو نے اپنے قرآن مجید میں بہت جگہ تعریف کے ساتھ فرمایا ہے) شعبہ بازی کہے۔

اے دین و دنیا کے مالک عالم الغیب خدا ! تو اپنے خدائی کے صدقہ میں
 بطفیل اپنے محبوب پاک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میری اس التجاء کو قبول فرما
 کر مجھ پر صاف طور پر بلا کسی شک و شبہ کے ظاہر کر دے کہ ظاہر میں ایسا شخص جو تمام
 احکام شرعی کا اس درجہ مخالف اور مدعی ہو۔ باطن کا حال تو جانتا ہے جس کے جاننے کا
 مجھے کوئی علم نہیں۔ کیا وہ دراصل سچا ہے؟ یا کاذب، تین ایسے شخص کو ایسی حالت میں
 (جو مسلمان ہو اور مولوی بھی ہو) کیا سمجھوں؟

اے میرے منتقم حقیقی خداوند زمین و زمان ! تو علیم ہے۔ سمیع ہے۔ بصیر ہے تجھ
 سے کسی کا ظاہر باطن کسی طرح بھی مخفی نہیں رہ سکتا۔ ہر مذہب و ملت کی آسمانی کتابیں
 تیرے عالم الغیبی اور کل شئی قدریہ اور کل شئی محیطہ۔ عالم الغیب۔ ہر شخص کے ظاہر و
 باطن۔ نیک و بدائی۔ صداقت۔ کذب۔ دل آزاری۔ دل داری۔ خود ستائی۔
 خود داری۔ برائی۔ بھلائی حتیٰ کہ تیری بے نیازی کے اصول کے مطابق آخر الزمان صلی
 اللہ علیہ وسلم سے پہلے پیغمبروں حضرت ذکریا۔ حضرت ایوب۔ حضرت یعقوب۔
 حضرت یوسف تک کیساتھ تو نے جو اپنی قدرت کا اظہار کیا وہ تیری قدرت کاملہ کی
 ایک مصدقہ دلیل ہے۔ تیری غیوری اور تیری قہاری سے سب نے پناہ مانگ کر تیری
 غفور الرحیمی اور تیری رحمت کو اپنی نجات کا ذریعہ سمجھا تو اپنے فضل سے بندوں کو گمراہی
 سے بچانے اپنے رسول مقبول کے دین کی حفاظت اور اپنے قرآن مجید کی نگہبانی کیلئے
 مجھ ایسے گنہگار اور خطاکار شخص کو (جسے صرف تیرے سچے قرآن کے احکام کی تعمیل اور
 تیرے پیغمبر برحق کے دین کی اشاعت بوجہ احسن بغیر کسی کذب کے حق و باطل کا آئینہ

دکھانا مد نظر ہے) کوئی خاص بشارت اور ایسی بشارت دے جس سے نہ تو میرے دل میں کسی وسوسہ کا گمان گذرے اور نہ مرزا صاحب اور ان کے حواریین کو اس شیطانی وہم وغیرہ سے تعبیر کرنے کا موقع ہو۔ اور اس امر کا پورا فیصلہ اپنی بشارت خاص کے ذریعہ سے کر دے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی سچے مسیح موعود اور مہدی مسعود ہیں اور انہیں جو الہام ہوتے ہیں۔ وہ دراصل سچے الہام ہیں۔ ان کے پیرو بھی غلطی پر نہیں ان کی تصانیف ہر ایک طرح قابل یقین اور لائق اعتبار ہیں یا یہ کہ مرزا غلام احمد صاحب کے خیالات مذہبی کے مخالفت کرنے والے سچے اور احکام خداوندی کے بجالانے والے مرزا صاحب کی تصانیف سے نفرت کریں۔ مجھے اسی التجاء اور خیال میں کسی قدر نیند سے معلوم ہوئی تھی کہ میں سو گیا۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں ایک سفید ریش بزرگ میرے پاس بیٹھے ہوئے فرما رہے ہیں۔ کہ سے

دو شہم نوید داد و عنایت کہ حافظا باز آ کہ من بعفو گناہت ضمان شدم یہ شعر سن کر میں نے خواب میں ہی التجاء کی کہ حضرت کیا میں مرزا غلام احمد صاحب کے مسیح موعود اور مہدی مسعود نہ سمجھنے کی وجہ سے گنہگار سمجھا گیا تھا جس کے لئے آپ میرے ضامن ہوئے ہیں۔ یا یہ کہ میں ان کے خیالات سے خود محفوظ رہنے اور عام اہل اسلام کو بچانے کا دل سے موید ہوں تو پھر انہوں نے مجھے ایک کتاب ہاتھ میں دیکر فرمایا کہ اے شخص اس پر عمل کر اور یاد رکھ کہ خدا کا کلام سچا ہے اس کا رسول برحق ہے۔ دین اسلام کے بزرگوں کی نسبت غیبت کرنے والا لاریب فیہ سخت ترین عذاب کا مستحق اور گمراہ ہے میں ان کے ہاتھ سے وہ کتاب لیکر کھولتا ہوں تو وہ قرآن مجید ہے جس کے پہلے صفحہ پر لکھا ہوا ہے۔ کلمہ فضل رحمانی اور دوسرے صفحہ پر بجواب

ادہام غلام قادیانی۔

اتنے میں میری آنکھ کھل گئی تو صبح کی نماز کیلئے قریب کی مسجد میں مؤذن اللہ اکبر پکار رہا تھا، میں الحمد للہ پڑھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اور وضو کرنے کے بعد صبح کی نماز ادا کر کے اپنے کتب خانہ سے دیوان حافظ منگوا کر اس اوپر کے شعر کو تلاش کرنے لگا تو میم کی روئف میں خواجہ حافظ علیہ الرحمۃ کا یہ مقطع لکھا ہوا ملا جب میں ساری غزل پڑھنے لگا تو میری خواہش کے مطابق اس غزل کا دوسرا شعر بھی دیکھا گیا۔

شکر خدا کہ ہرچہ طلب کردم از خدا بر ملتہائے ہمت خود کامران شدم
گو یا خواجہ علیہ الرحمۃ کا دوسرا شعر بھی میری التجاء کی کامیابی کے شکرانہ اور تائید میں تھا۔ میں خداوند کریم کے اس فضل عظیم اور فیضان خاص کا شکر ادا کر کے اسی کی ذات بے ہمتا اور بے نیاز کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی سے میری کسی وقت کی راہ و رسم نہ خط و کتابت نہ جسمانی ملاقات نہ روحانی تعلقات غرضیکہ میری صورت شناسائی تک بھی نہیں نہ میں کبھی ان کی بیت الفکر اور بیت الذکر قادیان میں گیا۔ اور نہ وہ میرے مکان پر لاہور تشریف لائے اور نہ ان کی تصانیف کو میں نے بوجہ خلاف قرآن پیشگوئیاں کرنے کے پڑھایا پڑھنا چاہا، ہاں عبد اللہ آتھم کی نسبت انکی پیش گوئی کے غلط ہونے کے موقع پر میں نے دوسرے مسلمانوں کی طرح ان کی ایسی غلط بیانی پر (جو دراصل اسلام کے سراسر خلاف تھی) اخبار و فادار میں افسوس اور رنج کا اظہار کیا تھا ایسے ہی اکثر میں ان کی ایسی نامعقول پیشگوئیوں کو افسوس کے ساتھ سنتا رہا مگر میں کبھی ان سے نہیں ملا۔ اتفاقہ طور پر میرے مخدوم مہربان جناب قاضی فضل احمد صاحب کورٹ انسپکٹر لودھیانہ نے مرزا صاحب کی ایسی ناجائز خلاف اسلام

زیاتوں کو مرزا صاحب کی اپنی ہی تصانیف سے بدلائل معقول بذریعہ کتاب کلمہ فضل
رحمائی بجواب اوہام غلام قادیانی کے مسلمانوں کو واقف کرنا چاہا کہ مرزا صاحب کے
عقائد محض خلاف اصول اسلام ہیں اور جو کچھ دعاوی الہام - مسیح - مہدی وغیرہ کے
کرتے ہیں محض حصول دنیا (روپیہ) کی غرض سے کرتے ہیں نہ خالصتاً اللہ دین کی
غرض سے۔ جناب قاضی صاحب نے تمام کتاب میں اپنی طرف سے صرف چند
فقرات ہی لکھے ہیں باقی جو کچھ درج کیا ہے وہ مرزا صاحب کی اپنی تصانیف کی اصل
عبارت اور فقرے بحوالہ صفحہ سطر اور چند خطوط دستخطی مرزا صاحب اور ان کی تائید اور
ثبوت میں دیگر خطوط ان کے الہاموں کے بطلان میں درج کئے ہیں۔ جس سے یہ
ثابت کیا ہے کہ مرزا صاحب کے الہامات کسی کی لڑکی سے نکاح ہونے کی غرض سے
ہوتے ہیں یا قادیان میں اپنے مکانات کو وسعت دینے کیلئے وغیرہ وغیرہ۔ پس میں
نے جو کچھ لکھا ہے۔ اپنے ایمان اور علم و یقین سے محض بے تعصبی اور کسی قسم کی ذاتی
مخالفت کے بغیر بالکل سچ لکھا ہے۔ خدا میرے اس بیان اور نیت کا واقف ہے اور
میں اس کی قسم کھا کر سچ کہتا ہوں۔ کہ مرزا صاحب کی تصانیف (جنکا حوالہ اس کتاب
میں ہے) پیغمبر اسلام، اہل اسلام اور دیگر بزرگان اسلام کی مخالفت سے روپیہ پیدا
کرنے اور دنیاوی ناموری حاصل کرنے کی غرض سے ہیں۔ نہ خدا اور اس کے
رسول کی اسلامی اشاعت اور حق و باطل میں فرق بتا کر اصلیت ظاہر کرنے کی غرض
سے۔ اب ہر ایک مسلمان جو قرآن اور حدیث کو ماننے والا ہے۔ اپنی اسلامی
حفاظت اپنا کام سمجھیں۔

آخر میں یہ بھی ظاہر کئے دیتا ہوں کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اپنی عادت

کے مطابق میری ذات خاص کی نسبت اور مؤلف کتاب کی نسبت بقول ان کے ایک پر لے درجہ کے معتقد مرزائی کی موت کی پیشگوئی کریں گے۔ میں اپنے حافظہ حقیقی پر پورا بھروسہ کر کے عام اعلان کرتا ہوں۔ کہ خداوند قادر مطلق اور منتقم حقیقی مرزا صاحب کی ہر ایک قسم کی پیش گوئی خواہ وہ میری موت کی نسبت ہو یا دیگر کسی قسم کی اس میں انہیں ناکام ثابت کرے گا۔

صاحب مؤلف کتاب نے بھی اپنا خیال مرزا صاحب کی پیشگوئی پر اپنی نسبت بخوبی ظاہر کیا ہے۔ جو ناظرین نے پچھلے صفحوں میں ملاحظہ فرمایا ہے۔ اور بس۔ مرزا صاحب کی پیشگوئی میری نسبت اور مؤلف کتاب کی نسبت جو کچھ ہوگی وہ بھی اس کتاب کے ناظرین کی نذر ہوگی۔

سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا
 إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ

خادم علماء و فضلاء دین متین

بندہ ناچیز کترین محمد فضل الدین عفی عنہ مالک اخبار و فادار لاہور

۱۴۔ جمادی الاول ۱۳۱۶ھ مقدس



مرزا غلام احمد قادیانی کا اپنے بیٹوں کے عاق کرنے اور اپنی بیوی دینے کی دھمکی کے متعلق مرزا صاحب کا اشتہار مورخہ ۲۔ مئی ۱۸۹۱ء
 (مطبوعہ حقانی پریس لودھیانہ)

وہ اشتہار یہ ہے۔

قولہ : ناظرین کو یاد ہو گا اس عاجز (مرزا صاحب) نے ایک دینی

خصوصیت کے پیش آ جانے سے اپنے ایک قریبی مرزا احمد بیگ ولد گا ماں بیگ

ہوشیار پوری کی دختر کلاں کی نسبت بحکم والہام الہی یہ اشتہار دیا تھا کہ خدا تعالیٰ کی

طرف سے یہی مقدر اور قرار یافتہ ہے کہ وہ لڑکی اس عاجز کے نکاح میں آئے

گی۔ خواہ پہلے ہی باکرہ ہونے کی حالت میں آ جائے یا خدا تعالیٰ بیوہ کر کے میری

طرف لے آئے۔ اب باعث تحریر اشتہار ہذا یہ ہے کہ میرا بیٹا سلطان احمد نام جو

نائب تحصیلدار لاہور میں ہے۔ اور اس کی مالی صاحبہ اس مخالفت پر آمادہ ہو گئی اور

تجویز میں ہے کہ اس لڑکی کا نکاح کسی سے عید کے دن یا اسکے بعد کیا جائے ہر چند

سلطان احمد کو سمجھایا کہ تو اور میری والدہ اس کام سے الگ ہو جائیں ورنہ میں تم

سے جدا ہو جاؤں گا۔ تاکیدی خط لکھے، میرے خط کا جواب نہ دیا۔ اور بکلی

بیزاری ظاہر کی۔ لہذا میں آج کی تاریخ سے کہ ۲۔ مئی ۱۸۹۱ء ہے۔ عوام اور خاص

کو بذریعہ اشتہار ہذا ظاہر کرتا ہوں۔ اگر یہ لوگ اس ارادہ سے باز نہ آئے اور اس

لڑکی کا کسی اور سے نکاح ہو گیا تو اسی روز سلطان احمد عاق اور محروم الارث ہو گا

اور اسی روز اس کی والدہ پر میری طرف سے طلاق ہے۔ اور اگر اس کا بھائی فضل

احمد جس کے گھر میں مرزا احمد بیگ والد لڑکی کی بھانجی ہے اپنی اس بیوی کو اسی دن

جو اس کو نکاح کی خبر ہو طلاق نہ دے۔ تو پھر وہ بھی عاق اور محروم الارث ہو گا۔ اس

نکاح کے بعد تمام تعلقات خویشی اور قرابت اور ہمدردی دور ہو جائیں گے اور کسی

کا الہام ہے۔ (جس کے معنی مرزا صاحب کو بھی اس وقت تک معلوم نہیں ہوئے) اگر آسمانی خدا (جو تمام جہاں کا پروردگار ہے) کا کوئی الہام ہوتا تو کیا محال کہ وہ کسی وقت بھی ٹوٹ جاتا اور پھر قادیان کی زمین پر کیا دنیا کے کسی حصہ پر بھی نہ ٹل سکتا تھا۔ اور نہ ٹوٹ سکتا مگر ہاں مرزا صاحب کے خدا عاجی کے الہام کی تعریف یہ ہے کہ زمین کی ہوا لگتے ہی ٹوٹ کر ٹل جایا کرتا ہے۔ خدائے عاجی اور پھر عاجی خدا کا آسمان اور زمین بھی ایسا ہی سمجھنا چاہئے۔ کہ جس خدا عاجی کے معنی مرزا صاحب خود نہیں جانتے تو اس خدا عاجی کے مسکن اور آسمان اور زمین کا بھی تو کوئی نشان نہیں ہوگا پس ایسے خدا اور ایسے خدا کے ملہم اور پھر ایسے خدا کے زمین آسمان پر سوائے لا حول پڑھنے کے اور کیا کہا جائے۔ ایسا شخص خدا کا فرستادہ، مرسل یزدانی، غوث، رسول، کج موعود، مہدی مسعود، ہونے کا مدعی ہو، اور پھر آسمانی کتابوں آسمانی پیغمبروں، آسمانی بزرگوں کو بخش گالیاں دیکر سب کچھ آپ ہی بن جانے کا دعویٰ دار ہو اور غضب یہ کہ اس کے مرید بھی اسی کے خیالات کے حامی اور مددگار ہو کر اصول اسلام کو بدنام کریں۔ ”اللّٰهُمَّ اكْفِنَا شَرَّهُمْ بِمَا شِئْتَ“۔

تمت بالخیر

(مرزا غلام احمد صاحب خود اور ان کے حواری دیکھیں ہماری التجا اور بشارت ایزدی پر کیا کیا تحویلیں اپنے اپنے موافق نکالتے ہیں۔ مالک مطبع)

